عمران سیریز

بلائنڈ اٹیک

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام مقام، کردار، واقعات اور
پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/۴۰ روپے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " بلائنڈ اٹیک " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول بھی مشکباریوں کی جدوجہد آزادی کے موضوع پر لکھا گیا ہے ۔ کافرستان مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے اور وادی مشکبار میں مسلمانوں کی اکثریت کو ختم کرنے کے لئے ہر وہ حربہ اختیار کر رہا ہے جس کی نہ تہذیب اجازت دیتی ہے اور نہ انسانیت ۔ بلکہ کافرستان کے حکام اب انسانیت اور تہذیب کی تمام حدود کو پار کر کے سفاکی اور درندگی کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں ۔ موجودہ ناول میں بھی کافرستان نے مشکباریوں کے خلاف وہ خوفناک حربہ استعمال کرنے کی پلاننگ بنائی ہے جس سے لاکھوں مشکباری کیڑوں مکوڑوں کی طرح موت کے گھاٹ اتر سکتے ہیں ۔ یہ ایک ایسی پلاننگ تھی جس کا تصور بھی انسان کو لرزا دینے کے لئے کافی ہوتا ہے لیکن کافرستانی تو اب درندوں سے بھی بدتر ہو چکے ہیں لیکن " ہر فرعونے راموسیٰ " کے مصداق اس خوفناک پلاننگ کی خبر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جاتی ہے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان' اس پلاننگ کو ناکام بنانے اور لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو لرزا دینے والی موت سے بچانے کے لئے دیوانہ وار میدان میں کود پڑے ۔ لیکن کافرستان نے بھی اس

پلاننگ کے تحفظ کے لئے اپنی ہر ایجنسی کو میدان میں جھونک دیا تھا۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مقابلے میں اس بار کافرستان کی تمام ایجنسیاں جن میں کرنل فریدی کی بلیک فورس، مادام ریکھا کی پاور ایجنسی، شاگل کی سیکرٹ سروس سمیت کافرستان ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر تمام ایجنسیاں شامل تھیں اور پھر یہ مقابلہ اس قدر خوفناک۔ اس قدر لرزا دینے والا اور اس قدر خطرناک انداز اختیار کر گیا کہ جوزف، جوانا، ٹائیگر کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اور خود عمران گولیاں کھا کھا کر گرتے چلے گئے۔ ہر طرف گولیوں کی بارش اور بموں کے دھماکے ہو رہے تھے اور ان گولیوں اور بموں کا نشانہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ لیکن لاکھوں مسلمان کشمیریوں کو دردناک موت سے بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی گولیوں کی بارش اور برستے ہوئے خوفناک بموں کی پرواہ کئے بغیر اپنے مقصد کے حصول کے لئے دیوانہ وار موت کو گلے لگاتے چلے گئے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

کوٹ ادو سے جمشید اقبال داور صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "ثاقب پروا جیکٹ" بے حد پسند آیا ہے اسے پڑھ کر آپ کی بے پناہ ذہانت کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔ میں طویل عرصے سے آپ کا خاموش قاری ہوں۔ لیکن اب خط اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو آپ کے سابقہ ناولوں اوز موجودہ ناولوں میں فرق بتا سکوں۔ سابقہ ناولوں میں عمران کے چہرے پر ہر وقت حماقتوں کی اظہار بہتی رہتی تھی۔ وہ ٹیکنی کلر لباس پہننے کا عادی تھا۔ چیونگم چباتا تھا۔ ہوٹلوں میں شرارتیں کرنا اس کا من پسند مشغلہ تھا۔ تیز ڈرائیونگ کرتا تھا۔ اس کے دل میں ہمدردی کا بے پناہ جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ لوگوں کی امداد کرتا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی اب صرف رانا ہاؤس تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ نہ وہ کسی نائٹ کلب میں جاتے ہیں نہ باڈی گارڈز کے فرائض سرانجام دیتے ہیں نہ طاقتور انجن والی کار چلاتے ہیں۔ سابقہ ناولوں میں خواتین بھی خاصی سرگرم رہتی تھیں۔ لیکن اب تو جولیا بھی آہستہ آہستہ منظر سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ سر فیاض اپنی تمام تر دلچسپیوں سمیت غائب ہو گیا ہے۔ اب عمران تو کیا سیکرٹ سروس کے ارکان کی بھی کسی سے دو بدو فائٹ نہیں ہوتی۔ بلیک زیرو بھی فیلڈ سے غائب ہے۔ ممبرز اب کہیں پکنک منانے نہیں جاتے۔ عمران نے عالمانہ اور فلسفیانہ گفتگو کرنی بھی چھوڑ دی ہے۔ برائے مہربانی عمران کو دوبارہ وہی پہلے والا عمران بنا دیں۔ کیونکہ ہم قارئین کو وہی پہلے والا عمران پسند ہے۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے"۔

محترم جمشید اقبال داور صاحب۔ خط لکھنے اور موجودہ اور سابقہ ناولوں کے درمیان فرق کو اس باریک بینی سے واضح کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی درست لکھا ہے کہ سابقہ عمران اور موجودہ عمران میں کافی فرق آگیا ہے دوسرے لفظوں میں آج کا عمران کل کے

عمران سے خاصا مجبور ہو گیا ہے۔ یا پھر اس کے مقابلے میں آنے والے مجرم اور مجرم تنظیمیں کل کے مجرم اور مجرم تنظیموں کی نسبت زیادہ تیز، زیادہ فعال اور زیادہ خطرناک ہو گئی ہیں کہ عمران کو وہ سب کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ جو وہ پہلے کرتا رہتا تھا۔ جو بھی صورت ہو بہرحال فرق موجود ہے۔ لیکن کیا یہ فرق فطری نہیں ہو سکتا۔ کیا وقت اور زمانہ آگے کی طرف نہیں بڑھ رہا۔ آپ نے خود لکھا ہے کہ آپ جب چوتھی جماعت میں تھے تو آپ نے عمران کو پڑھنا شروع کیا اور اب آپ ماشاء اللہ بی۔ اے فائنل میں ہیں۔ کیا یہ فطری فرق نہیں ہے کیا زمانے اور وقت کو واپس لوٹایا جا سکتا ہے یا ایک ہی جگہ روکا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ عمران کو یہ سمجھا سکوں کہ وہ بہرحال ان سب دلچسپیوں کے لئے ضرور وقت نکال لیا کرے کیونکہ یہی اس کی شناخت بھی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

حرکت میں آ گئے اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار آہستہ ہوتے ہوتے عین تنے کے قریب جا کر رک گئی۔

"مجھے پتہ ہوتا کہ اس طرح کا پرابلم پیش آ سکتا ہے تو میں کار کے ساتھ ایک کرین بھی باندھ لاتا"...... عمران نے میوزک بند کر کے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ تنے کی طرف بڑھ گیا۔ تنا خاصا بڑا اور وزنی تھا۔ عمران ابھی جھک کر اسے چیک کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سر پر ایک دھماکہ ہوا اور وہ اچھل کر سینے کے بل تنے پر گرا اور پھر گول تنے پر سے پھسلتا ہوا الٹ کر دوسری طرف گرا ہی تھا کہ اچانک اس کے سر پر ایک بار پھر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک لمحے کے لئے تو سات رنگ کے ستارے ناچتے رہے پھر یکلخت تاریکی سی چھا گئی پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے میں بھی روشنی کی کرن چمکی اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھلی تو سر میں درد کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے اور آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی نظر آنے لگی لیکن پھر آہستہ آہستہ دھند چھٹتی چلی گئی اور جب عمران کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ وہ کھیتوں میں اگی ہوئی سرسوں کی فصل کے درمیان زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف پتلون اور قمیض تھی۔ عمران تیزی سے اٹھ کر

بیٹھ گیا اور پھر اسے کچھ دور اپنا کوٹ پڑا ہوا نظر آیا۔

"یا اللہ۔ یہ کیا ہوا"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی کلائی پر موجود گھڑی غائب تھی۔ جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تو اسے کچھ دور سڑک نظر آئی جہاں سے وہ گزر رہا تھا۔ اس نے تیزی سے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا اپنا کوٹ اٹھایا اور اس کی جیبیں چیک کرنا شروع کر دیں۔ تمام جیبیں خالی ہو چکی تھیں۔ نہ ہی بٹوہ تھا اور نہ ہی کوئی دوسرے کاغذ۔ کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اس نے کوٹ پہنا اور فصل کے درمیان بنی ہوئی پگڈنڈی پر چلتا ہوا سڑک پر پہنچ گیا۔ وہاں اس کی کار بھی موجود نہ تھی۔ البتہ وہ موٹا سا تنا سڑک کی ایک سائیڈ پر پڑا ہوا تھا۔

"آج پتہ چلا کہ چوروں کو مور پڑنے والے محاورے کا کیا مطلب ہوتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راہزنی کے لئے یہاں سڑک پر تنا رکھا ہوا تھا تاکہ یہاں سے گزرنے والوں کو روک کر لوٹا جائے اور عمران وہاں پہنچ گیا چنانچہ اس پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کیا گیا اور پھر اسے اٹھا کر کھیت میں لے جایا گیا۔ وہاں اس کی تلاشی لی گئی اور گھڑی اور جیبوں میں موجود تمام سامان نکال کر وہ کار سمیت فرار ہو گئے۔ عمران کے ذہن میں چونکہ ایسی کسی بات کا دور دور تک خیال تک نہ تھا اس لئے وہ بے خیالی میں مار کھا گیا تھا۔ ادھر شاید راہزن بھی اپنے کام میں بے حد ماہر تھے

کہ ان کی ضربوں نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔ اس نے آسمان پر موجود چاند کو دیکھا اور پھر اندازہ لگایا کہ اسے کتنی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں رہنا پڑا تھا۔ بہرحال اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ اب دارالحکومت تک کیسے پہنچے۔ لیکن یہاں کھڑا رہنے میں بھی بات نہ بنتی تھی۔ اس لئے وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آگے چل پڑا۔ اس کے سر میں ابھی تک درد ہو رہا تھا۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے سر پر دو جگہوں پر گومڑے ابھرے ہوئے محسوس ہوئے۔ شاید کسی لاٹھی سے ضرب لگائی گئی تھی۔

ابھی اسے چلتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سڑک کا ایک موڑ مڑتے ہی اسے دور دائیں ہاتھ پر روشنی نظر آئی۔ یہ روشنی بجلی کی تھی اور بجلی کی روشنی کا مطلب تھا کہ اس جگہ یقیناً کوئی آبادی ہو گی اور شاید وہاں کسی کے پاس فون ہو۔ اس طرح وہ رانا ہاؤس فون کر کے کار منگوا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ مڑ کر کھیتوں کے درمیان چلتا ہوا اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر روشنی نظر آ رہی تھی۔ روشنی قریب آنے پر اس نے دیکھا کہ روشنی ایک پختہ لیکن حویلی نما مکان کی ایک کھڑکی سے دکھائی دے رہی تھی اور وہاں اس حویلی نما مکان کے علاوہ اور کوئی آبادی نہ تھی عمران ابھی تھوڑا سا اور آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"رک جاؤ۔ خبردار۔ کون ہو تم"...... اور عمران آواز سن کر چونک کر رک گیا اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ آواز

حویلی کے قریب درختوں کے ایک جھنڈ سے آئی تھی اور بولنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"بڑا لمبا نام ہے میرا۔ نام کے ساتھ ایک طویل قطار ڈگریوں کی ہے۔ اس کے بعد نوحہ راہزنی ہے اور پھر کار کے چوری ہونے کا قصہ ہے۔ کیا کیا بتاؤں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مختصر طور پر اتنا سن لو کہ راہزنوں کا کامیاب شکار ہوں"...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے درختوں کے اس جھنڈے سے دو آدمی باہر نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی لاٹھیاں تھیں۔ جسم پر دیہاتی لباس تھا۔ سروں پر سیاہ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے عمران کے قریب آئے اور غور سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"آپ کون ہیں اور اس وقت رات کے پچھلے پہر یہاں کیسے آئے ہیں"...... ان میں سے ایک آدمی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا شاید عمران کی شخصی وجاہت اور اس کے شہری لباس سے وہ مؤدب ہو گئے تھے۔

"میں فضل گڑھ سے دارالحکومت جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے سڑک پر درخت کا تنا پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھا کہ درخت پر سے کوئی شاخ ٹوٹ کر گری ہے۔ چنانچہ کار روک کر نیچے اترا اور پھر میرے سر پر یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں کھیتوں میں پڑا تھا۔ جیبیں خالی تھیں۔ گھڑی بھی غائب اور کار بھی۔ اس لئے مجبوراً پیدل جا رہا تھا کہ دور سے یہ روشنی نظر آئی تو

میں اس طرف کو آ گیا"...... عمران نے انہیں مختصر طور پر بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آج رات فضلو قصائی کا نشانہ آپ بنے ہیں"...... ان میں سے ایک نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

فضلو قصائی۔ وہ کون ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

اس علاقے کا مشہور ڈکیت ہے۔ شکر کریں آپ کی جان بچ گئی ہے ورنہ وہ تو آدمی کو مکھی سے بھی کم حیثیت دیتا ہے۔ باقی رہی آپ کی کار تو اگر سردار صاحب چاہیں تو کار آپ کو واپس مل سکتی ہے۔ سردار احمد بخش خان۔ جو اس علاقے کے جاگیردار ہیں"...... اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا یہ حویلی سردار احمد بخش خان کی ہے"...... عمران نے حویلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی۔ یہ ان کا ڈیرہ ہے۔ وہ خود تو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ اسمبلی کے ممبر ہیں۔ یہاں ان کا منیجر رحمت علی رہتا ہے اور ہم حویلی کے چوکیدار ہیں"...... اس نے جواب دیا۔

"کیا یہاں فون ہوگا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"پتہ نہیں جی...... منیجر کو پتہ ہوگا۔ آیئے میں آپ کو حویلی لے چلوں"...... چوکیدار نے کہا اور دوسرے کو وہیں رہنے کا کہہ کر وہ عمران کو ساتھ لے کر حویلی طرف بڑھ گیا۔ حویلی کافی بڑی تھی لیکن اس کا طرز تعمیر خالصتاً دیہاتی تھا۔ اندر بہت سی بھینسیں، گائے اور

بیل وغیرہ بندھے ہوئے تھے۔ برآمدے میں دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ خالی تھیں۔ ایک کمرے کے روشن دان سے روشنی اندر آ رہی تھی۔

"منیجر صاحب زمینوں کا حساب کتاب کر رہے ہوں گے اس لئے جاگ رہے ہیں۔ یہاں ٹھہریں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں"۔ برآمدے میں پہنچ کر چوکیدار نے عمران سے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور چوکیدار تیزی سے اس کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کے روشندان سے تیز روشنی باہر نکل رہی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے تیز آواز سنائی دی۔

"فتح محمد ہوں جناب۔ ایک شہری بابو آئے ہیں۔ انہیں راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے"...... چوکیدار نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر دیہاتی آدمی باہر آ گیا۔

"اوہ۔ آپ کو لوٹا ہے ڈاکوؤں نے۔ آیئے اندر آ جایئے۔ میرا نام رحمت علی ہے اور میں سردار احمد بخش خان کا منیجر ہوں۔ آیئے اندر آ جایئے"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ مجھے علی عمران کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے میں داخل ہوا جسے واقعی دیہاتی انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرش پر دری بچھی ہوئی تھی جس پر بے شمار کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔

"فتح محمد۔ صاحب کے لئے گرم دودھ لے آؤ۔ جلدی لاؤ"۔ منیجر نے اس چوکیدار سے کہا۔

"ارے ارے رہنے دیں۔ اس وقت رات گئے مجھے کچھ نہیں چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ اس میں تکلیف کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں ہماری روایت ہے کہ دودھ ہلکی آنچ پر ساری رات چڑھا رہتا ہے"...... منیجر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس فون ہے"...... عمران نے کہا۔

"فون۔ جی ہاں ہے۔ وہ الماری میں رکھا ہوا ہے۔ سردار صاحب نے خصوصی طور پر یہاں کے لئے منگوایا ہوا ہے۔ ویسے وہ خود ہی کبھی کبھار بات کرتے ہیں۔ میں لے آتا ہوں۔ آپ بیٹھیں"...... منیجر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود اٹھ کر ایک طرف پڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ان لوگوں کی سادگی، دیہاتی زندگی اور ہمدردی سے بے حد متاثر ہوا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر شہر میں وہ اس طرح رات گئے کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتا تو میزبان کا ردعمل یقیناً انتہائی مختلف ہوتا جبکہ ہمارے دیہاتی اب بھی اپنی سادگی اور روایتی مہمان نوازی کی خوبصورتی سے لبریز ہیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی چوکیدار ہاتھ میں دودھ کا ایک بڑا گلاس لئے اندر داخل ہوا۔

"ارے یہ اتنا بڑا گلاس۔ اگر میں اتنا ہی پہلوان ہوتا تو اس فضلو

قصائی کا شکار کیوں ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ شہر کے رہنے والے ہیں جناب ۔ ورنہ یہاں تو بچے بھی تین چار گلاس آسانی سے پی لیتے ہیں"...... چوکیدار نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لے لیا۔ گلاس گرم ہو رہا تھا اور دودھ سے انتہائی خوشگوار مہک آ رہی تھی مسلسل ابلنے کی وجہ سے دودھ کی رنگت ہلکی سنہری سی ہو رہی تھی اور جب عمران نے اس نیم گرم خالص دودھ کا گھونٹ بھرا تو حقیقتاً اسے لطف آگیا۔

"اس فضلو قصائی نے اس علاقے میں واقعی اندھیر مچا رکھا ہے ۔ اس بار سردار صاحب آئیں گے تو میں ان سے بات کروں گا"...... منیجر نے کارڈلیس فون عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور فرش پر بیٹھ گیا گھونٹ گھونٹ لے کر بڑے مزے سے عمران نے یہ دودھ پیا اور پھر گلاس اس نے فتح محمد کو واپس دے دیا۔

"اور لے آؤں جناب"...... فتح محمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے دودھ کا ایک اور گلاس اگر میں نے پی لیا تو باقی عمر یہیں پڑا رہ جاؤں گا ۔ کیونکہ ایسا دودھ شہر میں تو ملتا ہی نہیں ۔ اس لئے بھائی مجھے شہر جانے کے قابل چھوڑ دو"...... عمران نے منہ صاف کرتے ہوئے کہا اور منیجر اور فتح محمد دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم جاؤ فتح محمد"...... منیجر نے چوکیدار سے کہا اور چوکیدار سر ہلاتا ہوا اٹھا اور واپس چلا گیا۔

"یہ فضلو قصائی کون ہے اور کہاں رہتا ہے"...... عمران نے فتح محمد کے جانے کے بعد منیجر سے پوچھا۔

"ڈکیت اور بدمعاش ہے جی ۔ اشتہاری بھی ہے ۔ نجانے کتنے مقدمات میں پولیس کو مطلوب ہے ۔ ان لوگوں کا کوئی مستقل ڈیرہ تو نہیں ہوتا ۔ البتہ میں نے سنا ہے کہ آج کل اس نے شاہ پور میں ڈیرہ لگایا ہوا ہے ۔ یہاں سے کچھ دور چھوٹا سا گاؤں ہے شاہ پور ۔ آپ کو کیسے لوٹا ہے اس نے"...... منیجر نے کہا اور عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"کار بھی لے گیا ہے ۔ مگر آپ فکر نہ کریں ۔ میں صبح شاہ پور آدمی بھجواؤں گا ۔ اگر وہ وہاں ہوا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی کار مل جائے گی"۔ منیجر نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اسے تسلی دینے کے لئے یہ بات کر رہا ہے۔

"یہاں اگر میں اپنے آدمیوں کو بلاؤں تو انہیں کیا پتہ بتاؤں"۔ عمران نے کارڈلیس فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے آدمی منیجر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ۔ میں نے دوسری کار منگوانی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ آپ ایسا کریں ۔ آپ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ وہ اس راستے پر ٹرکوں کے اڈے پر پہنچ جائیں ۔ میں فتح محمد کو وہاں بھیج دیتا ہوں وہ انہیں لے آئے گا ۔ ورنہ تو اس وقت ان کا یہاں پہنچنا مشکل ہے"...... منیجر نے اس بار زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ شاید عمران کے اپنے آدمی بلوانے اور دوسری کار کے حوالے سے وہ مرعوب ہو گیا تھا کہ

عمران کوئی بڑی شخصیت ہے اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے ٹرکوں کے اڈے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ عمران نے فون اٹھایا اور اسے آن کر کے اس نے رانا ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے۔ کچھ دیر تک تو گھنٹی بجتی رہی پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"رانا ہاؤس"...... جوزف کی نیند بھری آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"...... عمران نے کہا۔

"اوہ یس باس"...... جوزف نے ہوشیار ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا کو اٹھاؤ اور پھر بڑی کار لے کر یہاں میرے پاس آ جاؤ"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ اسے دارالحکومت سے فضل گڑھ کی طرف نکلنے والے اس متروک راستے اور اس کے سرے پر موجود ٹرک اڈے کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں باس"...... جوزف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں کار میں فضل گڑھ سے دارالحکومت آ رہا تھا کہ راستے میں کسی فضلو قصائی ڈاکو نے مجھ پر حملہ کر کے مجھے بے ہوش کر دیا اور میری کار لے اڑے۔ اس وقت میں یہاں ایک دیہاتی ڈیرے پر موجود ہوں۔ جوانا سے کہہ دینا کہ ہم نے کار بھی واپس لانی ہے۔ اس لئے تم بھی اور جوانا بھی پوری طرح تیار ہو کر آنا۔ ٹرک اڈے پر ایک دیہاتی فتح محمد موجود ہو گا وہ تمہیں یہاں ڈیرے پر لے آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ہم آ رہے ہیں"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے فون آف کر کے نیچے رکھ دیا۔

"فتح محمد کو بلاؤ۔ مگر وہ ٹرک اڈے تک کیسے جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"سائیکل پر چلا جائے گا۔ کھیتوں کے درمیان سے راستہ مختصر ہے وہ جلد پہنچ جائے گا۔ میں بلواتا ہوں اسے"...... مینجر نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے دری پر پڑے ہوئے کاغذات اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیئے۔ وہ واقعی زمینوں کے کاغذات تھے۔ عمران نے انہیں واپس رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد مینجر واپس آ گیا۔

"میں نے اسے بھجوا دیا ہے جناب"...... مینجر نے کہا۔

"تمہاری نیند خراب ہوئی۔ تم نے سونا بھی تو تھا"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ میں سارا دن فارغ ہوتا ہوں۔ سو لوں گا۔ میں ذرا حساب کتاب بنا رہا تھا۔ ویسے آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا"۔ مینجر نے دری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بس فضلو قصائی کی قبیل کا آدمی سمجھ لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا کہا آپ نے"...... مینجر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے گھبراؤ نہیں۔ میں اس کی طرح کا ڈکیت وغیرہ نہیں

ہوں"........ عمران نے اسے بری طرح گھبراتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو منیجر بے چارہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"لیکن آپ نے کہا ہے کہ آپ فضلو قصائی کی قبیل کے آدمی ہیں"۔ منیجر نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"ہاں۔ کام تو واقعی اسی قسم کا ہے لیکن ڈکیتی نہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ وہ لوگوں کو لوٹتا ہے جب کہ میں ملک کے دشمنوں اور مجرموں کے خلاف کام کرتا ہوں"........ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ کا تعلق پولیس سے ہے"........ منیجر نے کہا۔

"نہیں۔ پولیس سے نہیں ہے۔ میری پرائیویٹ تنظیم ہے"۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ اس دیہاتی کو کیسے سیکرٹ سروس کے بارے میں بتاتا۔ اس لئے اس نے گول مول سی بات کر دی۔

"اوہ اچھا"........ منیجر نے کہا اور اس کے بعد اس نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

"تم اپنا کام کرتے رہو۔ میرے آدمی تو نجانے کس وقت پہنچیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے آرام کرنا ہو تو میں دوسرے کمرے میں آپ کا بستر لگا دوں"........ منیجر نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہیں رہوں گا۔ تم میری فکر مت کرو"........ عمران نے کہا اور منیجر نے سرہلاتے ہوئے کاغذ سنبھالنے شروع کر دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد باہر سے کار کی آواز سنائی دی تو منیجر چونک پڑا۔

"شاید کے آدمی آگئے ہیں جناب"........ منیجر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا اندر داخل ہوئے تو منیجر رحمت علی بے اختیار گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید ان سیاہ رنگ کے دیوؤں کو دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔ ان کے پیچھے چوکیدار فتح محمد بھی اندر داخل ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات تھے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ماسٹر۔ اس آدمی نے بتایا ہے کہ آپ کی کار کسی فضلو قصائی نے اڑائی ہے۔ میں نے تو اس سے بہت پوچھا ہے لیکن یہ بتاتا ہی نہیں کہ فضلو قصائی کہاں رہتا ہے"........ جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے معلوم نہ ہوگا۔ ویسے بھی یہ صرف اندازہ ہے۔ مگر منیجر صاحب نے شاہ پور گاؤں کا نام لیا ہے اور فتح محمد یقیناً شاہ پور تک تو ہمیں پہنچا سکتا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کے پاس کافی بڑا گروہ ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ میں نے اور فتح محمد نے اس کی مخبری کی ہے تو وہ سردار صاحب کا بھی لحاظ نہ کرے گا اور ہماری آنتیں باہر نکال دے گا"........ منیجر رحمت علی نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس لمحے کو پچھتا رہا ہے جب اس کے منہ سے فضلو قصائی کا نام نکل گیا تھا۔

"تم فکر مت کرو۔ اس فضلو قصائی نے مجھے کوئی نقصان نہیں

پہنچایا۔ ورنہ وہ مجھے بے ہوشی کے دوران قتل بھی کر سکتا تھا۔ اس لئے ہم بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ صرف ہم نے اس سے اپنی کار واپس لینی ہے اور بس"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ پھر آپ ایسا کریں کہ صبح کو وہاں جائیں۔ رات کو تو اس کے آدمی ڈیرے کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ تو آپ کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیں گے"...... منیجر نے کہا۔

"نہیں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ بہرحال تم اتنا کرو کہ ہمیں شاہ پور گاؤں کا راستہ بتا دو۔ ہم خود چلے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اس سے ملنا ہی چاہتے ہیں جناب۔ تو ٹھیک ہے۔ فتح محمد آپ کو شاہ پور کے رئیس احمد خان کے ڈیرے پر چھوڑ آئے گا اور آپ کا تعارف سردار صاحب کے مہمان کے طور پر کرا دے گا۔ احمد خان چاہے تو فضلو قصائی کو اپنے ڈیرے پر بھی بلوا سکتا ہے"۔ منیجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ رات کو تو احمد خان بھی ڈیرے پر نہیں ملے گا۔ وہ بھی دن کے وقت ہی ڈیرے پر ہوتا ہے"...... دروازے پر کھڑے فتح محمد نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ جناب آپ رات کو یہاں آرام کریں۔ میں بستر لگوا دیتا ہوں۔ صبح آپ ناشتہ کر کے چلے جائیں"...... منیجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ایسا کرو کہ اس احمد خان کے ڈیرے تک ہمیں پہنچا دو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم۔ فتح محمد ان کے ساتھ چلے جاؤ"...... منیجر نے فتح محمد سے کہا اور فتح محمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حویلی کے صحن میں سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران نے منیجر کا شکریہ ادا کیا اور پھر فتح محمد کو ساتھ لے کر وہ اس حویلی سے باہر آ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جب کہ فتح محمد کو سائیڈ سیٹ پر بٹھایا گیا تھا اور عمران اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچی سڑکوں پر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک گاؤں کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ان کی کار کو دیکھ کر گاؤں کے کتوں نے جیسے آسمان سر پر اٹھا لیا لیکن وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک دیہاتی طرز کی حویلی کے سامنے پہنچ کر فتح محمد نے کار کو حویلی کے کھلے دروازے سے اندر لے جانے کا کہا اور جوزف نے کار تیزی سے اندر موڑ دی۔

"یہ رئیس احمد خان کا ڈیرا ہے جناب"...... فتح محمد نے کہا اور کار کا دروازہ کھولنے لگا لیکن اس سے کار کا دروازہ نہ کھل رہا تھا۔ جوزف نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا اور فتح محمد باہر آ گیا۔ عمران بھی جوزف اور جوانا کے ساتھ کار سے باہر آ گیا تھا۔

"کون ہے"...... برآمدے سے ایک قدرے سہمی ہوئی اور ڈری ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا نام فتح محمد ہے اور میں سردار احمد بخش کے مہمانوں کو لے کر آیا ہوں"....... فتح محمد نے اونچی آواز میں کہا تو تاریک برآمدے میں کھڑے دو آدمی تیزی سے آگے بڑھے۔

"مہمان۔ اوہ آیئے جناب۔ خوش آمدید۔ رئیس تو زنان خانے میں ہیں۔ صبح کو آئیں گے۔ تب تک آپ یہاں آرام کریں"....... ان میں سے ایک آدمی نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام ہاشم ہے جناب"....... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو جا کر رئیس احمد خان کو اطلاع دو کہ دارالحکومت سے پولیس کے بڑے افسر آئے ہیں اور فوری ملنا چاہتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پولیس۔ جی اچھا جناب۔ آیئے اندر تو آیئے جناب"۔ ہاشم کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا اور پھر وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔ اس نے بٹن دبا کر ٹیوب جلائی۔ یہ شاید رئیس صاحب کا ڈرائینگ روم تھا۔ فتح محمد باہر ہی رہ گیا تھا۔

"تم جا کر اطلاع دو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور ہاشم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ وہ عمران سے زیادہ جوزف اور جوانا کے ڈیل ڈول اور جسامت سے مرعوب نظر آ رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ چوڑا چہرہ اور جسم خاصا مضبوط تھا۔ اس کی شکل و صورت دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ آنے والا رئیس احمد

ن ہے۔

"مجھے احمد خان کہتے ہیں جناب"....... آنے والے نے عمران اور س کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جوانا۔ م نے آپ کو بے وقت تکلیف دی ہے۔ اس لئے ہم معذرت خواہ ہیں"۔ عمران نے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ میری بیٹی کی طبیعت خراب تھی۔ اس لئے میں جاگ رہا تھا۔ میرے آدمی ہاشم نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پولیس سے ہے"....... احمد خان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پڑھے لکھے لگتے ہیں۔ اس لئے آپ کو بتایا جا سکتا ہے۔ میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور آپ کے علاقے میں کوئی فضلو قصائی رہتا ہے۔ اس نے فضل گڑھ سے دارالحکومت جاتے ہوئے میری کار اڑالی ہے۔ میں نے وہ کار واپس لینی ہے"....... عمران نے کہا۔

"آپ کی کار اڑالی ہے فضلو قصائی نے"....... احمد خان نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"اوہ جناب۔ اگر یہ کام فضلو قصائی نے کیا ہے تو آپ کی کار واپس ل جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے تو وہ اس علاقے کا بڑا ڈکیت ہے یکن میری عزت کرتا ہے۔ آپ اپنا پتہ بتا دیں۔ اگر کار فضلو قصائی کے پاس ہوئی تو آپ کے پتے پر پہنچ جائے گی"....... احمد خان نے کہا۔

"فضلو قصائی نے اگر یہ واردات کی ہے تو اس نے مجھے کچھ زیادہ

نقصان نہیں پہنچایا۔ اس لئے میں بھی بس اس سے اپنی کار ہی واپ
لینا چاہتا ہوں اور ابھی۔ بس نہیں"...... عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہ
گیا۔

"ابھی مگر جناب اس وقت رات کو"...... احمد خان نے ہون
چباتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیں اس کے ڈیرے کا پتہ بتا دیں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ آپ میرے ڈیرے پر آئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اکیلا وہاں بھجوا دوں۔ میں بلواتا ہوں اسے"۔ احمد خان نے کہا اور اٹھ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی کافی دیر بعد ہو گی۔

"میں نے آدمی بھیج دیا ہے جناب۔ وہ اسے لے آئے گا"...... احمد خان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی بیٹی کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے اگر آپ گھر جانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میری چھوٹی بیٹی کو بخار ہو گیا تھا۔ وہ بے چین تھی اور چونکہ مجھے اس سے بے حد محبت ہے اس لئے میں اس کی بے چینی کی وجہ سے جاگ رہا تھا۔ اب وہ سو گئی ہے اور اس کا بخار بھی اتر گیا ہے حکیم صاحب کی دوا دی تھی۔ اس لئے اب

ئی پریشانی والی بات نہیں ہے"...... احمد خان نے جواب دیا اور
ران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ہاشم اور اس کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا تو ان
نوں نے ویسے ہی بڑے بڑے دودھ سے بھرے ہوئے گلاس اٹھائے
وئے تھے جیسا کہ عمران پہلے سردار احمد بخش خان کے ڈیرے پر پی چکا
ھا۔

"اس وقت تو دودھ ہی پیش کیا جا سکتا ہے جناب۔ ویسے اگر کسی
ور چیز کی ضرورت ہو تو میں گھر والوں کو اٹھا کر تیار کرا دیتا ہوں"۔
احمد خان نے کہا اور عمران اس کی اس مہمان نوازی سے بے حد متاثر
ہوا۔

"ارے نہیں خان صاحب۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے کہ ہماری وجہ سے آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ تکلیف کیسی۔ مہمان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں"...... احمد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دودھ پیو جوزف اور جوانا۔ میں نے بھی ایک گلاس پیا ہے۔ انتہائی لذیذ اور شاندار ذائقہ ہے اس کا"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی ہاشم کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔ دودھ کا رنگ ویسا ہی ہلکا سنہری تھا اور وہ نیم گرم تھا۔ جوزف اور جوانا نے جب اپنے اپنے گلاس سے پہلا گھونٹ لیا تو ان دونوں کے چہروں پر

بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور عمران مسکرا دیا اور پھر واقعی ل تینوں نے مزے لے لے کر یہ لذیذ اور خوش ذائقہ دودھ پینا شروع ک دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیک مضبوط جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑ باندھی ہوئی تھی اور پگڑی کے ایک حصے کو گردن کے گرد لپیٹا ہوا ت اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ عمران کو دیکھ کر ایک لمحے ک لئے چونکا اور پھر وہ احمد خان کی طرف مڑ گیا۔

"آپ نے اس وقت یاد کیا ہے۔ خیر ہے"...... آنے والے نے کہا اس کے لہجے میں سختی اور کرختگی کا عنصر موجود تھا۔

"بیٹھو فضلو۔۔ یہ ہمارے مہمان بھی ہیں اور سردار احمد بخش نے انہیں بھیجا ہے۔ یہ عمران صاحب ہیں۔ ان کے بقول تم نے سڑک پر ڈکیتی کر کے ان کی کار اڑا لی ہے۔ انہیں وہ کار واپس چاہئے اور سنو۔ میں وعدہ کر چکا ہوں۔ تم کار کی قیمت مجھ سے لے لو اور کار انہیں دے دو"....... احمد خان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خان صاحب۔ آپ سے کیا چھپانا۔ کار واقعی میں نے ان سے حاصل کی ہے۔ سپورٹس کار تھی اور نئی کار تھی۔ ہم نے وہاں ناکہ تو صرف لوٹنے کے لئے لگایا تھا۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ فضل گڑھ سے بارات کی بس وہاں سے گزر رہی ہے لیکن وہ بس تو نہ آئی البتہ یہ کار آ گئی اور ہم نے اسے غنیمت سمجھا۔ کیونکہ اس کا گاہک ہمارے پاس

موجود تھا۔ چنانچہ کار ہم نے اسے دے دی اور اس سے رقم لے لی۔ اس لئے کار تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ حکم دیں تو جو رقم ہم گاہک سے وصول کر چکے ہیں وہ ہم دے دیتے ہیں۔ اب آپ کا اور سردار احمد بخش کا حکم تو نہیں ٹالا جا سکتا"........ فضلو قصائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کاریں فروخت کرنے کا دھندہ بھی کرتے ہو اور سپورٹس کار کا گاہک آدمی رات کے وقت پہلے سے تمہارے پاس موجود تھا۔ دیکھو بہتر یہی ہے کہ تم وہ کار مجھے واپس کر دو۔ مجھے رقم کی نہیں کار کی ضرورت ہے"........ عمران نے کہا۔

"خان صاحب جانتے ہیں کہ میں نے ان کے سامنے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں کاروں کا دھندہ بھی نہیں کرتا۔ لیکن اتفاق سے ایک آدمی میرے ڈیرے پر موجود تھا۔ وہ ہمارے ایک دوست کا آدمی تھا جس طرح آپ خان صاحب کے مہمان ہیں اسی طرح وہ بھی ہمارا مہمان تھا۔ وہ سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے۔ وہ ویسے ہی شغلاً ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے جب کار دیکھی تو اس نے مجھ سے کہا کہ دارالحکومت کے نمبروں والی ایسی سپورٹس کار کی ضرورت ہے۔ اس نے کوئی خاص مال اس کار کے ذریعے کہیں پہنچانا تھا۔ چنانچہ اس نے کار مجھ سے مانگ لی اور میں نے مناسب رقم لے کر کار اسے دے دی اور وہ اسی وقت کار لے کر چلا گیا ہے"........ فضلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سچ کہہ رہا ہے جناب۔ یہ کم از کم میرے سامنے جھوٹ نہیں

بول سکتا"...... احمد خان نے کہا۔

"کون تھا وہ۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ یہ ہمارے مزاج کے خلاف ہے۔ رقم میں خان صاحب کو صبح بھجوا دوں گا"۔ فضلو نے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ رقم واقعی آپ کو مل جائے گی۔ آپ دوسری کار خرید لیں"...... احمد خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی مہمان نوازی کا ثبوت دیا ہے اور میں آپ کی مہمان نوازی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ مجھے رقم نہیں چاہئے۔ کار چاہئے۔ اگر وہ دارالحکومت چلی گئی ہے تو میں اسے خود ہی تلاش کر لوں گا۔ اب ہمیں اجازت دیجئے"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس وقت رات گئے آپ کہاں واپس جائیں گے۔ یہاں بستر اور تمام سہولتیں موجود ہیں۔ آپ رات آرام کریں۔ صبح ناشتہ کر کے جائیں"...... احمد خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ کچھ ضروری کام ہیں اس لئے ہمارا جانا ضروری ہے"۔ عمران نے کہا اور احمد خان سے مصافحہ کر کے باہر آ گیا سردار احمد بخش کے مینجر کا بھیجا ہوا چوکیدار باہر موجود تھا۔ عمران اسے ساتھ لئے کار میں بیٹھا اور کار احمد خان کی حویلی سے باہر آ گئی۔

"فتح محمد تمہیں یقیناً فضلو قصائی کے ڈیرے کا علم ہوگا۔ تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو"...... عمران نے کار حویلی سے باہر نکلتے ہی اس چوکیدار فتح محمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج۔ ج۔ جناب وہ"...... فتح محمد فضلو قصائی کے ڈیرے کا سن کر اس قدر گھبرایا کہ اس کے منہ سے فقرہ بھی مکمل طور پر نہ نکل سکا۔

"جوزف۔ تمہاری جیب میں رقم ہوگی۔ یہ غریب آدمی ہے۔ اسے رقم دے دو"...... عمران نے جوزف سے کہا۔ جو کار چلا رہا تھا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور ساتھ بیٹھے ہوئے فتح محمد کی گود میں پھینک دی۔

"یہ۔ یہ...... اتنی رقم۔ یہ"...... فتح محمد کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔

"یہ تمہارا انعام ہے اور اس کا پتہ نہ مینجر کو لگے گا اور نہ کسی اور کو تم صرف اتنا کرو کہ فضلو قصائی کے ڈیرے کی طرف جانے والے راستے تک ہمیں چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔ بس"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بے حد مہربانی جناب۔ آپ واقعی سخی ہیں۔ اس رقم سے تو میں اپنی دونوں بیٹیوں کی شادیاں دھوم دھام سے کروں گا اور کچھ زمین بھی خرید لوں گا۔ میں آپ کو وہاں تک پہنچا دوں گا صاحب۔ لیکن فضلو کا گروہ بہت بڑا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک ڈاکو ہیں"...... فتح محمد نے مسرت کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہم ڈیرے تک نہیں جائیں گے۔ صرف

ادھر ادھر دیکھ کر واپس چلے جائیں گے بہرحال تم سامنے نہیں آؤ گے"۔ عمران نے کہا اور فتح محمد نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس نے راستہ بتانا شروع کر دیا اور کار اندھیروں میں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی آخرکار ایک کچی سڑک پر پہنچ گئی۔

"جناب...... یہ سڑک سیدھی آگے جاکر نہر کے پل سے گزرتی ہے اس نہر کے کنارے شمال کی طرف جائیں تو تھوڑی دور درختوں کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ ہے۔ فضلو قصائی کا ڈیرہ اسی ذخیرے کے اندر ہے اور نہر تک اس کے آدمی رات کو پہرہ دیتے رہتے ہیں"...... فتح محمد نے کہا۔

"نہر یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی صرف ایک کوس کے فاصلے پر ہے"...... فتح محمد نے جواب دیا۔

"تم یہاں سے واپس جاسکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں...... یہ سب راستے میرے دیکھے بھالے ہیں میں چلا جاؤں گا"۔ محمد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم چلے جاؤ۔ اس منیجر رحمت کو میرا سلام دے دینا۔ اسے تم نے یہی کہنا ہے کہ ہم واپس دارالحکومت چلے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی اچھا"...... فتح محمد نے کہا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیزی سے واپس مڑ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"چلو جوزف۔ آگے چلو۔ ہم نے اس فضلو کو قابو کرنا ہے۔ لیکن نہر سے پہلے ہم کار چھوڑ کر آگے پیدل جائیں گے"...... عمران نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جوزف نے عمران کے کہنے پر کار روک دی۔ ہیڈ لیمپس اس نے پہلے ہی آف کئے ہوئے تھے۔

"کار سائیڈ پر روک دو اور مشین پسٹل جیبوں میں لے لو۔ اس کے ساتھ بے ہوش کر دینے والے پسٹل بھی لے لو"...... عمران نے کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

"ہم عام آدمیوں کی طرح جائیں گے۔ جو لوگ پہرے پر ہوں گے وہ لازماً ہمیں للکاریں گے اور ہم انہیں پکڑ کر ان سے اس ڈیرے اور اس کی حفاظتی اقدامات کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں گے اور اس کے بعد اس ڈیرے پر بے ہوشی کے کیپسول فائر کر کے وہاں موجود سب افراد کو بے ہوش کیا جائے گا کیونکہ میں اس فضلو کو ہر صورت میں زندہ رکھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا"...... جوانا نے کہا اور وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے نہر کی طرف بڑھنے لگے اور پھر وہ جیسے ہی نہر کے قریب پہنچے۔ اچانک اندھیرے میں سے دو آدمی جنہوں نے سروں اور چہروں پر کپڑے باندھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں اچھل کر ان کے سامنے آگئے۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ کون ہو تم"...... ان میں سے ایک نے

چیختے ہوئے کہا۔

"ہم مسافر ہیں بھائی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی جوزف اور جوانا نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے اور وہ دونوں ہی بندوقیں ہاتھوں میں لئے تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئے۔

"کمال ہے اس قدر پرانی بندوقیں ابھی بھی استعمال ہو رہی ہیں"۔ اچانک عمران نے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے ہی تھے کہ جوزف اور جوانا ان پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے صرف ان دونوں کے سینوں پر ہاتھ مار کر انہیں اچھال دیا تھا۔

"ایک کو زندہ رکھنا"......... عمران نے کہا اور اسی لمحے جوانا کے ہاتھوں میں موجود آدمی کی گردن کھٹاک سے ٹوٹ گئی۔ جبکہ جوزف نے دوسرے کو قابو میں کر کے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ اس آدمی کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"....... عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"افضل۔ افضل ہے میرا نام۔ تم کون ہو۔ تم نے برکت کو مار دیا ہے"....... اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا کیونکہ دوسرے آدمی کی لاش جوانا نے تقریباً اس کے سامنے ہی زمین پر پھینک دی تھی۔

"تم فضلو کے گروہ کے آدمی ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں"....... افضل نے خوف کے مارے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ وہ جس طرح خوفزدہ ہو گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یا تو وہ صرف پہرے کا کام ہی کرتا ہے یا پھر اپنے ساتھی کی اس طرح اچانک موت نے اس کے ذہن پر اثر ڈالا ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ خوفزدہ نظر آ رہا تھا وہ کسی طرح بھی ڈاکوؤں کے گروہ کا آدمی نہ لگ رہا تھا۔

"سنو۔ اگر تم برکت کی طرح اپنی گردن نہیں تڑوانا چاہتے تو تفصیل سے بتاؤ کہ یہاں سے فضلو کے ڈیرے تک اور کتنے پہریدار موجود ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ ڈیرے میں کتنے آدمی ہیں۔ ساری تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا اور افضل نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے فضلو قصائی نے اسے یہاں کھڑا ہی اسی کام کے لئے کیا ہو۔

"ٹھیک ہے۔ اسے بھی آف کر دو"....... عمران نے کہا اور جوزف نے بازوؤں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور افضل کی گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور پھر کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن بھی ٹوٹ گئی۔

"ان دونوں کی لاشیں ایک طرف کھیتوں میں پھینک دو"۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ افضل نے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق معمولی سی کارروائی کے بعد اس ذخیرے کے قریب موجود دو اور پہریدار بھی جوزف اور جوانا نے ختم کر

دیئے اور پھر وہ اطمینان سے ڈیرے تک پہنچ گئے جو ایک دیہاتی انداز کا احاطہ تھا۔ افضل کے مطابق ڈیرے میں فضلو سمیت اس کے چھ ساتھی موجود تھے۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائر کر دو۔ اندر یقیناً کتے موجود ہوں گے۔ اگر وہ بھونکنے لگے تو یہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے اور پھر اس احاطے کے دونوں اطراف سے انہوں نے پسٹل کی مدد سے کئی کیپسول اندر فائر کر دیئے۔

عمران خاموش کھڑا ہوا تھا۔ احاطے کے اندر خاموشی طاری تھی۔ تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد عمران، جوزف اور جوانا کو ساتھ لئے اس احاطے کے اندر داخل ہوا۔ احاطے کا لکڑی کا دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ احاطہ خاصا بڑا تھا اور خالصتاً دیہاتی انداز کا تھا۔ لکڑیوں کے ڈھیر وغیرہ بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ سامنے کمروں کی قطاریں تھیں جن کے باہر برآمدہ تھا اور برآمدے میں دو آدمی ڈھیر پڑے نظر آ رہے تھے یہ یقیناً پہرے دار تھے۔ عمران برآمدے میں داخل ہوا اور پھر اس نے کمروں کے دروازے کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیئے۔ لیکن زیادہ تر کمرے خالی تھے۔ ایک کمرے میں چار آدمی بستروں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لالٹین کمرے میں جل رہی تھی۔ گو اس کی روشنی مدھم تھی لیکن پھر بھی اس روشنی میں ان چاروں کے چہرے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان میں فضلو موجود نہ تھا۔ دوسرے کمرے میں دو آدمی تھے اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر شدید نفرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہاں ایک پلنگ پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی پختہ عمر کی دیہاتی عورت بھی موجود تھی۔

"جوانا۔ اس عورت کو رضائی میں لپیٹ کر اسے کسی دوسرے کمرے میں پھینک آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا"...... جوزف بھی خاموشی سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جوانا کاندھے پر اس بے ہوش عورت کو اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عورت رضائی میں لپٹی ہوئی تھی۔

"جوزف۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے کوئی رسی بھی ڈھونڈو اور پانی بھی۔ تاکہ فضلو کو باندھا بھی جا سکے اور ہوش میں بھی لایا جا سکے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا جبکہ عمران دوبارہ فضلو کے کمرے میں داخل ہوا۔ اب بستر پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس وقت اس نے صرف ایک دھوتی باندھ رکھی تھی اس کا اوپری جسم عریاں تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اور جوزف اندر داخل ہوئے تو جوانا کے ہاتھ میں رسی کا گچھا تھا جبکہ جوزف نے ایک جگ نما برتن اٹھایا ہوا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔

"اس کے ہاتھ رسی سے باندھ دو اور پھر اسے اٹھا کر سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے دیوار کے اوپر لگے ہوئے کھونٹے میں باقی

دیئے اور پھر وہ اطمینان سے ڈیرے تک پہنچ گئے جو ایک دیہاتی انداز کا احاطہ تھا۔ افضل کے مطابق ڈیرے میں فضلو سمیت اس کے چھ ساتھی موجود تھے۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائر کر دو۔ اندر یقیناً کتے موجود ہوں گے۔ اگر وہ بھونکنے لگے تو یہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے اور پھر اس احاطے کے دونوں اطراف سے انہوں نے پسٹل کی مدد سے کئی کیپسول اندر فائر کر دیئے۔

عمران خاموش کھڑا ہوا تھا۔ احاطے کے اندر خاموشی طاری تھی۔ تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد عمران، جوزف اور جوانا کو ساتھ لئے اس احاطے کے اندر داخل ہوا۔ احاطے کا لکڑی کا دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ احاطہ خاصا بڑا تھا اور خالصتاً دیہاتی انداز کا تھا۔ لکڑیوں کے ڈھیر وغیرہ بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ سامنے کمروں کی قطاریں تھیں جن کے باہر برآمدہ تھا اور برآمدے میں دو آدمی ڈھیر پڑے نظر آرہے تھے یہ یقیناً پہرے دار تھے۔ عمران برآمدے میں داخل ہوا اور پھر اس نے کمروں کے دروازے کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیئے۔ لیکن زیادہ تر کمرے خالی تھے۔ ایک کمرے میں چار آدمی بستروں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لالٹین کمرے میں جل رہی تھی۔ گو اس کی روشنی مدھم تھی لیکن پھر بھی اس روشنی میں ان چاروں کے چہرے صاف نظر آرہے تھے۔ ان میں فضلو موجود نہ تھا۔ دوسرے کمرے میں دو آدمی تھے

اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر شدید نفرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہاں ایک پلنگ پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی پختہ عمر کی دیہاتی عورت بھی موجود تھی۔

"جوانا۔ اس عورت کو رضائی میں لپیٹ کر اسے کسی دوسرے کمرے میں پھینک آؤ"........ عمران نے جوانا سے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آگیا"...... جوزف بھی خاموشی سے باہر آگیا۔

تھوڑی دیر بعد جوانا کاندھے پر اس بے ہوش عورت کو اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عورت رضائی میں لپٹی ہوئی تھی۔

"جوزف۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے کوئی رسی بھی ڈھونڈو اور پانی بھی۔ تاکہ فضلو کو باندھا بھی جا سکے اور ہوش میں بھی لایا جا سکے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا جبکہ عمران دوبارہ فضلو کے کمرے میں داخل ہوا۔ اب بستر پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس وقت اس نے صرف ایک دھوتی باندھ رکھی تھی اس کا اوپری جسم عریاں تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اور جوزف اندر داخل ہوئے تو جوانا کے ہاتھ میں رسی کا گچھا تھا جبکہ جوزف نے ایک جگ نما برتن اٹھایا ہوا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔

"اس کے ہاتھ رسی سے باندھ دو اور پھر اسے اٹھا کر سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے دیوار کے اوپر لگے ہوئے کھونٹے میں بلّی

رسی باندھ دو۔ اس طرح اس سے آسانی سے پوچھ گچھ ہو سکے گی"۔ عمران نے کہا اور جوزف نے وہ جگ نما برتن ایک طرف رکھا اور پھر جوانا کے ساتھ شامل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فضلو دیوار کے ساتھ رسی کی مدد سے بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ اوپر کھونٹے کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ جوزف نے رسی کا ایک حصہ توڑ کر اس کے دونوں پیر باندھ کر اس کو چارپائی کے پائے کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ فضلو کا جسم نیچے کی طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔

"اب اس کے حلق میں پانی ڈالو تاکہ یہ ہوش میں آجائے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف اس پانی کے بھرے ہوئے جگ نما برتن کو اٹھانے کے لئے مڑ گیا۔

"جوانا۔ تم اس لالٹین کی بتی اوپر کرو"........ عمران نے جوانا سے کہا۔

"کس طرح اوپر ہو گی۔ میں تو اسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"........ جوانا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تم نے تو کبھی اسے دیکھا بھی نہ ہو گا۔ ٹھہرو میں اسے تیز کرتا ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر اس نے لالٹین کی بتی اونچی کی اور پھر اسے اٹھا کر ایک طرف دیوار میں لگے کیل سے لٹکا دیا۔ اب کمرے میں پہلے کی نسبت کافی روشنی پھیل گئی تھی۔ عمران دوبارہ فضلو کی طرف متوجہ ہو گیا جس کے حلق میں جوزف پانی انڈیلنے میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد جوزف ایک طرف

ہٹ گیا اس نے وہ جگ بھی زمین پر رکھ دیا تھا۔ عمران خاموش کھڑا رہا تھوڑی دیر بعد فضلو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلا اور لٹکا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ وہ اب اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ کک۔ کون ہو تم"........ فضلو نے ہوش میں آتے ہی حیرت اور خوف کے ملے جلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح ہوش میں آجاؤ فضلو۔ تم سے ہم نے کافی باتیں کرنی ہیں"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تت۔ تم یہاں۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ۔ وہ میرے آدمی۔ وہ پہرے دار"........ فضلو نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔ حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔

"تمہارے سارے آدمی۔ تمہارے پہرے داروں سمیت موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ صرف وہ عورت زندہ ہے"........ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم کس طرح یہاں پہنچ گئے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ مجھ سے دو کاروں کی رقم لے لو۔ مجھے چھوڑ دو"........ فضلو نے اس بار [illegible] ہوئے کہا۔

[illegible] جا سکتا ہے۔ کیونکہ تم نے بھی مجھے صرف بے

ہوش کیا تھا۔ لیکن تمہیں سب کچھ بتانا پڑے گا کہ میری کار کہاں ہے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ میں نے واقعی دے دی ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم لوگ ایسے ہو تو میں اسے کار کبھی نہ دیتا۔ مم۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑ جائے گا"........ فضلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسے دی ہے۔ کون ہے وہ۔ کیا کرتا ہے۔ اس کے متعلق پوری تفصیل بتاؤ"........ عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ مت پوچھو۔ کار کی رقم لے لو۔ دو کاروں کی رقم لے لو۔ تین کاروں کی لے لو۔ مت پوچھو۔ ہم نے حلف لیا ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مخبری نہیں کریں گے"........ فضلو نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوانا۔ ذرا اسے بتاؤ کہ حلف کیا ہوتا ہے"........ عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے ایک قدم آگے بڑھایا دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور کمرہ فضلو کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔

"بس فی الحال کافی ہے"........ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔ فضلو کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا [illegible] کا ایک جبڑا ٹوٹ گیا تھا۔ منہ اور ناک سے خون کی [illegible] تھیں۔ وہ بری طرح سر مار رہا تھا اور پھر اس کا جسم ڈ[illegible] دن

ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جوزف نے پانی والا جگ اٹھایا اور اس کے چہرے پر پانی اچھال دیا اور چند لمحوں بعد ہی فضلو ایک بار پھر چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"یہ تو صرف ایک نمونہ ہے فضلو۔ بتاؤ سب کچھ۔ ورنہ جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ بولو"........ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ کاش میں یہ ڈکیتی نہ کرتا۔ مجھے چھوڑ دو"۔ فضلو نے چیختے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ تمہارے پاس خنجر ہے"........ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"........ جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اندرونی جیب سے ایک تیز دھار اور لمبے پھل والا خنجر نکال لیا۔

"اس کے جسم پر اس وقت تک خنجر مارتے رہو جب تک یہ بول نہ پڑے۔ لیکن خیال رکھنا اسے مرنا نہیں چاہئے"........ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

[illegible]"........ جوزف نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا اور خنجر [illegible] بڑھ گیا۔

[illegible] ؤ۔ بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں"........ فضلو نے

یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اسے شاید یقین آگیا تھا کہ یہ لوگ واقعی وہ کچھ کر گزریں گے جو وہ کہہ رہے ہیں۔

"وہ درشن سنگھ تھا۔ کافرستانی سمگلر ہے۔ میرا دوست ہے۔ یہاں دارالحکومت میں آئے تو میرے پاس ہی آکر رہتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ یہاں کوئی مشین وصول کر کے اسے مشکبار سمگل کرنے آیا ہے۔ وہ بڑا شوقین مزاج آدمی ہے۔ اسے تمہاری کار پسند آگئی اور اس نے مجھ سے وہ کار مانگ لی۔ میں نے اسے دے دی اور وہ کار لے کر اسی وقت دارالحکومت چلا گیا"....... فضلو نے کہا۔

"یہ مشین اسے کب لینی تھی اور کہاں سے"۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔ نہ میں نے اس سے پوچھا اور نہ اس نے بتایا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ کار صبح لے جائے لیکن اس نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ واردات کا علم صبح تک کسی کو ہو جائے۔ اس لئے وہ رات کو ہی نکل جائے گا اور دارالحکومت میں کسی ورکشاپ سے کار کا رنگ اور نمبر وغیرہ تبدیل کرا لے گا۔ اس طرح کار پکڑی نہ جائے گی"....... فضلو نے جواب دیا۔

"کیا حلیہ ہے اس درشن سنگھ کا"....... عمران نے کہا اور فضلو نے جلدی سے حلیہ بتا دیا۔ اب وہ پوری طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

"اوکے۔ اسے گولی مار دو"....... عمران نے [illegible] سے کہا اور جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکال [illegible]

"مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ مم۔ مم"..[illegible]

انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن پھر اس کی آواز مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ میں دب گئی۔ جوانا نے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا تھا۔

"اسے کھول کر نیچے ڈال دو اور سوائے اس عورت کے ~~باقی~~ یہاں جتنے بھی آدمی ہیں سب کو گولیوں سے اڑا دو۔ یہ سب ڈاکو ہیں۔ ان کا یہی انجام ہونا چاہئے"....... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ کمرے میں موجود غیر ملکی جو ایک کرسی پر نیم دراز تھا۔ نوجوان کو اندر آتے دیکھ کر چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ۔ آؤ ہنری۔ کیا رپورٹ ہے"...... کمرے میں موجود غیر ملکی نے چونک کر پوچھا۔

"سب کچھ اوکے ہے مائیکل۔ وہ آدمی بھی آگیا ہے جس نے مال لے جانا ہے۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ وہ شام کو ہم سے مال لے سکتا ہے"۔ آنے والے نوجوان نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا اور ایک کرسی پر مائیکل کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مال کی ڈیلیوری کب مل رہی ہے"...... مائیکل نے پوچھا۔

"دو بجے کلیئرنس ہو جائے گی اور مال یہاں پہنچ جائے گا"...... ہنری نے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی کلیئرنس میں"...... مائیکل نے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ پہلے کبھی ہوئی ہے جو اب ہوتی۔ سب کافرستان کو طریقے سے ہو رہا ہے۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی مائیکل کہ مال کو پہلے پاکیشیا اور پھر یہاں سے مشکبار سمگل کرنے میں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر اسے کافرستان پہنچایا جاتا تو وہاں سے آسانی اور سہولت کے ساتھ مشکبار پہنچایا جا سکتا تھا"...... ہنری نے کہا اور مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

"کافرستانی حکام ایسا ہی چاہتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے"...... ہنری نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ پیچیدہ معاملات ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ان معاملات میں سر نہ کھپاؤ۔ آج یہ آخری ڈیلیوری ہے۔ اس کے بعد ہم فارغ ہوں گے اور واپس چلے جائیں گے"...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اصل بات کا علم ہے۔ لیکن تم مجھے بتاتے ہوئے ہچکچا رہے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں غیر ہوں"۔ ہنری نے غصیلے لہجے میں کہا تو مائیکل بے اختیار ہنس دیا۔

"تمہاری یہی جذباتیت مجھے پسند نہیں ہے۔ میں تو تمہیں اس لئے نہیں بتا رہا تھا کہ ہمارے پیشے میں کم سے کم جاننا فائدہ مند رہتا ہے۔ لیکن تم میری بات کو کسی اور طرف لے گئے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم ناراض ہوتے ہو تو میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں"...... مائیکل نے

کہا۔

" اب تو میں ضرور معلوم کروں گا "...... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ پھر الماری سے دو بوتلیں نکالو تاکہ زیادہ اطمینان سے بات ہو سکے "......... مائیکل نے کہا اور ہنری اثبات میں سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور ایک طرف موجود الماری میں سے اس نے غیر ملکی شراب کی دو بوتلیں نکالیں اور لاکر درمیانی میز پر رکھ دیں۔ مائیکل نے ایک بوتل اٹھائی۔ اس کا ڈھکن کھولا اور پھر اسے منہ سے لگا کر اس نے شراب کا ایک لمبا گھونٹ لیا۔

" اب تفصیل سے سنو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مشکبار میں کافرستان کا قبضہ ختم کرنے کے لئے مشکباری مسلح جدوجہد میں مصروف ہیں اور کافرستانی فوجوں کے بے پناہ جبر اور کوشش کے باوجود یہ مسلح جدوجہد روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے اور اب حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ کسی بھی روز یہ مسلح جدوجہد مکمل طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گی۔ کافرستان نے وہاں فوج کے ذریعے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کر لئے ہیں لیکن وہ اس جدوجہد کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ اب حکومت کافرستان نے ایک نیا فیصلہ کیا ہے اور وہ ہے مشکباریوں کے خلاف انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال۔ ایسے ہتھیار جن سے مشکبار میں رہنے والے مشکباریوں کی بہت بڑی اکثریت ہلاک ہو جائے گی۔ لاکھوں افراد

کیڑے مکوڑوں کی طرح مر جائیں گے۔ اس طرح حکومت کافرستان کو دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو بے پناہ ہلاکت کی وجہ سے مشکباریوں کی مسلح جدوجہد کا زور فوری طور پر ٹوٹ جائے گا۔ دوسرا وہاں مسلمانوں کی اکثریت کے خاتمے کے بعد کافرستان میں موجود غیر مسلم مشکباریوں کو تیزی سے ان کی جگہ مشکبار میں آباد کر دیا جائے گا۔ اس طرح مشکبار میں اکثریت غیر مسلموں کی ہو جائے گی جو کافرستان کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بعد اگر مشکباری رائے شماری کا مطالبہ کریں گے تو حکومت یہ بھی کرا دے گی۔ اس طرح مشکبار قانونی طور پر کافرستان کا حصہ بن جائے گا "...... مائیکل نے کہا اور ایک بار پھر شراب کی بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

" لیکن مائیکل، یہ کس طرح ممکن ہے کہ کسی بھی علاقے پر اس قدر خوفناک کیمیائی ہتھیار کھلے عام استعمال کئے جائیں کہ ان سے لاکھوں افراد ہلاک ہو جائیں۔ اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک اور ان کی تنظیمیں اور دوسرے تمام ممالک تو اس پر پرزور احتجاج کریں گے اور کافرستان کو تو چھپنے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔ اس طرح تو میرے خیال میں کافرستان کو فائدہ ہونے کی بجائے الٹا نقصان ہو گا۔ اسے نہ صرف بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ خوفناک عالمی دباؤ کے تحت اسے مشکبار سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ یہ تو موجودہ دور کے لحاظ سے انتہائی احمقانہ ترین پلاننگ ہے "........ ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

چیک نہ کر سکیں۔ خطرہ نہ صرف بین الاقوامی سیاروں سے تھا بلکہ ایکریمیا، روسیاہ اور دوسری سپر پاورز کے خلائی سیاروں سے بھی تھا۔ ہماری تنظیم نے یونائیٹڈ کارمن کی ایک خفیہ فیکٹری سے یہ ہتھیار اور ٹی ایکس مشین سمگل کرنی تھی۔ چنانچہ طے ہوا کہ ماہرین جیسے ہی سٹور تیار کر لیں گے ہماری تنظیم انتہائی برق رفتاری سے مشین اور ہتھیار وہاں تک پہنچائے گی۔ اب یہاں دو باتیں سامنے تھیں۔ ایک تو یہ کہ ان ہتھیاروں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں سے خفیہ رکھنا تھا کیونکہ کافرستانی حکومت کے مطابق انہیں سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی تھا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ڈبل سی ہتھیار تو براہ راست کافرستان اور وہاں سے اس سٹور تک پہنچائے جائیں لیکن ٹی ایکس مشین کافرستان لے جانے کی بجائے پہلے پاکیشیائی پہنچائی جائے اور یہاں سے عام سمگلر اسے مشکبار پہنچا دیں۔ کیونکہ کافرستان چونکہ مشکبار میں کارروائی کر رہا ہے اس لئے وہاں روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹ بے حد فعال ہیں۔ اس لئے ٹی ایکس مشین اگر ان کی نظروں میں آ گئی یا انہیں اس بارے میں اطلاع مل گئی تو پھر سب کچھ سامنے آ جائے گا جبکہ پاکیشیا میں ایسی کوئی بات نہیں۔ اس لئے پاکیشیا کے ذریعے ٹی ایکس مشین کی مشکبار ترسیل محفوظ رہے گی لیکن ٹی ایکس مشین کافی بڑی ہے۔ اسے عام مشینری کے طور پر یہاں سے مشکبار نہیں لے جایا جا سکتا۔ اس لئے طے ہوا کہ اسے دس پارٹس کی صورت میں پاکیشیا لایا جائے اور پھر اسی طرح پارٹس کی صورت میں

مشکبار پہنچایا جائے جہاں اسے ماہرین دوبارہ اسمبل کر کے نصب کر دیں گے۔ چنانچہ اس پلاننگ کے تحت کام ہوتا رہا۔ سٹور تیار ہو گیا۔ اس کی حفاظت کے لئے بھی تمام خفیہ آلات اور انتظامات مکمل کر لئے گئے۔ پھر ڈبل سی ہتھیاروں کا ذخیرہ وہاں خفیہ طور پر پہنچا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹی ایکس مشین کی ترسیل شروع ہو گئی۔ اس کے نو پارٹس وہاں پہنچ چکے ہیں۔ آج آخری پارٹ کی ترسیل ہے۔ یہ جب چلا جائے گا تو مشن مکمل ہو جائے گا"...... مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی ٹی ایکس مشین تو وہاں نصب نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں تو اس سٹور میں موجود ڈبل سی ہتھیار تو خلائی سیاروں نے چیک کر لینے ہیں۔ وہ تو ہر وقت فضا میں موجود رہتے ہیں"...... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ خلائی سیارے انہیں اس وقت چیک کرتے ہیں جب ان کے وار ہیڈ ان پر فٹ کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے سائنسی طور پر صرف ایک ماہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ اگر فیکٹری سے تیار شدہ ڈبل سی ہتھیاروں پر ایک ماہ کے اندر اندر وار ہیڈ نہ لگا دیئے جائیں تو پھر یہ ہتھیار ضائع ہو جاتے ہیں اور جب تک وار ہیڈ نہ لگا دیئے جائیں خلائی سیارے انہیں چیک نہیں کر سکتے۔ اس وقت تک یہ عام ہتھیار ہوتے ہیں ان کے خصوصی ساخت کے وار ہیڈ کو بھی خلائی سیارے مخصوص لہروں کی مدد سے چیک کرتے ہیں اور وار ہیڈ لگ جانے کے

بعد یہ ہتھیار محفوظ ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ اتنا وقفہ بہرحال مل جاتا ہے کہ ٹی ایکس مشین سٹور میں نصب کر دی جائے اور پھر ان ہتھیاروں پر وار ہیڈز لگا دیئے جائیں "...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب انہیں استعمال کیا جائے گا تو ظاہر ہے سٹور سے باہر نکالا جائے گا پھر خلائی سیارے انہیں چیک کر لیں گے "...... ہنری نے کہا تو مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب کیا کیا بتاؤں تمہیں ۔ تم نے تو باقاعدہ جرح شروع کر دی ہے "...... مائیکل نے بوتل میں موجود شراب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"جب اتنا کچھ بتا دیا ہے تو پھر آخری بات بھی بتا دو "...... ہنری نے ہنستے ہوئے کہا اور مائیکل بھی ہنس پڑا۔

"خلائی سیارے ایک نظام کے تحت حرکت کرتے ہیں اور اس بات کا انتظام کیا جا سکتا ہے کہ جب خلائی سیارے مشکبار کی فضا کو چیک نہ کر رہے ہوں تو ان ہتھیاروں کو مخصوص علاقوں میں پہنچا کر فائر کر دیا جائے ۔ ایک بار یہ فائر ہو جائیں پھر خلائی سیارے انہیں چیک نہیں کر سکتے اور پھر وہاں ہونے والی تمام اموات کو قدرتی آفات کے زمرے میں ہی سمجھا جائے گا "...... مائیکل نے جواب دیا تو ہنری نے اثبات مین سرہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے "...... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور مائیکل نے اثبات میں سرہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔ وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔

"علی عمران ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہے اور بگوش خود آپ کی سریلی ۔ میٹھی اور دلکش آواز سننے کا اس لئے پلیز بولنے سے پہلے اپنی آواز کو میٹھا ، سریلا اور دلکش بنانے کا پورا پورا انتظام کر لیجئے "...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔ اوہ ...... پھر تو مجبوری ہے ۔ ظاہر ہے ٹائیگر کی دھاڑ نہ تو سریلی ہو سکتی ہے ۔ نہ میٹھی اور نہ دلکش "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس ۔ میں نے درشن سنگھ کا کھوج نکال لیا ہے" .... دوسری طرف سے ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صرف کھوج نکالا ہے یا اس کے درشن بھی کئے ہیں" .... عمران نے کہا۔

"باس ۔ ابھی تک تو درشن نہیں ہو سکے ۔ میں نے آپ کی طرف سے ہدایت ملنے پر ایسے افراد سے رابطے شروع کئے جن کا کسی نہ کسی طرح کافرستانی سمگروں سے تعلق تھا اور پھر مجھے اطلاع مل گئی کہ کافرستان کا ایک معروف سمگر درشن سنگھ دارالحکومت میں موجود ہے مزید معلومات کے مطابق درشن سنگھ سرسبز ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ میں دو غیر ملکیوں سے ملنے کل گیا تھا۔ میں اس کوٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اطلاع دے دوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنی حتمی اطلاع کس طرح مل گئی ۔ میرا مطلب ہے ۔ ٹاؤن ۔ کوٹھی نمبر اور غیر ملکیوں کے بارے میں" .... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس ۔ درشن سنگھ جب بھی دارالحکومت آتا ہے وہ یہاں ایک مخصوص ٹیکسی کو انگیج کر لیتا ہے ۔ مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا ۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ درشن سنگھ ہوٹل پام ویو میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے صبح سویرے اس ڈرائیور کو ٹیکسی سمیت وہیں کال کر لیا اور پھر وہ سارا دن مختلف

دوستوں سے ملتا رہا۔ میرا مطلب ہے مقامی دوستوں سے ۔ سہہ پہر کے وقت وہ سرسبز ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ میں گیا جہاں اس کی ملاقات دو غیر ملکیوں سے ہوئی ۔ جو وہاں رہ رہے تھے ۔ وہ وہاں کافی دیر رہا۔ اس کے بعد وہ واپس ٹیکسی میں بیٹھا اور اس نے ہوٹل چھوڑ دیا اور ٹیکسی ڈرائیور کو اس نے فضل گڑھ چلنے کے لئے کہا۔ لیکن فضل گڑھ جانے کی بجائے وہ راستے میں ایک جگہ اتر گیا اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ وہ یہاں اپنے ایک دوست کے پاس رات ٹھہرے گا اور کل صبح واپس چلا جائے گا ۔ چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور واپس آ گیا۔ جہاں جہاں ٹیکسی ڈرائیور نے درشن سنگھ کے جانے کا بتایا۔ میں نے وہاں وہاں چیکنگ کی ۔ وہ سب مقامی لوگ ہیں اور سمگلنگ کے دھندے سے متعلق ہیں اور بقول ٹیکسی ڈرائیور ۔ جب بھی درشن سنگھ جس کا نام ٹیکسی ڈرائیور کو آفتاب خان بتایا گیا تھا۔ دارالحکومت آتا ہے وہ ان جگہوں پر جاتا رہتا ہے ۔ البتہ سرسبز ٹاؤن کی اس کوٹھی میں پہلی بار وہ گیا تھا اور میں نے جو معلومات مزید حاصل کی ہیں ان کے مطابق آج درشن سنگھ کسی کو نہیں ملا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید وہ اس کوٹھی میں ہی موجود ہو" .... ٹائیگر نے کہا۔

"تم وہاں پہنچو۔ میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں ۔ پھر ان غیر ملکیوں سے ملاقات ہو گی" .... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تیار ہو کر باہر آیا اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اس کی

سپورٹس کار چونکہ چوری ہو گئی تھی اس لئے اس نے رانا ہاؤس سے ایک اور کار استعمال کے لئے منگوالی تھی اور اس وقت نیچے گیراج میں وہی کار موجود تھی۔ عمران نے گیراج سے کار نکالی اور سر سبز ٹاؤن جو ایک مضافاتی اور نو تعمیر شدہ کالونی تھی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے سر سبز ٹاؤن پہنچتے پہنچتے تقریباً نصف گھنٹہ لگ گیا۔ کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ کالونی کے مین روڈ سے عقبی سڑک پر واقع تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ جیسے ہی کار سے نیچے اترا ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔

" باس میں نے اندر کی چیکنگ کر لی ہے۔ اندر نہ ہی آپ کی کار موجود ہے اور نہ ہی درشن سنگھ۔ البتہ وہ دونوں غیر ملکی موجود ہیں اور صرف وہی دو افراد ہیں۔ تیسرا کوئی آدمی اندر نہیں ہے "...... ٹائیگر نے قریب آکر کہا۔

" کس طرح چیکنگ کی ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ایکس وی ٹیلی ویو ڈکٹافون سے باس۔ میں نے سوچا کہ آپ کے آنے تک ابتدائی معلومات حاصل ہو جانی چاہئے تاکہ آپ کا وقت ضائع نہ ہو "...... ٹائیگر نے مسکرا کر جواب دیا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

" اوکے۔ آؤ پھر ان غیر ملکیوں سے ہی ملاقات کر لی جائے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ اس درشن سنگھ نے یہاں سے مال لے کر جانا تھا اور غیر ملکیوں سے ملاقات کا مطلب ہے کہ مال یقیناً اس نے ان غیر ملکیوں سے ہی حاصل کیا ہوگا "...... عمران نے کہا اور سڑک پار کر کے وہ

وٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک پر پہنچ کر اس نے کال بیل کا ٹن پش کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک غیر ملکی وجوان باہر آگیا۔

" سوری جناب آپ کو ڈسٹرب کیا۔ میں محکمہ تعمیرات کا بلڈنگ تیر ہوں۔ میرا نام ارسلان ہے۔ ہم اس نو تعمیر شدہ کالونی کا سپیشل سروے کر رہے ہیں۔ ہم نے صرف اس کوٹھی کو گھوم کر دیکھنا ہے اور بس "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ سروے کا وقت ہے۔ شام ہونے والی ہے۔ سرکاری وقت تو شاید یہاں چار بجے تک ہوتا ہے "...... اس غیر ملکی نے منہ بناتے ہوئے قدرے تلخ اور ناگوار لہجے میں کہا۔

" سروے کے لئے کوئی وقت نہیں ہوتا جناب۔ چونکہ بہت سی کوٹھیاں چیک کرنی تھیں اس لئے دیر ہو گئی ہے۔ ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہ دیں گے۔ صرف ہم نے رسمی سرکاری کارروائی کرنی ہے اور بس "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ آؤ "...... غیر ملکی نے پیچھے ہٹ کر ایک طرف ہوتے ہوئے کہا۔

" شکریہ جناب۔ ہم ایک بار پھر معذرت خواہ ہیں "...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" کون ہیں یہ لوگ ہنری "...... برآمدے میں موجود ایک لمبے ترنگے غیر ملکی نے ان کے برآمدے کے قریب پہنچتے ہی ساتھ آنے والے

غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ ہمارا تعلق محکمہ تعمیرات سے ہے۔ میرا نام ارسلان ہے اور میں بلڈنگ آفیسر ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔

"مگر"....... اس غیر ملکی نے انتہائی تلخ لہجے میں کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ اچانک عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے وہ غیر ملکی کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے دوسرے غیر ملکی کی بھی چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اس غیر ملکی کے نیچے گرتے ہی عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتے ہوئے غیر ملکی کی کنپٹی پر پڑنے والی لات کی بھرپور ضرب نے دوسرے لمحے اسے ساکت کر دیا۔ اسی لمحے دوسرے غیر ملکی کی بھی دوسری چیخ سنائی دی تھی۔ عمران نے گردن موڑ کر دیکھا تو ٹائیگر نے بھی غیر ملکی کو نیچے گرا کر اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تھی اور وہ بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔

"میں کوٹھی چیک کرتا ہوں۔ تم انہیں اندر کسی کمرے میں کرسیوں پر جکڑ دو۔ رسی وغیرہ تلاش کر لینا"....... عمران نے تیز لہجے میں ٹائیگر کو ہدایات دیں اور جیب سے ریوالور نکال کر وہ آگے بڑھ گیا کوٹھی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ گو ٹائیگر اسے بتا چکا تھا کہ اندر صرف بس دو غیر ملکی ہی ہیں لیکن اسے خطرہ کسی تہہ خانے کی موجودگی کا تھا۔ اگر کوئی تہہ خانہ ہوا تو وہ ظاہر ہے اس ڈکٹا فون سے چیک نہ ہو سکا ہو گا اور تہہ خانے میں کسی آدمی کی موجودگی کا بھی امکان ہو سکتا تھا۔ اس لئے عمران پوری تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ لیکن پوری کوٹھی گھومنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔ یہاں کوئی تہہ خانہ موجود نہ تھا کیونکہ جس عمارت میں تہہ خانہ ہوتا ہے اس کا طرز تعمیر مخصوص انداز کا ہوتا ہے جب عمران واپس بڑے کمرے میں آیا تو ٹائیگر اس دوران دونوں غیر ملکیوں کو جن میں سے ایک کا نام ہنری لیا گیا تھا کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ چکا تھا۔

"ان کی تلاشی لی ہے"....... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ عام سا سامان ہے ان کے پاس۔ البتہ یہ کسی مشین کی کلیرنس کے کاغذات ہیں جو یونائیٹڈ کارمن سے پاکیشیا کے لئے بک کرائی گئی تھی"....... ٹائیگر نے دو ٹائپ شدہ کاغذات عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے کاغذات دیکھے تو یہ یونائیٹڈ کارمن کی کسی کاروباری فرم کی طرف سے ہنری کے نام سے پرنٹنگ مشینری کا پارٹ بھیجے جانے کی رسید تھی۔ دوسرا کاغذ پاکیشیا کی فرم کی طرف سے تھا جس میں اس پارٹ کو کلیرنس دی گئی تھی۔

"پرنٹنگ مشینری کا پارٹ"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کاغذ اس نے تہہ کر کے جیب میں ڈال لئے۔

"اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ مزید بات ہو سکے"....... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پہلے ہنری کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور جب ہنری کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر دوسرے غیر ملکی کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا ناک اور منہ بھی دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور جب وہ بھی ہوش میں آنے لگا تو اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران ان دونوں کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ ٹائیگر"........ عمران نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں غیر ملکی کراہتے ہوئے ہوش میں آگئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے کیوں ہمیں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم۔ یہ کیا حرکت ہے۔ کیا تم ڈاکو ہو۔ کون ہو تم"........ ان دونوں غیر ملکیوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ ان کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں اس ساری کارروائی کا کوئی جواز سمجھ میں نہ آرہا ہو۔

"اس کا نام ہنری ہے۔ تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے اس غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا جو برآمدے میں انہیں ملا تھا۔

"مائیکل۔ مگر تم کون ہو"........ غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یونائیٹڈ کارمن کے رہنے والے ہو"........ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر"...... مائیکل نے ہی جواب دیا۔ ہنری خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"درشن سنگھ سے کیا چیز سمگل کرائی ہے تم نے"....... عمران نے

کہا۔

"درشن سنگھ۔ وہ کون ہے"........ مائیکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ مائیکل کا جواب بتا رہا تھا کہ وہ واقعی درشن سنگھ کو نہیں جانتا۔

"وہی آدمی جو کل تمہاری کوٹھی میں ٹیکسی میں بیٹھ کر ملنے آیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ تمہارا مطلب بخت خان سے ہے۔ وہ ہمارا گاہک ہے۔ ہم نے اسے ایک مشین کا پارٹ یونائیٹڈ کارمن سے منگوا کر دینا تھا"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"پارٹ اسے دے دیا ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ آج دوپہر کو لے گیا ہے"........ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم صرف اس ایک پارٹ کے لئے خصوصی طور پر یونائیٹڈ کارمن سے یہاں آئے ہو اور یہ کوٹھی تم نے کرایہ پر لی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہم تو یہاں اپنی کمپنی کی مارکیٹ سروے کے لئے آئے تھے بخت خان سے تو ایک ہوٹل میں ملاقات ہو گئی۔ اس نے اس پارٹ کو منگوانے کی خواہش ظاہر کی تو ہم نے منگوا دیا"........ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ یہ پارٹ براہ راست کافرستان نہ منگوا سکتا تھا۔ اسے کیا

ضرورت تھی کہ وہ اس عام سے پارٹ کو پہلے پاکیشیا میں منگواتا اور پھر یہاں سے کافرستان سمگل کرتا۔ اس لئے جو اصل بات ہے وہ بتا دو"۔ عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"کافرستان سمگل۔ کیا مطلب۔ وہ تو پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔ اس نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کا پاکیشیا کے کسی بڑے شہر میں پرنٹنگ پریس ہے"........ مائیکل نے جواب دیا۔

"تمہاری کمپنی کیا چیز بناتی ہے۔ کیا صرف پرنٹنگ پریس کے پارٹس یا کچھ اور بھی کرتی ہے"........ عمران نے کہا۔

"ہماری ٹریڈنگ کمپنی ہے۔ ہر قسم کی مشینری سپلائی کرتی ہے"۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بخت خان کو تم نے یہ پارٹ کس وقت دیا تھا اور کہاں دیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہم نے اسے ڈھائی تین بجے یہاں کوٹھی میں ہی ڈیلیوری دی تھی"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"کیا اب وہ ٹیکسی پر آیا تھا"........ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کے پاس سپورٹس کار تھی۔ گہرے نیلے رنگ کی"۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر تھا کار کا"........ عمران نے پوچھا۔

"نمبر کا تو ہمیں علم نہیں اور نہ ہم نے دیکھا تھا"........ مائیکل نے جواب دیا۔

"وہ مشین کا پارٹ اس نے کار میں کہاں رکھا تھا۔ کار کے اندر یا ڈگی میں"........ عمران نے پوچھا۔

"کار کی عقبی سیٹ پر۔ چھوٹا سا پیک تھا"........ مائیکل نے جواب دیا۔

"کونسا پارٹ تھا"........ عمران نے پوچھا۔

"کونسا پارٹ۔ کیا مطلب"........ مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

"پرنٹنگ مشینری کا کونسا پارٹ تھا۔ کیا نام لکھ کر تم نے اسے منگوایا تھا"........ عمران نے پوچھا۔

"کچھ عجیب سا نام تھا۔ اب مجھے پوری طرح تو یاد نہیں۔ اس نے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا۔ میں نے کمپنی کو بھیج دیا تھا"....... مائیکل نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات دیکھے تھے۔

"پرنٹنگ مشینری کے ایک، دو پارٹس ہی ایسے ہوتے ہیں جو غیر ملک سے منگوانے پڑتے ہیں اور جو چھوٹے پیک میں آسکیں۔ ان میں سے ایک کو سلنڈر رنگ ڈسپیچر اور دوسرے کو سٹام کاپیئر کہتے ہیں۔ ان میں کونسا پارٹ تھا جو اس نے منگوایا تھا"......... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ کاپیئر تھا۔ بالکل یہی نام تھا۔ کیا نام بتایا سٹام کاپیئر۔ ہاں یہی تھا"....... مائیکل نے جلدی سے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ اور ہاں۔ تم ہو کون۔ آخر

"تم یہ سب کچھ کیا کر رہے ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو"....... مائیکل نے کہا۔

"میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ بخت خان کا اصل نام درشن سنگھ ہے اور وہ کافرستان کا مشہور سمگلر ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں نے تمہیں دونوں پارٹس کے جو نام بتائے ہیں دونوں فرضی ہیں۔ میں تمہیں صرف چیک کرنا چاہتا تھا اور تمہارے جواب نے ثابت کر دیا ہے کہ تم نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے۔ اس لئے اب سچ سچ بتا دو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم ذمہ دار کاروباری لوگ ہیں۔ ہمارا سفارت خانہ ہمارا تحفظ کرے گا۔ تم ہمیں سفارت خانے فون کرنے دو اور اگر تمہارا تعلق واقعی پولیس سے ہے تو تم اس طرح غیر قانونی طور پر ہمیں باندھ نہیں سکتے"....... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ پاکیشیا ہے مسٹر مائیکل اور میں نے سپیشل فورس کہا ہے پولیس نہیں اور سپیشل فورس کو مکمل اختیارات حاصل ہیں کہ وہ سمگلروں اور ان کے سپلائرز کے ساتھ جو سلوک چاہے کرے۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ تم نے درشن سنگھ کو دیا ہے اس کی صحیح صحیح تفصیل بتا دو"....... عمران نے کہا۔

"جو کچھ ہم جانتے تھے ہم نے بتا دیا۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب انگلیاں ٹیڑھی کرنا پڑیں گی"۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"انگلیاں ٹیڑھی۔ کیا مطلب"....... مائیکل نے چونک کر کہا۔

"ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے کہ جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکلے تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ تم سب کچھ کسی تشدد کے بغیر بتا دو گے لیکن تم نے شاید یہ سمجھا کہ ہم تمہیں باندھ کر صرف تم سے باتیں کرتے رہیں گے"......... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہی سچ ہے۔ تم چاہو تو یونائیٹڈ کارمن میں ہماری کمپنی سے تصدیق کر سکتے ہو"....... مائیکل نے جواب دیا۔

"تمہارے جوابات نے مجھے مشکوک کر دیا ہے مسٹر مائیکل۔ یہ بات تو طے ہے کہ درشن سنگھ کو ایک پرنٹنگ پریس کے چھوٹے پارٹ کو یونائیٹڈ کارمن سے پاکیشیا منگوانے اور پھر اسے یہاں سے کافرستان سمگل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ یہاں سے کافرستان کی سرحد کافی دور ہے اس لئے ہم اسے تو بہرحال پکڑ ہی لیں گے اور پھر وہ مشین کا پارٹ بھی سامنے آ جائے گا۔ لیکن تمہارا جو انجام ہوگا وہ کچھ زیادہ ہی عبرتناک ہو جائے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو"....... عمران نے کہا۔

"میں نے جو کچھ بتایا ہے یقین کرو وہی درست ہے"........ مائیکل نے جواب دیا۔

"ٹائیگر ۔ دوسرے کمرے میں فون موجود ہے ۔ رانا ہاؤس فون کر کے جوانا کو بلا لو اور پھر ان دونوں کو رانا ہاؤس شفٹ کر دو ۔ میں اس درشن سنگھ کے بارے میں چیک پوسٹوں کو اطلاع کر دیتا ہوں" عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی سے نکل کر سڑک کراس کرتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ۔ اسے اب اپنی کار سے زیادہ اس چیز سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی جسے اس انداز میں کافرستان سمگل کیا جا رہا تھا ۔ کار کا رنگ معلوم ہو جانے کے بعد اب رینجرز چیک پوسٹس کو خصوصی طور پر الرٹ بھی کیا جا سکتا تھا اور اس درشن سنگھ کو گرفتار بھی کیا جا سکتا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ درشن سنگھ رات کو ہی سرحد پار کر لے گا اور رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی ۔

درشن سنگھ نے کار سڑک کے کنارے بنے ہوئے ایک عام سے مسافر ہوٹل کے سامنے روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر اس نے کار کے دروازے لاک کئے اور اطمینان بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا اس چھپر نما ہوٹل کی طرف بڑھ گیا ۔ ہوٹل کے باہر تین چار ٹرک اور دو مال بردار ویگنیں کھڑی تھیں اور ہوٹل کے اندر کرسیوں پر ڈرائیور اور کلینر ٹائپ افراد بیٹھے کھانے پینے اور گپیں ہانکنے میں مصروف تھے ۔ ایک طرف اونچے چبوترے پر کھانے کا سامان رکھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے ایک دبلا پتلا اور ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا ۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر چائے تیار کی جا رہی تھی اور ایک نوجوان لڑکا چائے بنانے میں مصروف تھا ۔

"واہ ۔ آج تو چچا رستم خود موجود ہے" ...... درشن سنگھ نے چبوترے کے قریب پہنچ کر اس ادھیڑ عمر آدمی سے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"ہاں۔ جب بھتیجے غلطیاں کرنے لگ جائیں تو چچا کو خود آنا پڑتا ہے میں تمہارے ہی انتظار میں یہاں موجود ہوں۔ تم یہاں بیٹھنے کی بجائے اس کار میں جا کر بیٹھو جس پر تم آئے ہو۔ میں وہیں آ رہا ہوں"....... ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو درشن سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یہاں گھٹن کا احساس ہو رہا ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے لئے چائے باہر ہی بھجوا دو"...... درشن سنگھ نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چھپر کے نیچے بیٹھے ہوئے افراد کو سنا رہا ہو اور پھر وہ کندھے اچکاتا ہوا واپس مڑا اور ہوٹل سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر سنجیدگی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رستم کے پاس اس کے لئے کوئی خاص پیغام ہو گا۔ رستم ان کے گروہ کے لئے رابطے کا کام کرتا تھا اور نہ صرف رستم کا ہوٹل بلکہ ایسے بے شمار ہوٹل اس کام کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اس طرح انہیں بروقت اطلاعات مل جایا کرتی تھیں اور وہ اپنا تحفظ کر لیتے تھے۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور کار کے دروازے کا لاک کھول کر اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رستم تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی اور چینک موجود تھی۔ درشن سنگھ نے دوسری سائیڈ کے دروازے کا شیشہ نیچے کیا اور پھر کھلے حصے سے اس نے رستم کے ہاتھ میں موجود چائے کی چینک اور پیالی

لے لی۔ رستم دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے خلاف باقاعدہ تمام چیک پوسٹس کو اطلاع بھجوائی گئی ہے درشن سنگھ"...... رستم نے اندر بیٹھتے ہی سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو درشن سنگھ بری طرح چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے متعلق اطلاع۔ اوہ کس طرح"۔ درشن سنگھ نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک گھنٹہ پہلے تالاب چوکی سے حوالدار سلامت آیا تھا۔ اس نے کہا کہ جیسے ہی درشن سنگھ یہاں پہنچے۔ اسے اطلاع دے دینا کہ حکومت کے کسی بہت بڑے آفسر کی طرف سے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو باقاعدہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک کافرستانی سمگلر جس کا نام درشن سنگھ ہے۔ لیکن وہ بخت خان بھی کہلاتا ہے نیلے رنگ کی جدید ماڈل سپورٹس کار میں ایک اہم ترین مشین کافرستان سمگل کر رہا ہے اسے ہر قیمت پر گرفتار کیا جائے اور اس سے وہ مشین برآمد کرائی جائے چنانچہ ہیڈ کوارٹر سے وائرلیس پر تمام چوکیوں کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے"...... رستم نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مگر"...... درشن سنگھ نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا حلیہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے اور کار کے متعلق بھی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ اسی لئے تو میں خود ہوٹل میں موجود تھا۔ کیونکہ یہاں تک تو تم محفوظ تھے۔ لیکن اس سے آگے یقیناً دھر لئے

جاتے اور ریڈ الرٹ ہو جانے کے بعد کوئی آدمی بھی تمہیں چھوڑ نہ سکتا تھا"....... رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کس طرح ہوا۔ کیوں ہوا۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا"۔ درشن سنگھ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ارے اس طرح گھبرانے سے کچھ نہیں ہو گا درشن سنگھ۔ تم ایسا کرو کہ اپنا حلیہ ہی تبدیل کر لو۔ لباس بھی بدل لو اور یہ کار بھی کہیں راستے میں چھوڑ دو۔ میں تمہیں راجو کا سے ایک جیپ دلا دوں گا۔ تم وہاں سے جیپ لے کر نکل جانا۔ اس طرح وہ لوگ تمہیں نہ پکڑ سکیں گے"....... رستم نے کہا۔

"راجو کا۔ اوہ نہیں۔ میں نے کافرستان نہیں جانا بلکہ مشکبار کے سرحدی قصبے عالم پور جانا ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے دو میل دور درختوں کے ذخیرے میں جیپ منگوا دو۔ بیٹے کو بھیج دینا۔ میں کار وہیں چھوڑ دوں گا۔ لباس اور حلیہ بدلنے کا سامان میرے پاس موجود ہے"۔ درشن سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اطمینان سے چائے پی لو۔ میں اسلم کو بھیج کر جیپ منگوا دیتا ہوں۔ مگر فکر نہ کرو۔ تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا"۔ رستم نے کہا۔

"شکریہ چچا رستم۔ تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا۔ فکر مت کرو میرا وعدہ رہا"....... درشن سنگھ نے کہا۔

"انعام بھی لے لوں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ تم مال صحیح سلامت

ہنچا دو۔ کیونکہ اگر مال نہ پہنچا سکے تو تمہاری ساکھ ختم ہو جائے گی۔ یں تو تمہارا خادم ہوں"....... رستم نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر کار سے نیچے اتر گیا۔

"تم چائے پی کر چینک اور پیالی باہر رکھ کر چلے جانا۔ میں لے جاؤں گا۔ فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا"....... رستم نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ہوٹل میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو درشن سنگھ نے چینک ور پیالی کار کی کھڑکی سے باہر اچھال دی اور کار سٹارٹ کر کے وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اب وہ ایک لمحے کے لئے بھی یہاں رکنے کے لئے تیار نہ تھا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا....... کس طرح ہوا...... کس نے اطلاع دی ہو گی"۔ وہ کار چلانے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑاتا جا رہا تھا اور پھر تقریباً دو کلو میٹر دور اس نے کار سڑک کی سائیڈ سے نیچے کچے میں اتار دی اور کافی دور درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے اندر پہنچ کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور سیٹوں کے درمیان رکھے ہوئے بریف کیس کو باہر کھینچا۔ کار کا دروازہ بند کیا اور پھر بریف کیس کو کار کے اوپر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور اس کے اندر موجود مٹیالے رنگ کا لباس باہر نکالا اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ یکسر نئے لباس میں تھا۔ اتارے ہوئے لباس کی جیبوں سے اس نے سب کچھ

نکال کر اپنے نئے لباس کی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر بریف کیس میں موجود ایک مستطیل شکل کا ڈبہ کھول کر اس نے چہرہ بدلنے کا کام شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کا چہرہ کافی حد تک بدل گیا تھا چونکہ اپنے پیشے کے دوران اسے اکثر چہرے بدلنے کی ضرورت رہتی تھی اس لئے وہ اپنے پاس اس کا سامان بھی ہمیشہ رکھتا تھا اور اس نے باقاعدہ اس کے لئے تربیت بھی حاصل کی ہوئی تھی۔ چہرہ بدل کر اس نے ڈبہ بند کر کے واپس بریف کیس میں رکھا اور پھر اترا ہوا لباس بھی بریف کیس میں بند کر کے اس نے اسے کار کا عقبی دروازہ کھول کر واپس پہلے والی جگہ پر رکھا اور خود وہ تیزی سے اس جھنڈ کے اس کنارے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے رستم کے بیٹے اسلم نے جیپ لے کر آنا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد اس نے دور سے ایک خاکی رنگ کی جیپ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس اس نے لیا۔ چند لمحوں بعد جیپ اس کے قریب آکر رکی اور اس میں سے وہی نوجوان باہر آگیا جسے وہ پہلے ہوٹل میں چائے بناتا دیکھ چکا تھا۔

"آگئے ہو اسلم .... بڑا انتظار کرایا" .... درشن سنگھ نے درخت کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اوہ درشن سنگھ۔ تم حلیہ بڑی کامیابی سے بدل لیتے ہو۔ اگر تم بولتے نہ تو میں تمہیں کبھی پہچان نہ سکتا۔ مجھے بھی سکھا دو یہ فن"۔ اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضرور سکھاؤں گا"۔ درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ں مڑ کر اندر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اسلم بھی ساتھ تھا۔

"کار تو بے حد شاندار ہے" .... اسلم نے کار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی بے حد پسند آئی تھی لیکن اب مجبوراً اسے یہاں وڑنا پڑ رہا ہے" .... درشن سنگھ نے کہا اور کار کا عقبی دروازہ کھول ر اس نے عقبی سیٹ پر موجود ایک گتے کے ڈبے کو اٹھایا۔

"تم میرا بریف کیس اٹھا لو" .... درشن سنگھ نے ڈبہ اٹھا کر ے ہوئے کہا اور اسلم نے سر ہلاتے ہوئے سیٹوں کے درمیان رکھا اور درشن سنگھ کا بریف کیس اٹھا لیا۔

"تمہاری واپسی کب ہو گی" .... اسلم نے پوچھا۔

"دیکھو۔ ابھی یہ کام تو پورا ہو جائے۔ پھر واپسی کا سوچیں گے"۔ شن سنگھ نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اجازت دو تو تمہاری واپسی تک میں یہ کار اپنے پاس رکھ ں" ...... اسلم نے کہا۔

"میری طرف سے تو اجازت ہے۔ ویسے بھی یہاں کھڑے کھڑے یہ ے کار ہو جائے گی۔ لیکن خیال رکھنا رینجرز کو اس کار کے متعلق رٹ کر دیا گیا ہے" ...... درشن سنگھ نے کہا۔

"رینجرز کا یہاں کیا تعلق۔ میں نے سرحد پار تو نہیں جانا"۔ اسلم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ واپسی پر میں لے لوں گا اسے تم سے"۔ درشن سنگھ

نے کہا اور اسلم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"شکریہ درشن سنگھ۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تم نے اسے بھاری انعام دینے کا وعدہ کیا ہے"...... جیپ کے قریب پہنچ کر اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل دوں گا۔ تمہارا باپ ہمارا بہترین آدمی ہے"۔ درشن سنگھ نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ڈبہ جیپ میں رکھتے ہوئے کہا۔ اسلم نے بھی بریف کیس جیپ میں رکھ دیا۔

"پھر مجھ پر بھی مہربانی کرو۔ مجھے رولیکس کی نئے ماڈل کی گھڑی کا بے حد شوق ہے۔ اگر تم دے سکو"...... اسلم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور۔ ضرور لا دوں گا"...... درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسلم اور بھی زیادہ خوش ہو گیا۔ "شکریہ درشن سنگھ"...... اسلم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں پیٹرول تو موجود ہے۔ کہیں راستے میں ہی نہ کھڑی ہو جائے"...... درشن سنگھ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹینک فل ہے اور باقی بھی ہر چیز او کے ہے"...... اسلم نے جواب دیا۔

"اچھا او کے۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں نے بہت دور جانا ہے"۔ درشن سنگھ نے جیپ کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تمہارے خلاف ریڈ الرٹ ہو چکا

ہے"۔ اسلم نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں نے کافرستان نہیں بلکہ عالم پور جانا ہے اور وہاں کا ایک خفیہ راستہ مجھے معلوم ہے۔ جہاں تک رینجرز نہیں پہنچ سکتے"...... درشن سنگھ نے کہا۔

"تو پھر کار پر چلے جاتے۔ جیپ کیوں منگوائی"...... اسلم نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے میرا خیال عام راستے سے جانے کا تھا۔ اس راستے پر تو کاریں آتی جاتی رہتی ہیں۔ لیکن اب جس راستے پر میں جاؤں گا وہاں اول تو کار لے جانا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ ارد گرد چوکیوں پر رینجرز کی چیک پوسٹس ہیں اور وہ لوگ خصوصی ساخت کی دوربینوں سے چیکنگ کرتے رہتے ہیں اور ریڈ الرٹ کے بعد انہیں کار کی تلاش ہو گی۔ جیپ کو وہ یقیناً نظر انداز کر دیں گے"...... درشن سنگھ نے کہا اور جیپ کو آگے بڑھا کر اس نے موڑا اور پھر تیزی سے واپس سڑک کی طرف جانے لگا۔ پھر تقریباً آدھی رات تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بحفاظت سرحد پار کر کے مشکبار کے سرحدی قصبے عالم پور پہنچ گیا اور اس نے اپنے مخصوص پوائنٹ جہاں اس نے مشین مطلوبہ افراد کے حوالے کرنی تھی کی طرف بڑھتے ہوئے اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ ریڈ الرٹ کے باوجود اس طرح بحفاظت سرحد پار کر لینا واقعی اس کے نزدیک ایک کارنامہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی جیپ ایک چھوٹے سے پہاڑی قصبے کی

نے کہا اور اسلم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"شکریہ درشن سنگھ۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تم نے اسے بھاری انعام دینے کا وعدہ کیا ہے"...... جیپ کے قریب پہنچ کر اسلم نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل دوں گا۔ تمہارا باپ ہمارا بہترین آدمی ہے"۔ درشن سنگھ نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ڈبہ جیپ میں رکھتے ہوئے کہا۔ اسلم نے بھی بریف کیس جیپ میں رکھ دیا۔

"پھر مجھ پر بھی مہربانی کرو۔ مجھے رولیکس کی نئے ماڈل کی گھڑی کا بے حد شوق ہے۔ اگر تم دے سکو"....... اسلم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور۔ ضرور لا دوں گا"...... درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسلم اور بھی زیادہ خوش ہو گیا۔ "شکریہ درشن سنگھ"...... اسلم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں پیٹرول تو موجود ہے۔ کہیں راستے میں ہی نہ کھڑی ہو جائے"...... درشن سنگھ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹینک فل ہے اور باقی بھی ہر چیز او کے ہے"...... اسلم نے جواب دیا۔

"اچھا او کے۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں نے بہت دور جانا ہے"۔ درشن سنگھ نے جیپ کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تمہارے خلاف ریڈ الرٹ ہو چکا

ہے"۔ اسلم نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں نے کافرستان نہیں بلکہ عالم پور جانا ہے اور جہاں کا ایک خفیہ راستہ مجھے معلوم ہے۔ جہاں تک رینجرز نہیں پہنچ سکتے"...... درشن سنگھ نے کہا۔

"تو پھر کار پر چلے جاتے۔ جیپ کیوں منگوائی"....... اسلم نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے میرا خیال عام راستے سے جانے کا تھا۔ اس راستے پر تو کاریں آتی جاتی رہتی ہیں۔ لیکن اب جس راستے پر میں جاؤں گا وہاں اول تو کار لے جانا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ اردگرد چوکیوں پر رینجرز کی چیک پوسٹس ہیں اور وہ لوگ خصوصی ساخت کی دوربینوں سے چیکنگ کرتے رہتے ہیں اور ریڈ الرٹ کے بعد انہیں کار کی تلاش ہو گی۔ جیپ کو وہ یقیناً نظرانداز کر دیں گے"....... درشن سنگھ نے کہا اور جیپ کو آگے بڑھا کر اس نے موڑا اور پھر تیزی سے واپس سڑک کی طرف جانے لگا۔ پھر تقریباً آدھی رات تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بحفاظت سرحد پار کر کے مشکبار کے سرحدی قصبے عالم پور پہنچ گیا اور اس نے اپنے مخصوص پوائنٹ جہاں اس نے مشین مطلوبہ افراد کے حوالے کرنی تھی کی طرف بڑھتے ہوئے اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ ریڈ الرٹ کے باوجود اس طرح بحفاظت سرحد پار کر لینا واقعی اس کے نزدیک ایک کارنامہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی جیپ ایک چھوٹے سے پہاڑی قصبے کی

حدود میں داخل ہوئی تو اس نے جیپ کا رخ ایک طرف بنے ہوئے قدرے پختہ مکان کی طرف موڑ دیا۔ اس نے جیسے ہی جیپ اس مکان کے قریب روکی۔ اچانک مکان کے اوپر سے ایک ٹارچ روشن ہوئی اور پھر بجھ گئی۔ ورشن سنگھ مسکراتا ہوا جیپ سے باہر آیا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیے۔ یہ مخصوص تھا کاشن کہ وہ میک اپ میں ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی ٹارچ ایک بار پھر روشن ہوئی جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اسے پہچان لیا گیا ہے اور ورشن سنگھ نے دونوں ہاتھ نیچے کر لیے۔ چند لمحوں بعد مکان سے دو آدمی نکلے اور جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔

"کون ہو تم"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"ورشن سنگھ ہوں مہاتما"...... ورشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سب ٹھیک ہے ناں"...... اس آدمی نے کہا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ مال جیپ میں موجود ہے۔ اٹھا لو"۔ ورشن سنگھ نے کہا اور مہاتما تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس مکان کے اندر ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں موجود تھے۔ وہاں دو اجنبی بھی موجود تھے اور ان دونوں کے سخت گیر چہروں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا تعلق کسی سرکاری محکمے سے ہے۔

"کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی ورشن سنگھ"...... ان میں سے ایک نے ورشن سنگھ سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص کیا خاص الخاص سمجھو۔ میرے خلاف رینجرز کو ریڈ الرٹ کیا گیا تھا"...... ورشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں۔ کیا مال چیک ہو گیا تھا"۔ اس آدمی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا جس نے اس سے گفتگو کی تھی۔

"اوہ نہیں۔ مال کیسے چیک ہو سکتا تھا۔ میں تو خود نہیں سمجھ سکا کہ کیوں ایسا ہوا ہے"...... ورشن سنگھ نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ ورشن سنگھ۔ یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے"۔ اس آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تفصیل کیا بتاؤں۔ وہاں دارالحکومت میں مجھے ایک سپورٹس کار پسند آ گئی تھی۔ میرے ایک ڈاکو دوست نے ڈکیتی میں حاصل کی تھی۔ میں نے سوچا کہ اس کار پر یہاں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس سے کار حاصل کی۔ ایک ورکشاپ سے اس کا رنگ اور نمبر پلیٹیں وغیرہ بدلوائیں اور پھر دو غیر ملکیوں سے مال وصول کر کے میں اس کار میں روانہ ہو گیا۔ لیکن تراٹ پہنچ کر جب میں اپنے مخبر رستم سے ملا تو اس نے بتایا کہ رینجرز کی ایک چوکی سے ہمارے ایک مخبر حوالدار نے اطلاع دی ہے کہ حکومت کے کسی بہت بڑے افسر نے رینجرز ہیڈ کوارٹر میں میرے متعلق تفصیل بتا کر میری گرفتاری اور خاص طور پر اس مشین کی برآمدگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میرا حلیہ بھی بتایا گیا تھا اور کار کے بارے میں تفصیلات بھی بتائی گئی

تھیں۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کیونکہ جب میں نے کار حاصل کی تھی تو اس کا رنگ سرخ تھا لیکن میں نے اسے ورکشاپ سے گہرے نیلے رنگ میں تبدیل کرا دیا تھا اور رنگ ہوتے ہی میں سیدھا غیر ملکیوں کے پاس گیا تھا اور وہاں سے مال حاصل کر کے میں یہاں آنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس رنگ کے بارے میں تو کسی کو علم ہی نہ تھا لیکن اطلاع میں کار کا رنگ گہرا نیلا بتایا گیا تھا۔ بہرحال اطلاع ملنے پر میں نے نہ صرف روٹ بدل دیا بلکہ لباس بھی تبدیل کیا اور چہرہ بھی اور اس مخبر کے ذریعے یہ جیپ حاصل کی اور یہاں پہنچ گیا۔ کار میں وہیں چھوڑ آیا ہوں"...... ورشن سنگھ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ مجھے چیف سے بات کرنا ہوگی"۔ اس آدمی نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اشوک کالنگ۔ اوور"...... اس نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس منوہر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور اشوک نے ورشن سنگھ کے آنے اور اس کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

"مال چیک کر لیا ہے۔ وہ او کے ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس باس۔ اوور"...... اشوک نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تم مال فوراً آتما رام کے ذریعے بھجوا دو اور ورشن سنگھ کو وہیں روکو۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ خود ورشن سنگھ سے بات کرنا چاہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس۔ اوور"...... اشوک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اپنے ساتھی سے مخاطب ہو گیا۔

"تم مال لے کر روانہ ہو جاؤ آتما رام"...... اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسرے ساتھی نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھا ہوا پیکٹ اٹھا کر وہ اوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر میں ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دیں تو اشوک نے جلدی سے سامنے میز پر رکھا ہوا وہی ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ منوہر کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے منوہر کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ اشوک اٹنڈنگ۔ اوور"...... اشوک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مال بھجوا دیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس باس ۔ اسی وقت آتمارام لے کر چلا گیا ہے ۔ اوور" ۔ اشوک نے جواب دیا۔

"درشن سنگھ موجود ہے ۔ اوور" .... منوہر نے پوچھا۔

"یس باس ۔ اوور" .... اشوک نے کہا۔

"او ۔ کے ۔ میری ملٹری انٹیلی جنس کے چیف صاحب سے بات ہوئی ہے ۔ وہ یہ تفصیل سن کر انتہائی پریشان ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے فوری طور پر اپنے خاص آدمی میجر نٹڈن کو میرے پاس بھجوایا ہے ۔ تم ایسا کرو کہ درشن سنگھ کو ساتھ لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ ۔ تاکہ میجر نٹڈن خود اس سے ملاقات کر سکیں ۔ اوور" .... منوہر نے کہا۔

"یس باس ۔ اوور" .... اشوک نے کہا۔

" اوور اینڈ آل " .... دوسری طرف سے کہا گیا اور اشوک نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ درشن سنگھ ۔ ہم روانہ ہو جائیں" .... اشوک نے کہا اور درشن سنگھ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ۔ مکان کے عقبی طرف اشوک کی جیپ موجود تھی اور پھر اس جیپ پر سفر کرتے ہوئے وہ تقریباً صبح کے وقت ایک پہاڑی وادی میں پہنچ گئے ۔ اشوک نے جیپ ایک چٹان کے قریب روکی اور جیپ سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس پر موجود بٹن دبایا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کی اٹھ گئی ۔ اب اندر جاتی ہوئی سڑک دکھائی دے رہی تھی ۔ اشوک نے جیپ آگے بڑھا دی اور چند لمحوں بعد وہ نوں ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک لمبے قد اور دبلے جسم کا آدمی یٹھا ہوا تھا ۔ اشوک نے جب اسے سیلوٹ کیا تو درشن سنگھ نے بھی ے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا ۔ یہ منوہر تھا۔

"آؤ بیٹھو" .... منوہر نے کہا اور وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔

"میجر نٹڈن سے کہو کہ درشن سنگھ آ گیا ہے" .... منوہر نے کمرے یں موجود ایک اور آدمی سے کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ایک درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"آؤ میجر ۔ یہ ہے درشن سنگھ اور درشن سنگھ ۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کے میجر نٹڈن ہیں" .... منوہر نے کہا تو درشن سنگھ نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں میجر نٹڈن کو سلام کیا۔

" بیٹھو درشن سنگھ اور مجھے شروع سے لے کر آخر تک پوری تفصیل سے ساری بات بتاؤ" .... میجر نٹڈن نے ایک طرف رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور درشن سنگھ نے ایک بار پھر وہی تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے وہ اشوک کو سنا چکا تھا۔

" تم کار کا رنگ تبدیل کرا کر ان غیر ملکیوں کے پاس گئے تھے یا پہلے گئے تھے" .... میجر نٹڈن نے پوچھا۔

"رنگ تبدیل کرا کر جناب ۔ پہلے تو میں جب ان سے ملا تھا تو اس وقت میں ٹیکسی پر گیا تھا" ...... درشن سنگھ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر نٹڈن کوئی بات کرتا ۔ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور وہ سب چونک پڑے ۔ منوہر نے جلدی سے اٹھ کر ایک طرف

رکھے ہوئے سامان میں سے ایک وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔ سیٹی کی آواز اس میں سے آرہی تھی۔ اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کالنگ۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور میجر ٹنڈن نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"یس سر۔ میجر ٹنڈن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... میجر ٹنڈن نے بٹن دبا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"درشن سنگھ پہنچ گیا ہے۔ اوور"......... چیف نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں اس سے تفصیل سن رہا تھا۔ اوور"...... میجر ٹنڈن نے جواب دیا۔

"وہ دونوں غیر ملکی اپنی رہائش گاہ سے اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے مخبروں کو ان کے متعلق رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا اور ان کی طرف سے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ان کی رہائش گاہ سے ایسے آثار ملے ہیں کہ انہیں کرسیوں پر رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کو باقاعدہ کسی تنظیم کی طرف سے اغوا کیا گیا ہے اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہ ہو۔ کیونکہ وہ انتہائی فعال رہتی ہے۔ خاص طور پر مجھے خطرہ اس عمران سے ہے۔ میں نے مخبروں سے اس بارے میں بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران ذاتی طور پر سپورٹس کار استعمال کرتا ہے اور اس درشن سنگھ نے بھی اپنی رپورٹ میں سپورٹس کار کا ذکر کیا ہے۔ تم علی عمران کو اچھی طرح پہچانتے ہو۔ اس لئے درشن سنگھ سے اس بارے میں تفصیل سے بات کرو اور اگر کوئی ایسی بات ہو تو مجھے فوری طور پر رپورٹ دینا۔ اوور"........ چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ اوور"........ میجر ٹنڈن نے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے منوہر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں درشن سنگھ۔ اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے وہ سپورٹس کار کہاں سے حاصل کی تھی اور کیسے"......... میجر ٹنڈن نے درشن سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا اور درشن سنگھ نے اپنے ڈاکو دوست فضلو قصائی کے پاس جانے اور پھر ڈکیتی میں شامل ہونے سے لے کر کار لے کر دارالحکومت آنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کار کے مالک کو تو تم نے بھی دیکھا ہو گا۔ اس کا حلیہ اور قدوقامت بتاؤ"....... میجر ٹنڈن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا اور جب درشن سنگھ نے حلیہ اور قدوقامت بتایا تو میجر ٹنڈن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو سو فیصد علی عمران تھا۔ دنیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ۔ اوہ کاش۔ تم لوگ اسے گولی مار دیتے۔ اوہ۔ اوہ"......... میجر ٹنڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے تو فضلو سے کہا تھا لیکن اس نے کہا کہ وہ اس علاقے میں

کوئی قتل نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس کے سرپرست نے اسے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ ویسے جناب۔ وہ تو ایک معصوم سا نوجوان تھا۔ وہ کار سے باہر نکلا تو فضلو نے زور سے لاٹھی اس کے سر پر دے ماری۔ وہ نیچے گرا تو فضلو نے دوسری لاٹھی ماری تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ فضلو کے آدمیوں اسے گھسیٹ کر کھیتوں میں لے گئے اور وہاں اس کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس کی ساری رقم بھی نکال لی اور اس کی گھڑی بھی اتار لی تھی۔ اگر وہ کوئی خطرناک آدمی ہوتا تو جناب وہ اس طرح آسانی سے عام سے ڈاکوؤں کے قابو کیسے آ جاتا "...... درشن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یقیناً وہ بے خبری میں مار کھا گیا۔ ورنہ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو فضلو اور اس کا گروپ کیا۔ سب مارے جاتے۔ اس آدمی سے تو دنیا کی حکومتیں کانپتی رہتی ہیں۔ ڈاکو بے چارے اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے اور اب یہ بات صاف ہو گئی کہ دراصل ہوا کیا تھا۔ تم اس کی کار لے آئے۔ ہوش میں آنے کے بعد ظاہر ہے عمران نے کارروائی شروع کی ہو گی اور وہ یقیناً فضلو تک پہنچ گیا ہو گا۔ وہاں سے اسے تمہارے متعلق معلوم ہوا ہو گا۔ یہ تمہاری قسمت تھی کہ تم ان کے ہاتھ نہیں چڑھے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ ان غیر ملکیوں تک پہنچ گیا جنہوں نے تمہیں مال سپلائی کیا تھا۔ وہاں سے اسے کار کے نئے رنگ کا پتہ چلا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تم مال لے کر نکل گئے ہو۔ اس لئے اس نے سیکرٹ سروس کے ذریعے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی ہو گی تاکہ

تمہیں پکڑا جا سکے۔ لیکن ایک بار پھر تمہاری قسمت نے کام دکھایا اور تمہیں راستے میں ہی اطلاع مل گئی اور تم مال سمیت یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے "...... میجر تنڈن نے کہا اور درشن سنگھ کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے جناب کہ میں اب واپس گیا تو وہ میری تاک میں ہو گا "...... درشن سنگھ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ تم اب اشوک کے ساتھ دوسرے کمرے میں بیٹھو۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں "۔ میجر تنڈن نے کہا اور درشن سنگھ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اشوک بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا اور وہ دونوں باہر چلے گئے۔

"مجھے ٹرانسمیٹر دو "...... میجر تنڈن نے منوہر سے کہا اور منوہر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر میجر تنڈن کی طرف بڑھا دیا۔ میجر تنڈن نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ میجر تنڈن کالنگ۔ اوور "...... میجر تنڈن نے کال دینا شروع کر دی۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور "...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی اور میجر تنڈن نے پوری تفصیل سے درشن سنگھ کی بات اور اپنا تجزیہ بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ تم نے سو فیصد درست اندازہ لگایا ہے۔ اس احمق درشن سنگھ کے اس کار لینے کے چکر میں کافرستان کا یہ

اہم ترین پراجیکٹ شدید خطرے میں پڑ گیا ہے۔ عمران اب بھوت کی طرح اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ وہ یقیناً اس مشین کے بارے میں ان غیر ملکیوں سے نہیں تو یونائیٹڈ کارمن سے معلومات حاصل کر لے گا بلکہ کر چکا ہوگا اور جیسے ہی اسے علم ہوگا وہ اس سٹور کو تباہ کرنے کے لئے لازماً مشکبار پہنچ گا۔ پہلے بھی اس نے بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ کیا تھا۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے صدر مملکت کو براہ راست اس کی پوری رپورٹ دینی پڑے گی۔ اوور "....... چیف نے ایسی آواز میں کہا جیسے وہ حلق کے بل چیخ کر بات کر رہا ہو۔

" یس چیف۔ عمران واقعی ایسا ہی آدمی ہے۔ اوور "....... میجر تنڈن نے جواب دیا۔

" سنو۔ وہ مشینری کے بارے میں تو معلومات حاصل کر لے گا لیکن یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ یہ سٹور کہاں ہے وہ لازماً درشن سنگھ کے پیچھے آئے گا اور اسی لنک سے وہ عالم پور کے اڈے پر پھر منوہر کے اڈے پر اور وہاں سے سٹور تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے تم نے اب اس کا راستہ روکنا ہے۔ منوہر موجود ہے۔ اس سے میری بات کراؤ۔ اوور "۔ چیف نے کہا۔

" یس چیف۔ میں منوہر بول رہا ہوں۔ اوور "....... منوہر نے فوراً ہی آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا کنٹرول سنبھالتے ہوئے کہا۔

" منوہر۔ درشن سنگھ کو ختم کر دو۔ عالم پور میں اس مکان میں جہاں درشن سنگھ مال پہنچاتا ہے وہاں موجود ہر آدمی کا خاتمہ کر دو۔

اشوک اور آتمارام جو مال سے متعلق ہیں ان کا بھی خاتمہ کر دو تاکہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس عالم پور تک پہنچ بھی جائے تو وہاں سے کسی صورت بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور "....... چیف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہر کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ مکمل طور پر بند کر دونگا۔ اوور "....... منوہر نے جواب دیا۔

" میجر تنڈن کو واپس بھیج دو۔ اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" میجر تنڈن۔ اب آپ تو واپسی کا پروگرام بنائیں اور مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے کے لئے قتل عام کی اجازت دیں "۔ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر تنڈن نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو احتراماً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام دعا کے بعد جب وہ دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تو بلیک زیرو چند لمحے خاموشی سے عمران کو دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہو۔ لیکن کسی وجہ سے کہہ نہ پا رہا ہو۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے اس کے انداز کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"جی ہاں۔ کہنا تو چاہتا ہوں۔ لیکن صرف اس خوف سے خاموش ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی کی تہہ جیسے اچانک غائب ہو گئی۔

"واہ۔ کیا سگھڑاپا ہے۔ لگتا ہیں کہ کسی سگھڑ آیا نے پالا ہے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار مسکرا یا۔

"جولیا سگھڑ ہی ثابت ہو گی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہاتو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ جولیا کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ ارے کہیں اس دانش منزل کو اب پٹی چیف کی ضرورت تو نہیں پڑ گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دانش تو مشترکہ ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ فلیٹ کو شاید اب اس ی ضرورت پڑ گئی ہے۔ میں جو کہنا چاہتا تھا اور کہہ نہ پا رہا تھا وہ یہی بات تھی کہ اب آپ کو شادی کر لینی چاہئے۔ اب آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے اب بھی وقت ہے ورنہ پھر آپ آتشی شیشوں والی موٹے کالے فریم کی عینک آنکھوں سے لگائے سگھڑاپا ڈھونڈتے رہ جائیں گے اور سگھڑاپا نظریں بچایا کرے گا"...... بلیک زیرو نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ماشا اللہ۔ ماشا اللہ۔ کیا انداز گفتگو ہے۔ کیا خوبصورت اشارے کنائے میں بات کی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں آج ہی تمہارے والد سے بات کرتا ہوں کہ اپنے سگھڑ بیٹے کے ہاتھ پیلے کرنے کی تیاری شروع کر دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ بات ٹالئے نہیں۔ ورنہ جس طرح اب آپ کے چہرے پر

سنجیدگی کی تہہ روز بروز موٹی ہوتی جارہی ہے یہ سو فیصد بڑھاپے کے آثار ہیں"۔ بلیک زیرو بھی اپنی بات پر اڑ گیا تھا۔

"مطلب ہے اب تمہاری آنکھوں کو عینک کی ضرورت لاحق ہو گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا عمران صاحب۔ اب آپ میں وہ پہلے والی شگفتہ مزاجی باقی نہیں رہی۔ پہلے تو آپ سنجیدہ سے سنجیدہ موقع پر بھی مذاق سے باز نہ آتے تھے۔ لیکن اب کوئی کام بھی نہیں ہے اور آپ کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تم نے اس کا علاج شادی تجویز کیا ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ شادی کے بعد سنجیدگی ختم ہو جائے گی اور وہی پہلے والی شگفتگی واپس آ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

"میں نے تو آپ کے بڑھاپے کے پیش نظر یہ مشورہ دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ لاکھوں بے گناہ مشکباریوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک کرنے کی سازش کی جارہی ہے بلکہ سازش پایہ تکمیل تک پہنچنے والی ہے اور کسی بھی لمحے ایسا ہو سکتا ہے تو تمہارے چہرے پر سنجیدگی کی کتنی موٹی تہہ چڑھ جائے گی۔ انصاف سے کام لیتے ہوئے جواب دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو

بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... بلیک زیرو کے چہرے پر لخت پریشانی کے گہرے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"پہلے جواب دو۔ کیا تم واقعی اس قسم کی اطلاع ملنے کے باوجود سنجیدہ نہیں ہو گئے"...... عمران نے کہا۔

"سنجیدہ۔ آپ سنجیدگی کی بات کرتے ہیں۔ میرا تو صرف آپ کی بات سن کر ہی آدھا خون خشک ہو گیا ہے۔ کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"خود ہی مجھے سنجیدہ کہہ رہے تھے اور خود ہی پوچھ رہے ہو کہ کیا میں سنجیدہ ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر مشکبار کا نام نہ لیتے تو شاید میں اسے صرف ایک مثال سمجھتا۔ لیکن مشکبار کا نام لے کر آپ نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ عمران کو سنجیدہ کہتے کہتے خود عمران سے بھی زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"تمہاری بات درست ہے بلیک زیرو۔ مجھے خود بعض اوقات احساس ہوتا ہے کہ مجھ میں وہ پہلے والی شگفتگی نہیں رہی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ پہلے دنیا کے حالات بھی اس قدر خوفناک نہ ہوتے تھے دو چار آدمی قتل ہو جاتے تھے یا کوئی چھوٹا موٹا ٹارگٹ مجرموں یا دشمنوں کے سامنے ہوتا تھا اور میں ہنستے کھیلتے اس ٹارگٹ کو بچا لیا کرتا

تھا لیکن جیسے جیسے دنیا جدید ذرائع مواصلات کی وجہ سے سکڑتی جا رہی ہے اسی طرح انسان کی درندگی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اب وہ لاکھوں بے گناہ انسانوں کو ہلاک کر دینے کا منصوبہ اس طرح اطمینان سے بناتا ہے کہ انسانوں کی بجائے وہ ضرر رساں کیڑوں کو ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہو اور شاید یہی وجہ ہے کہ ایسے کیس جب نوٹس میں آتے ہیں تو شگفتگی اور مذاق تو ایک طرف مسکرانے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ ایک مشہور شاعر کے معروف مصرعے کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اپنے اندر کی روشنی میرے لئے عذاب بن گئی ہے۔ کچھ ایسا ہی حال میرا بھی ہوتا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ کیا واقعی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ آپ کو کیسے پتہ چلا۔ کس طرح پتہ چلا۔ سیکرٹ سروس کے پاس تو کوئی کیس نہیں ہے ان دنوں"...... بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"نجانے کیا بات ہے کہ آج مجھے شاعر زیادہ یاد آ رہے ہیں۔ آران کے ایک قدیم شاعر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ ایک روز چوک پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ لوگوں نے اس سے اس طرح دیکھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ کئی برسوں سے آسمان سے جو بلا بھی نازل ہوتی ہے وہ میرے ہی گھر کا راستہ پوچھتی ہے۔ اس لئے تنگ آ کر میں یہاں آ کھڑا ہوا ہوں تاکہ خود ہی اسے اپنے گھر کا راستہ بتا دیا کروں۔ سیکرٹ سروس کے پاس تو واقعی کوئی کیس نہیں ہے لیکن

عمران گلے تک ایک کیس کی دلدل میں پھنس چکا ہے"۔ عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سے کیس کی بات کر رہے ہیں آپ"...... بلیک زیرو نے
چین سے لہجے میں پوچھا تو عمران نے فضل گڑھ جانے۔ وہاں سے
سی پر ڈکیتی اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کی تفصیل بتانا
ع کر دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ ہوا ہے آپ کے ساتھ۔ لیکن اس میں کیس کہاں
نکل آیا۔ ٹھیک ہے آپ کی کارچوری ہو گئی اور آپ کو یہ بھی علم
گیا کہ اسے ایک سمگلر لے اڑا ہے اور غیر ملکیوں سے وہ پرنٹنگ
س کا کوئی پرزہ لے کر کافرستان پہنچا دے گا۔ لیکن آپ تو لاکھوں
شکباریوں کی ہلاکت اور کسی بڑے کیس کی بات کر رہے تھے"۔
یک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں غیر ملکیوں کو میں رانا ہاؤس لے گیا تھا تاکہ ان سے
صیلی پوچھ گچھ کی جاسکے۔ گو بظاہر یہ دونوں عام سے سمگلر تھے لیکن
نا ہاؤس پہنچ کر ان میں سے ایک نے جس کا نام مائیکل ہے۔ جب
بان کھولی تو یقین کرو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرے تصور میں
ی نہ تھا کہ حکومت کافرستان مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے
ے لئے اس حد تک بھی جا سکتی ہے کہ وہ لاکھوں بے گناہ انسانوں کو
ں طرح ہلاک کرنے کا فیصلہ کرے گی اور اگر فضل گڑھ سے آتے
ئے میرا فضلو قصائی سے ٹکراؤ نہ ہوتا۔ تو شاید ہمیں آخری لمحے تک

اس کا پتہ نہ چل سکتا" .... عمران نے کہا۔

"وہ کیا منصوبہ ہے" ...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا

"حکومت کافرستان نے لاکھوں مشکباریوں کو ہلاک کرنے کے لئ
ڈبل سی ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور نہ صرف فیصلہ کر
لیا ہے بلکہ اس نے دنیا کے یہ خوفناک ترین ہتھیار حاصل بھی کر لئے
ہیں اور ایک خصوصی مشین کے ذریعے انہیں دنیا کی نظروں سے محفو
رکھنے کا پلان بھی مکمل کر لیا ہے اور اس مشین کے آخری پارٹ کو
کافرستان اور پھر وہاں سے مشکبار پہنچانے کے لئے میری سپورٹس کار ہی
استعمال ہوئی ہے" .... عمران نے کہا۔

"ڈبل سی ہتھیار ۔ اوہ ۔ اوہ آپ کا مطلب ان کیمیاوی ہتھیاروں
سے تو نہیں ہے جو خوفناک بیماریاں پھیلاتے ہیں" ...... بلیک زیر
نے قدرے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ ایسے ہی ہتھیاروں کو کوڈ میں ڈبل سی ہتھیار کہا جاتا ہے"
عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ایسے ہتھیاروں کا تیار کرنا ۔ انہیں ذخیرہ کرنا ۔ ان کا استعمال
کرنا تو بین الاقوامی قانون کے تحت انتہائی جرم قرار دیا جا چکا ہے ۔ ح
کہ سپر پاورز بھی ایسے ہتھیاروں کے خلاف ہیں اور میں نے پڑھا تھا ک
اس سلسلے میں اقوام متحدہ نے باقاعدہ شعبہ قائم کیا ہوا ہے جس ک
تحت فضا میں ایسے خلائی سیارے بھیجے گئے ہیں جو ایسے ہتھیاروں ک
تلاش کرتے رہتے ہیں ۔ پھر کافرستان کیسے انہیں حاصل کر سکتا ہے

حاصل کر بھی لے تو انہیں کیسے پوری دنیا سے چھپا سکتا ہے یا ان کا
استعمال کر سکتا ہے ۔ اگر اس نے ایسا کیا تو پوری دنیا میں اس کے
خلاف بے پناہ نفرت کا ایسا لاوا پھٹ پڑے گا کہ اس کی اپنی بقا خطرے
میں پڑ جائے گی" .... بلیک زیرو نے کہا۔

"انسان انتہائی خطرناک ذہانت کا حامل ہے ۔ تمہارا کیا خیال ہے
کہ سپر پاورز کے بین الاقوامی قانون بننے کے بعد اور بین الاقوامی خلائی
سیاروں کی چیکنگ سے ڈر کر ایسے ہتھیار تیار کرنے چھوڑ دیئے گئے ہوں
گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ ان خلائی سیاروں کا توڑ بھی دریافت کر لیا
گیا ہے ۔ اس کے لئے ایک ایسی مشین تیار کی گئی ہے جس کے ہوتے
ہوئے خلائی سیارے ان ہتھیاروں کو چیک نہیں کر سکتے اور استعمال
ہو جانے کے بعد تو ظاہر ہے ان کا کھوج کسی طرح بھی نہیں لگایا جا سکتا
کیونکہ پھر تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس علاقے میں جہاں یہ ڈبل سی ہتھیار
استعمال ہوا ہے کسی بھی وجہ سے بیماری پھیل گئی ہے ۔ اسے قدرتی
آفت ہی گردانا جائے گا اور دنیا سوائے ہمدردی کے اور کچھ بھی نہ کر
سکے گی ۔ اس مشین کو ٹی ایکس کہا جاتا ہے اور اسی مشین کا ایک حصہ
وہ سمگلر میری سپورٹس کار میں ان غیر ملکیوں سے لے کر کافرستان گیا
ہے" .... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے چہرے پر سنجیدگی تو
ایک طرف رہی وحشت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"خدا کی پناہ ۔ اس قدر بھیانک اور انسانیت سوز منصوبہ اور آپ
یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں" .... بلیک زیرو کے لہجے میں

واقعی وحشت ابھر آئی تھی۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ مجھے شگفتہ مزاج ہونا چاہئے۔ مذاق کرنا چاہئے۔ میرے چہرے پر سنجیدگی کیوں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری عمران صاحب۔ ذیلی سوری۔ یہ تو آپ کا دل جگر ہے کہ اس قدر بھیانک منصوبہ سامنے آنے پر آپ پھر بھی مسکرا تو رہے ہیں۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں چیخ چیخ کر پوری دنیا کو کافرستان کے اس بھیانک منصوبے سے آگاہ کر دوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"چلو اب آئندہ یہ تو نہیں کہو گے کہ میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میں تو بقول تمہارے ان حالات کو جاننے کے باوجود مسکرا رہا ہوں جبکہ تمہاری حالت دیکھ کر تو اندازہ ہوتا ہے کہ تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہونے والا ہے۔ بہرحال گھبراؤ نہیں کام ہو رہا ہے۔ اول تو مشین کو روک لیا جائے گا اور اگر نہ روکا جا سکا تو ظاہر ہے اس مشین کو مکمل کرنے اور پھر اسے اس سٹور میں نصب کرنے میں بھی تو کچھ وقت لگے گا اور ان خوفناک ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے لئے بھی باقاعدہ پلاننگ کی جائے گی۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ انہیں اٹھا کر آبادیوں پر پھینک دیں گے۔ اس لئے ہمارے پاس بہرحال وقت موجود ہے اور میں نے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ ورشن سنگھ اور میری کار کے بارے میں تمام سرحدی رینجرز چیک پوسٹوں کو

ریڈ الرٹ کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ٹائیگر کی بھی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ کافرستان کی سرحد کی طرف جانے والے ان راستوں پر چیکنگ کرے جہاں سے یہ سمگلر عام طور پر گزرتے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی کوئی اطلاع ملے گی ہم حرکت میں آ جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے رانا ہاؤس سے بطور ایکسٹو رینجرز ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی ہو گی۔ لیکن مجھے تو بتا دینا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ ان کی طرف سے آپ کے آنے سے پہلے کوئی اطلاع آ جاتی تو ظاہر ہے میں کنفیوژڈ ہو جاتا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان غیر ملکیوں کی کوٹھی سے نکلتے وقت تو دانش منزل آنے کا ہی پروگرام بنایا تھا لیکن پھر میں سر سلطان کی کوٹھی چلا گیا کیونکہ یہاں سے بھی سر سلطان کی کوٹھی فون کرنا پڑتا۔ کیونکہ میں بطور ایکسٹو وہاں اس معاملے میں فون نہ کرنا چاہتا تھا۔ سر سلطان سے میں نے فون کرا دیا اور پھر واپس رانا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں ٹائیگر ان دونوں غیر ملکیوں کو لے کر پہنچ چکا تھا۔ ان سے معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے ٹائیگر کو ورشن سنگھ کے پیچھے بھجوا دیا اور خود یہاں آ گیا"۔ عمران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر پر کال کرنی تھی۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع

ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کی کار جس کا رنگ گہرا نیلا کر دیا گیا ہے ایک مسافر ہوٹل کے مالک کے بیٹے کے پاس ہے۔ لیکن مجھے یہ معلومات ایک ٹرک ڈرائیور سے مل گئی تھیں۔ یہ کار اور اس مسافر ہوٹل کے مالک کا بیٹا اپنے کسی دوست سے ملنے اس کار پر کسی پہاڑی بستی پر گیا ہوا ہے۔ اس کی واپسی ایک دو گھنٹے بعد ہو گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ مسافر ہوٹل۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"دارالحکومت سے شمال مغرب کی طرف جانے والے راستے پر تقریباً دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر بستی تراث آتی ہے۔ بستی تو سڑک سے کافی دور ہے لیکن وہاں سڑک کے قریب ہی ایک مسافر ہوٹل ہے اسے تراث کا اڈا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے پاس کار ہے اس کا نام اسلم بتایا گیا ہے اور وہ ہوٹل کے مالک رستم کا بیٹا ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے رستم سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں چاہتا ہوں پہلے اس کار اور لڑکے پر قبضہ کر لوں۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ غائب ہو جاتے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب

دیا۔

"او۔ کے۔ تم وہیں رکو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں خود اس لڑکے سے پوچھ گچھ کروں گا۔ میری کار کی اس کے پاس موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ رینجرز ہیڈ کوارٹر سے بات لیک آؤٹ ہو گئی ہے اور وہ درشن سنگھ کار چھوڑ کر کسی اور ذریعے سے نکل گیا ہے۔ ورنہ جو آدمی شوق سے یہاں سے کار لے جائے وہ اسے راستے میں نہیں چھوڑ سکتا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری کار میں بیٹھا تراث کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی اس لئے وہ دو گھنٹے سے بھی کم وقت میں اس مسافر ہوٹل کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں چند ٹرک دو بسیں اور ایک ویگن کھڑی ہوئی تھی اور ہوٹل کا چھپر نما بڑا سا کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ عمران جیسے ہی کار روک کر نیچے اترا۔ ایک طرف سے ٹائیگر اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا لیکن وہاں ٹائیگر کی کار نظر نہ آ رہی تھی۔

"کیا ہوا"...... عمران نے اس کے قریب آنے پر پوچھا۔

"وہ ابھی تک تو واپس نہیں آیا۔ میں اس کے انتظار میں ہی ادھر جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہاری کار کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اسے میں نے کچھ دور ایک اوٹ میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ کیونکہ

یہاں کار سمیت زیادہ دیر رکنا ان لوگوں کو مشکوک کر سکتا تھا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آؤ اس کے باپ سے بات کرتے ہیں"....... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل میں واقعی خاصا رش تھا۔ لوگ کھانا کھانے اور چائے وغیرہ پینے میں معروف تھے۔ ایک طرف چبوترے پر کھانے کے دیگچے رکھے ہوئے تھے جن کے پیچھے ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی کھڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک اور چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر چائے بنائی جا رہی تھی اور چائے ایک چھوٹا سا لڑکا بنا رہا تھا۔

"تم اس ہوٹل کے مالک ہو"....... عمران نے چبوترے کے پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کے قریب جا کر کہا۔

"جی صاحب۔ فرمایئے کیا خدمت کروں۔ ہم خالص دیسی گھی میں کھانا تیار کرتے ہیں جناب۔ اسی لئے تو سب لوگ ہمارے پاس کھانا کھانے کے لئے رکتے ہیں۔ برتن بھی ہم صاف رکھتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جو حکم دیں گے پورا کیا جائے گا"....... ادھیڑ عمر نے خالص کاروباری انداز میں جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق محکمہ سیاحت سے ہے اور میں چیف آفیسر ہوں۔ تمہارے پاس لائسنس ہے"....... عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"لائسنس۔ کس چیز کا لائسنس۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہوٹل چلانے کا لائسنس۔ بغیر لائسنس کے ہوٹل کا کاروبار کرنا جرم ہے"....... عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"مم۔ مم۔ مگر جناب۔ یہ تو مسافر ہوٹل ہے جناب۔ یہاں راستوں پر تو جگہ جگہ ایسے ہوٹل موجود ہیں اور آج تک یہاں کسی نے اس بارے میں بات نہیں کی"....... اس آدمی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ اگر تم مجھے مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں خاموشی سے آگے چلا جاؤں گا"....... عمران نے کہا اور واپس باہر کی طرف مڑ گیا۔

"اب یہ رشوت مانگے گا۔ اس ملک کا تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے"۔ عمران کے کانوں میں ہال سے اٹھنے والی ایک آواز سنائی دی اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد رستم کو ساتھ لئے وہ ایک طرف پہنچ گئے۔

"تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی میرا نام رستم ہے۔ میں غریب آدمی ہوں جناب۔ مزدوری کر کے بال بچوں کا پیٹ بھر رہا ہوں"....... رستم نے انتہائی سہمے سے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اسلم تمہارا بیٹا ہے ناں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رستم بے اختیار چونک پڑا۔

"ج۔ جی ہاں۔ مگر آپ اسے کیسے جانتے ہیں"....... رستم نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تو اپنے آپ کو غریب کہہ رہے ہو جبکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارے بیٹے اسلم کے پاس نئے ماڈل کی سپورٹس کار ہے۔ تمہیں پتہ ہے۔ سپورٹس کاریں عام کاروں سے بھی کئی گنا مہنگی ہوتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ وہ اس کی اپنی کار نہیں ہے جناب۔ اس کے دوست کی ہے۔ اس نے تو عارضی طور پر اس سے مانگی ہے۔ اسے بچپن سے ہی کار چلانے کا بے حد شوق ہے۔ اس نے اس کی دارالحکومت کے ایک موٹر ٹریننگ سکول سے باقاعدہ تربیت بھی لی تھی۔ لیکن جناب میں تو غریب آدمی ہوں۔ اسے پرانی سے پرانی کار بھی نہیں لے کر دے سکتا۔ اس موٹر ڈرائیونگ سکول سے تربیت لینے کی وجہ سے اسلم کے دارالحکومت میں کئی دوست بن گئے ہیں۔ وہ ان سے اکثر کاریں مانگ کر لے آتا ہے اور چند روز چلا کر اپنا شوق پورا کر کے واپس دے آتا ہے جناب"……… رستم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر واقعی ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا اگر میں نے تمہارا چالان کر دیا تو باقی ساری عمر تمہاری جیل میں ایڑیاں رگڑتے گزر جائے گی"……… عمران نے کہا۔

"اسلم ابھی آنے والا ہے جناب۔ آپ بے شک اس سے پوچھ لیں"۔ رستم نے کہا۔

"وہ سپورٹس کار آ رہی ہے جناب"……… اچانک ساتھ کھڑے

نیجر نے کہا اور عمران اور رستم دونوں اس طرف کو مڑ گئے جہاں یک پہاڑی راستے پر سے سپورٹس کار خاصی رفتار سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ یہ سی کی کار تھی جسے فضلو قصائی نے ڈکیتی کر کے اڑایا تھا۔ البتہ اس کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔

"اسلم آگیا ہے جناب"……… رستم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہوٹل کی سائیڈ پر جا کر رک گئی اور اس میں سے ایک نوجوان لڑکا باہر نکلا۔

"اسلم۔ ادھر آؤ بیٹے"……… رستم نے آواز دے کر اس نوجوان سے کہا اور نوجوان تیزی سے قدم بڑھاتا ان کی طرف آیا۔

"اسلم بیٹے۔ یہ محکمہ سیاحت کے بڑے افسر ہیں۔ انہیں اطلاع ملی ہے کہ میرے بیٹے کے پاس نئی سپورٹس کار ہے۔ اس لئے یہ ہوٹل کا لائسنس پوچھنے آگئے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ میرے بیٹے کو کار چلانے کا شوق ہے۔ اس نے دارالحکومت کے ٹریننگ سکول میں باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے اور اس کے دوست دارالحکومت میں ہیں یہ ان سے کاریں مانگ کر لاتا ہے اور چند دن بعد واپس کر دیتا ہے۔ یہ سپورٹس کار اس کے کسی دوست کی ہے۔ اب تم ان کی تسلی کرا دو"۔ رستم نے جلدی سے ساری بات دوہراتے ہوئے کہا اور عمران خاموش کھڑا مسکراتا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چالاک رستم کس طرح اپنی بات اسلم تک پہنچا رہا ہے تاکہ کوئی شک والی بات نہ رہ جائے لیکن ظاہر

ہے عمران کو تو معلوم تھا کہ یہ کار اس کے کس دوست کی ہے۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا۔

"بالکل جناب۔ ابا درست کہہ رہے ہیں"....... اسلم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہاری رہائش گاہ کیا تراث بستی میں ہے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ یہاں سے کچھ دور بستی ہے۔ وہاں ہماری رہائش ہے"....... رستم نے جواب دیا۔

"کیا یہاں ہوٹل میں یا بستی میں کوئی فون ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں جناب۔ یہاں تو فون نہیں ہے اور نہ ہی بستی میں ہے۔ وہ تو بالکل چھوٹی سی بستی ہے۔ غریب لوگ رہتے ہیں وہاں"۔ رستم نے جواب دیا۔

"میں تمہارا گھر دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر میری تسلی ہو گی کہ تم درست کہہ رہے ہو یا نہیں۔ اگر واقعی یہ انتہائی قیمتی سپورٹس کار تمہارے بیٹے کی نہیں ہے تو پھر لازماً تمہاری رہائش گاہ بھی عام سی ہو گی اور اگر واقعی تمہارے بیٹے کی ہے تو جو اس قدر مہنگی سپورٹس کار خرید سکتا ہے وہ اپنی رہائش گاہ بھی شاندار بنوا سکتا ہے اور اگر میری تسلی ہو گئی تو پھر میں خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا"....... عمران نے کہا۔

"بالکل جناب۔ آپ بالکل دیکھ لیں جناب۔ جاؤ اسلم۔ صاحب کو اپنا گھر دکھا لاؤ"....... رستم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کاریں وہاں تک جا سکتی ہیں یا پیدل جانا ہو گا"....... عمران پوچھا۔

"جی کاریں نہیں جا سکتیں۔ پیدل کا راستہ ہے۔ قریب ہی ہے"۔ سلم نے کہا۔

"او کے آؤ اور رستم تم ہوٹل چلاؤ۔ ہم واپسی میں تمہارے ہوٹل کھانا کھا کر دیکھیں گے کہ کیا واقعی یہ خالص گھی میں تیار شدہ ہے یا ہیں۔ ویسے فکر نہ کرو۔ ہم کھانے کی باقاعدہ پیمنٹ کریں گے"۔ ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ آپ کی خدمت تو مجھ پر فرض ہے"....... رستم نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"آؤ اسلم تا کہ ہم سرکاری فرائض سے فارغ ہو جائیں۔ تمہاری اس نے ہمیں یہاں تک آنے پر مجبور کیا ہے"....... عمران نے اسلم کہا۔

"آیئے جناب"....... اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک طرف کو بڑھ گیا۔ عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے چل پڑے۔

"جناب۔ کار کے بارے میں اطلاع کس نے دی تھی"....... اسلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے بے شمار لوگ گزرتے ہیں۔ ان میں سرکاری مخبر بھی ہوتے ہیں"....... عمران نے جواب دیا اور اسلم نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پہاڑی چٹانوں پر ڈھلان میں اترتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے

تھے۔ پھر ایک جگہ پہنچتے ہی عمران نے ساتھ چلتے ہوئے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور ٹائیگر اچانک آگے جاتے ہوئے اسلم پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے لمحے اسلم اس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"یہ راستہ ہے۔ اسے اٹھا کر سائیڈ پر لے چلو۔ وہاں اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ ہو سکے گی"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بے ہوش اسلم کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا اور اس کے بعد وہ دونوں پگڈنڈی نما اس راستے کو چھوڑ کر ایک طرف کو بڑھتے چلے گئے۔ کافی فاصلے پر آگے جانے کے بعد عمران ایک غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ غار کافی کشادہ بھی تھی اور صاف بھی۔

"اب اسے یہاں لٹا دو اور تم باہر رکو۔ ہو سکتا ہے کوئی اکا دکا آدمی ادھر آ نکلے"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے اسلم کو غار میں زمین پر لٹایا اور خود تیزی سے باہر نکل گیا۔ عمران نے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے اسلم کو اس کا سر پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور پھر اس کے کوٹ کو اس کی پشت پر بازوؤں سمیت آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا اب وہ عمران کی مرضی کے بغیر حرکت نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے اس کی گردن پر ایک ہاتھ رکھا اور دوسرا ہاتھ کاندھے پر رکھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور پھر ہاتھ اس کے کاندھوں پر لا کر اس نے اسے گھسیٹ کر غار کی دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا۔ چونکہ وہ دہانے کے قریب موجود تھے اس لئے یہ جگہ کافی روشن تھی۔

یوار کے ساتھ لگا کر بٹھانے کے بعد عمران نے اس کی ناک اور منہ کو
نوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں
رکت کے آثار نمودار ہوئے تو عمران نے اس کی ناک اور منہ سے
تھ ہٹا کر ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اسے تھامے رکھا تاکہ وہ
وری طرح ہوش میں آجائے۔ ورنہ وہ لازماً سائیڈ پر لڑھک جاتا اور
ب اسلم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو عمران پیچھے ہٹ کر کھڑا
و گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ"...... اسلم نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی
ھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن کوٹ کے عقب میں ہونے کی
جہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

"درشن سنگھ نے کار تمہیں کیوں دی تھی اسلم"...... عمران نے
سلم سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کک۔ کک۔ کون درشن سنگھ"...... اسلم نے چونک کر کہا۔

"دیکھو۔ تم ابھی نوجوان ہو۔ تمہارا باپ غریب آدمی ہے۔ اس
لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ یہ انتہائی اعلیٰ سطح کا
رکاری معاملہ ہے۔ اگر تم نے انکار کیا تو مجھے مجبوراً تمہیں دارالحکومت
لے جانا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ وہاں تم پر کیسا عذاب نازل ہو سکتا
ہے۔ یہ بھی بتا دوں کہ یہ کار میری ہے۔ اسے ڈکیتی کر کے چھینا گیا تھا
ر ڈاکو پکڑا گیا جس کا نام فضلو قصائی تھا۔ اس نے بتایا کہ کار اس
نے کافرستانی سمگلر درشن سنگھ کو دی تھی۔ پھر اس ورکشاپ کا بھی پتہ

چلالیا گیا جس میں درشن سنگھ نے اس کار کا رنگ تبدیل کرایا تھا ا رینجرز چیک پوسٹوں کو الرٹ کر دیا گیا تھا لیکن یقیناً درشن سنگھ ک یہاں تمہارے ہوٹل میں اس کی اطلاع مل گئی اور وہ کار تمہارے حوالے کر کے نکل گیا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم مجھے تو یہ کار پہاڑیوں کے اندر کھڑ ملی تھی۔ میں نے ابا کو کہہ دیا کہ میں دوست سے مانگ لایا ہوں تاک انہیں شک نہ ہو"...... اسلم نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ابھی پختگی سے جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہوئے اسلم۔ بہر حال میں تمہیں ایک چانس دیتا ہوں۔ اگر تم سچ بول دو گے تو میرا وعد ہے کہ تمہیں اور تمہارے والد کو کچھ نہیں کہا جائے گا"...... عمرا نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ سچ کہہ رہا ہوں"۔ اسلم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ تمہاری مرضی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے ک اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔ ریوالور دیکھ کر اسلم کا چہرہ یکلخت زرد گیا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو سچ کہہ رہا ہوں ...... اسلم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور ریوالور کا چیم کھول کر اس نے اس میں سے تمام گولیاں باہر نکال لیں۔

"دیکھو چیمبر خالی ہے۔ اب میں اس میں ایک گولی ڈالوں گا اور چیمبر بند کر کے اسے گھما دوں گا۔ اس طرح مجھے بھی معلوم نہ ہو گا کہ گولی کب فائر ہو گی۔ ہو سکتا ہے پہلی بار ہی فائر ہو جائے۔ ہو سکتا ہے دوسری بار فائر ہو جائے۔ یہ تمہاری قسمت ہے۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ سات چانس تمہیں مل سکتے ہیں یا ایک بھی نہیں مل سکتا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور چیمبر بند کر کے اس نے اسے گھمانا شروع کر دیا۔ گولیاں اس نے جیب میں ڈال لی تھیں۔ بظاہر تو عمران نے اسلم سے یہی کہا تھا کہ اس نے ایک گولی چیمبر میں ڈال دی ہے لیکن حقیقتاً اس نے ایسا نہ کیا تھا۔ کیونکہ اگر اسلم مر جاتا تو سارا کلیو ہی ختم ہو جاتا۔ اس لئے وہ اسے صرف اس حد تک خوفزدہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ سب کچھ بتا دے اور اسے معلوم تھا کہ اس ایک گولی والے حربے کے سامنے انتہائی قوت ارادی کے مالک افراد بھی ٹوٹ جاتے ہیں اسلم تو پھر بھی عام سا نوجوان تھا۔

"اب میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا۔ یہ تمہاری قسمت کہ گولی پہلی بار ہی فائر ہو جائے اور تمہاری کھوپڑی توڑ دے یا تمہیں دوسرا چانس مل جائے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جھک کر ریوالور کی نال اس نے اسلم کی کنپٹی سے لگا دی اور پھر گنتی شروع کر دی۔ اسلم کی حالت لمحہ بہ لمحہ بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی خوف کی شدت سے اس کا جسم لرزنے لگ گیا تھا۔ چہرہ بگڑ گیا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔ پھر جیسے ہی عمران تین تک پہنچا اس

کی قوت ارادی جواب دے گئی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... اسلم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ۔ جیسے ہی تمہاری زبان رکی۔ میں گنتی آگے شروع کر دوں گا اور تم جانتے ہو کہ میں تین تک گن چکا ہوں"...... عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"کار مجھے درشن سنگھ نے ہی دی تھی۔ وہ مشہور سمگلر ہے اور جب بھی وہ یہاں سے گزرے ہمارے ہوٹل میں ہی ٹھہرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ واپس آ کر یہ کار لے جائے گا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"۔ اسلم نے کہا۔

"میں پھر گنتی شروع کر رہا ہوں۔ چار...... پانچ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ کلک کی آواز سنائی دی اور اسلم بری طرح چیخ پڑا۔ اس کا پورا جسم اس بری طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

"ایک چانس تمہیں مل گیا ہے۔ شاید دوسرا نہ ملے۔ ایک۔ دو"...... عمران نے کہا اور دوبارہ گنتی شروع کر دی۔

"وہ۔ وہ۔ میرا باپ اس کا مخبر ہے۔ ایک رینجرز کی چوکی سے ایک حوالدار نے آ کر میرے باپ کو اطلاع دی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے کار اور درشن سنگھ کا حلیہ بتا کر ریڈ الرٹ کیا گیا ہے۔ اس لئے اسے اطلاع کر دی جائے۔ چنانچہ جب درشن سنگھ آیا تو میرے باپ نے اسے بتا دیا۔

س نے میرے باپ سے کہا کہ اسے جیپ مہیا کی جائے۔ وہ یہ کار یں چھوڑ جائے گا۔ چنانچہ میرے باپ نے اپنے ایک واقف کار سے جیپ اسے لے دی۔ میں جیپ لے کر اس کے پاس گیا تھا۔ وہ دور ایک درختوں کے جھنڈ میں چلا گیا تھا۔ پھر درشن سنگھ نے لباس اور ہرہ تبدیل کیا اور کار کو چھوڑ کر جیپ میں سوار ہو کر چلا گیا۔ میں نے اس سے کار مانگ لی۔ اس نے کہا کہ وہ جب واپس آئے گا تو کار مجھ سے لے لے گا"...... اس بار اسلم نے آخر کار ساری تفصیل بتا دی۔

"کہاں گیا ہے وہ"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک خاص خفیہ راستے سے مشکبار کے سرحدی گاؤں عالم پور جائے گا"...... اسلم نے جواب دیا۔

"لیکن وہ تو کافرستان جا رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ کافرستان ہی آتا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اس سے پوچھا تھا کہ رینجرز ریڈ الرٹ کی وجہ سے اسے یقیناً پکڑ لیں گے تو اس نے بتایا کہ اس بار اس نے کافرستان نہیں جانا بلکہ عالم پور جانا ہے"...... اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیپ کا ماڈل۔ رنگ اور نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا اور اسلم نے بتا دیا۔

"درشن سنگھ نے جو نیا حلیہ اختیار کیا تھا اور جو لباس پہنا تھا اس کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا اور اسلم نے تفصیل بتا دی۔

"اس کے پاس کیا چیز تھی جسے وہ عالم پور پہنچانا چاہتا تھا"۔ عمران

نے پوچھا۔

"اس کے پاس گتے کا ایک بڑا سا ڈبہ تھا۔ اس کے علاوہ اس کا ذاتی بریف کیس تھا اور کچھ نہ تھا"....... اسلم نے کہا۔

"اوکے۔ تم نے اپنی زندگی بچالی ہے"....... عمران نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بازو سے پکڑ کر اسلم کو ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا اور پھر اس کا کوٹ اوپر کر دیا۔

"سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ مسافر ہوٹلوں کے لوگ سمگروں کی مخبری کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے تم اور تمہارا باپ دونوں مجرم ہیں اور مجرموں کی سزا موت ہوتی ہے۔ لیکن تم نوجوان ہو۔ اس لئے میں تمہیں معاف کر رہا ہوں۔ اپنے باپ کو بھی سمجھا دینا۔ میں تمہاری اور تمہارے باپ کی خفیہ نگرانی کراؤں گا۔ اگر پھر بھی تم نے کسی سمگلر کو مخبری کی تو تم دونوں کا انجام عبرت ناک ہوگا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ جرم بہرحال جرم ہی ہوتا ہے"....... اسلم نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ"....... عمران نے کہا اور باہر دہانے کی طرف مڑ گیا۔ باہر ٹائیگر موجود تھا۔

"ٹائیگر۔ تم یہ سپورٹس کار رانا ہاؤس پہنچاؤ گے۔ بعد میں آکر اپنی کار لے جانا"....... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"یس باس"....... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک فون نمبر لکھ لو اسلم۔ اگر درشن سنگھ واپس آ جائے تو تم کہیں سے بھی اس فون نمبر پر اطلاع کر دینا۔ تمہیں بھاری انعام مل جائے گا۔ کار کے متعلق تم درشن سنگھ کو کہہ سکتے ہو کہ رینجرز نے کار تم سے چھین لی تھی"...... عمران نے واپس ہوٹل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ ایسا ہی ہوگا"....... اسلم نے منمناتے ہوئے کہا اور عمران نے ٹائیگر سے کہا کہ وہ اس کے فلیٹ کا فون نمبر لکھ کر اسلم کو دے دے اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

کافرستان کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت کرسیوں پر ایک عورت اور تین مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک سیکرٹ سروس کا چیف شاگل، دوسرا ملٹری انٹیلی جنس ک چیف کرنل داس اور تیسرا کرنل موہن تھا جو بلیک فورس کا چیف تھ اور چوتھی مادام ریکھا تھی پاور ایجنسی کی چیف۔ بلیک فورس کا پہلے چیف کرنل فریدی تھا لیکن کرنل فریدی اپنے اسسٹنٹ کیپٹن حمی کے ساتھ اسلامی سیکورٹی کا چیف بن کر ڈیپوٹیشن پر چلا گیا تھا۔ ی ڈیپوٹیشن کافرستان کے صدر کی اجازت سے ہوا تھا جب کہ وزیر اعظم اس کے خلاف تھے لیکن صدر کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئے تھے لیکن کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے چلے جانے کے بعد وزیر اعظم نے بلیک فورس کا چارج براہ راست سنبھال لیا تھا اور پھر ملٹری انٹیلی جنس کے سب سے گھاگ ایجنٹ کرنل موہن کو انہوں نے بلیک فورس کا ن

راہ مقرر کر دیا۔ کرنل موہن بے حد متعصب آدمی تھا۔ چنانچہ اس بلیک فورس کا چارج سنبھالتے ہی اس میں موجود تمام مسلمان ٹوں کو اس فورس سے شفٹ کر دیا تھا اور صرف ہندوؤں اور ھوں کو فورس میں رہنے دیا تھا۔ اس طرح کرنل فریدی کی اس یک فورس کا تقریباً تمام تار و پود ہی بکھر کر رہ گیا تھا اور اس لحاظ سے یہ بلیک فورس پہلے والی بلیک فورس نہ رہی تھی۔ کرنل موہن اسے بالکل نئے انداز میں ترتیب دیا تھا اور چونکہ اسے وزیر اعظم کی ل سرپرستی حاصل تھی اس لئے اب بلیک فورس ہر کام میں آگے ے دکھائی دیتی تھی۔ وزیر اعظم سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے کھاتے تھے اس لئے وہ اہم ترین معاملات میں شاگل کو نظر انداز کر نے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے۔ لیکن کافرستان کے صدر چونکہ ل کی پشت پر تھے اس لئے وزیر اعظم اسے سیکرٹ سروس کی راہی سے علیحدہ نہ کر سکتے تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کا پہلا چیف پاور سی کی چیف مادام ریکھا کا والد تھا لیکن وہ ریٹائر ہو چکا تھا اور اب ی انٹیلی جنس کا نیا چیف کرنل سکھ داس تھا جسے عام طور پر کرنل س کہا جاتا تھا۔ اس وقت وہ سب وزیر اعظم کی سپیشل کال پر یہاں ہوئے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ صدر ت بھی میٹنگ میں شامل ہوں گے۔ اس لئے وہ ان کے انتظار میں وش بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد میٹنگ ہال میں ہلکی سی ی کی آواز سنائی دی۔ یہ اس بات کا کاشن تھا کہ صدر صاحب ہال میں

آرہے ہیں چنانچہ وہ چاروں ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بع ایک کونے میں موجود دروازہ کھلا اور پہلے صدر اور ان کے پیچ وزیراعظم اندر داخل ہوئے اور کرنل موہن اور کرنل داس نے فوجی سلیوٹ مارا جب کہ مادام ریکھا اور شاگل دونوں نے مؤدبا انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھو“...... صدر نے خشک لہجے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ رکھی ہوئی دو اونچی پشت کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے جب دوسری کرسی پر وزیراعظم صاحب بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے بیٹھنے بعد مادام ریکھا اور باقی تینوں بھی مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹ گئے۔

”یہ ہنگامی خصوصی میٹنگ ایک اہم مقصد کے لئے بلائی گئی حکومت کافرستان نے مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے اور وہ سے مسلمانوں کی اکثریت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرنے کے لئے ایک انتہائی اہم منصوبہ بندی کی ہے۔ اس منصوبہ بندی سے اب تک صرف ملٹری انٹیلی جنس ہی ایچ رہی ہے۔ اور اسے ہر لحاظ سے ٹا سیکرٹ رکھا گیا تھا۔ لیکن اب ایسے حالات سامنے آئے ہیں جن سے منصوبہ خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اس لئے یہ میٹنگ کال کی ہے۔ تا اس سلسلے میں کھل کر بحث کی جاسکے اور کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار جاسکے جس سے یہ منصوبہ بندی کامیابی سے ہمکنار ہو جائے وزیراعظم صاحب مختصر طور پر آپ حضرات کو اس منصوبے

تفصیلات بتائیں گے“...... صدر مملکت نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور میٹنگ میں موجود افراد کے چہروں پر تجسس کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل داس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

”اس منصوبے کا کوڈ نام ”بلاسٹڈ اٹیک“ ہے۔ اس منصوبے کے تحت مشکبار کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے میں بھواجا میں ایک انتہائی جدید ترین زیر زمین ویپن سٹور تیار کرایا گیا ہے۔ اس ویپن سٹور میں یونائیٹڈ کارمن سے حاصل کردہ دنیا کے سب سے خطرناک ہتھیار ڈبل سی کا ذخیرہ کیا گیا ہے“...... وزیراعظم نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے تفصیل سے ڈبل سی ہتھیاروں کی خاصیت کے متعلق بتانا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ان ہتھیاروں سے حکومت کافرستان کیا کام لینا چاہتی ہے اور جیسے جیسے وزیراعظم یہ تفصیل بتاتے جا رہے تھے میٹنگ میں موجود افراد کے چہروں پر مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے جارہے تھے۔

”کمال منصوبہ ہے جناب۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو جائے تو مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا“...... سب سے پہلے کرنل موہن نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

”ہاں۔ اس منصوبے کی تکمیل سے مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ وبائی اور خوفناک بیماریوں سے لاکھوں مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے گا اور پھر ان کی جگہ فوری طور پر کافرستان سے ہندوؤں کو وہاں بھیج کر جگہ پر کر دی جائے گی یہ ہندو وہ ہوں گے جو بنیادی طور

کرتے رہتے ہیں کیونکہ ان ہتھیاروں کی تیاری ۔ ان کا استعمال الاقوامی طور پر جرم قرار دیا گیا ہے اور اگر دنیا کو یہ معلوم ہو گیا کافرستان نے مشکبار میں ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا منصو بنایا ہے یا استعمال کیا ہے تو پھر پوری دنیا کافرستان کے خلاف کھڑی ہو گی ہمارا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے گا ۔ تمام معاہدے منسو کر دیئے جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ کافرستان کے خلاف بین الاقوا عدالت میں اس جرم میں باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے ۔ اس کا نتیجہ سب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس لئے یہ منصوبہ انتہائی خطرناک ہے ۔ بہرحال ہم نے ہر قسم کے حفاظتی انتظامات کے تحت اس منصوبہ بندی کی ہے ۔ ڈبل سی ہتھیار تو براہ راست کافرستان ذریعے اس سٹور تک پہنچ گئے لیکن اس مشین کو لانے کے لئے ہم انتہائی سوچ بچار کے بعد اسے پارٹس کی صورت میں پاکیشیا کے ذر منگوانے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس مشین کا ایک پارٹ بھی اگر سامنے جائے تو اس سے فوری طور پر پوری دنیا سمجھ جائے گی کہ ڈبل سی استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے ۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ اگر یہ پارٹ پکڑا بھی جائے تو اس کا الزام آسانی سے پاکیشیا کے سر ڈالا سکتا ہے ۔ اس کے لئے عام سمگلروں سے کام لیا گیا اور پھر منصو بندی کے تحت اس مشین کے پارٹس مشکبار پہنچتے رہے ۔ حتیٰ آخری پارٹ بھی بحفاظت مشکبار پہنچ گیا اور اب اس مشین کو کرنے اور اسے نصب کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے جس میں

ہفتہ لگ سکتا ہے ۔ اس مشین کو مکمل کرنے کے بعد ڈبل سی ہتھیاروں پر وار ہیڈ لگا دیئے جائیں گے کیونکہ جب تک وار ہیڈ نہ لگائے جائیں ان ہتھیاروں کو خلائی سیارے چیک نہیں کر سکتے اور ڈبل سی ہتھیاروں میں چونکہ مخصوص کیمیکل استعمال ہوتے ہیں اس لئے ڈبل سی ہتھیاروں کی مینو فیکچرنگ کے ایک ماہ کے اندر ان پر وار ہیڈ نصب کرنا ضروری ہوتے ہیں ورنہ یہ ہتھیار بیکار ہو جاتے ہیں اس طرح وار ہیڈ لگ جانے کے بعد بھی ان ہتھیاروں کو پوری طرح قوت پکڑنے کے لئے تین روز چاہئیں ۔ اس کے بعد انہیں استعمال کے لئے مطلوبہ آبادیوں میں لے جایا جا سکتا ہے ۔ اس کا مطلب ہوا کہ پلاننگ کے مکمل ہونے میں ابھی دو ہفتوں کا عرصہ باقی ہے لیکن مشین کا آخری پارٹ جب مشکبار پہنچا تو ایسے شواہد سامنے آئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کو ان کے بارے میں علم ہو چکا ہے" ۔ وزیراعظم نے کہا اور علی عمران کا نام سامنے آتے ہی ریکھا اور شاگل دونوں بے اختیار چونک پڑے ۔ ان دونوں کے چہروں پر سنسنی کے آثار پھیلتے چلے گئے ۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل داس خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل موہن کا چہرہ سپاٹ تھا ۔ گو وہ دونوں بھی علی عمران سے اچھی طرح واقف تھے لیکن بہرحال ان کا اس سے براہ راست کبھی سابقہ نہ پڑا تھا ۔

"اوہ ۔ اوہ سر یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے"...... شاگل نے کہا ۔

"ہاں ۔ گو ابھی حتمی طور پر تو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا واقعی عمران کو اس منصوبے کے بارے میں علم ہوا ہے یا نہیں ۔ لیکن پھر بھی ہم بلاسٹڈ اٹیک کے سلسلے میں زیرو فیصد بھی رسک نہیں لے سکتے اس لئے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے"........ وزیراعظم نے کہا۔

"مگر جناب ۔ ایسے کیا شواہد سامنے آئے ہیں ۔ کیا ان کی تفصیل ہمیں بتائی جا سکتی ہے تاکہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ کیا واقعی اس عمران کو بلاسٹڈ اٹیک کا علم ہوا ہے یا نہیں"...... ریکھا نے کہا۔

"کرنل داس...... آپ اس سارے واقعہ سے براہ راست متعلق رہے ہیں ۔ اس لئے آپ پوری تفصیل بتائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ آپ نے اس کے سدباب میں اب تک کیا اقدامات کئے ہیں"۔ وزیراعظم نے کرنل داس سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل داس نے ورشن سنگھ نامی سمگلر کو اس پارٹ کو حاصل کرنے کے لئے بھیجنے سے لے کر وہاں اس کے اپنے دوست فضلو قصائی نامی ڈاکو سے ملاقات ۔ پھر ڈکیتی اور کار لے جانے ۔ رینجرز تک اطلاع اور پھر اس کا عالم پور تک پہنچ جانے اور پھر ان سب کے خاتمے کی ساری تفصیلات بتا دیں ۔

"اس کا مطلب ہے جناب کہ مشین کا وہ پارٹ عمران کے سامنے ہی نہیں آیا ۔ پھر اسے کس طرح اس منصوبے کے بارے میں علم ہو سکتا ہے"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"جو دو غیر ملکی اس پارٹ کی سمگلنگ میں ملوث تھے وہ دونوں

عمران کے قبضے میں چلے گئے تھے اور پھر ان کی لاشیں ہی اس کوٹھی سے دستیاب ہوئی تھیں ۔ ان میں ایک غیر ملکی کا نام مائیکل تھا اور مائیکل کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہوا ہے کہ اسے ڈبل سی ہتھیاروں اور اس مشین کے بارے میں مکمل معلومات حاصل تھیں اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کافرستان ان ہتھیاروں کا ذخیرہ مشکبار میں کر رہا ہے اور وہ اس ڈبل سی ہتھیاروں کو مشکباری مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا منصوبہ تیار کر رہا ہے ۔ اس لئے اب یہ بات تو طے شدہ ہے کہ بلاسٹڈ اٹیک کا مکمل منصوبہ اس عمران تک آ چکا ہے اور اب یہ بات لازمی ہے کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اس منصوبے کے خلاف لازماً کام کرے گا ۔ اس لئے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے کہ کسی طرح دو ہفتوں تک ان لوگوں کو منصوبے تک پہنچنے سے روک دیا جائے"۔ وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر اگر عمران کو معلوم بھی ہو گیا ہو کہ ہمارا منصوبہ یہ ہے تو ہرحال اسے یہ تو معلوم نہ ہو گا کہ یہ منصوبہ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے ۔ س لئے دو ہفتے تک تو کیا دو مہینے وہ سر ٹکراتا پھرے اسے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ منصوبہ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے"۔ کرنل موہن نے کہا تو س کے ساتھ بیٹھا ہوا شاگل بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ اس طنزیہ انداز میں کیوں مسکرائے ہیں مسٹر شاگل"۔ زیراعظم جو ویسے ہی شاگل سے خار کھاتا تھا اس پر چڑھ دوڑا۔

"میں کرنل موہن کی حماقت پر مسکرا رہا ہوں جناب"۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو شاگل کے اس طرح کے جواب پر میٹنگ میں موجود دوسرے افراد تو ایک طرف خود صدر بھی چونک پڑے تھے۔

"کیا آپ کو اس طرح کی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہی نہیں کہ پروٹوکول کیا ہوتا ہے"۔ وزیراعظم نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ کرنل موہن کا چہرہ بھی تکے کی طرح تپ اٹھا تھا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری جناب کہ آپ کو میرے الفاظ سے تکلیف پہنچی بہرحال جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی"...... شاگل نے جواب دیا اور اس بار صدر مملکت زیر لب مسکرا دیئے۔

"میں نے ایسی کیا بات کی ہے مسٹر شاگل کہ جسے آپ نے حماقت کا نام دے دیا ہے"...... کرنل موہن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ وہ شاید صدر اور وزیراعظم کی موجودگی کی وجہ سے اپنے آپ پر جبر کئے ہوئے تھا ورنہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو وہ لازماً شاگل پر چڑھ دوڑتا۔

"آپ نے کرنل فریدی کی جگہ اب لی ہے کرنل موہن اور کرنل فریدی کے بارے میں پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ وہ عظیم سیکرٹ ایجنٹ ہے اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ عمران کرنل فریدی سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے۔ کرنل فریدی خود اس بات کا اعتراف

تے تھے۔ اس عمران کے اندر کوئی شیطانی روح ہے۔ اس کے ساتھ
ساتھ وہ سائنسدان بھی ہے۔ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھیں تو آپ
بات صرف احمقانہ ہی نہیں بلکہ بچگانہ دکھائی دیتی ہے۔ آپ کہہ
ہے ہیں کہ چونکہ سٹور کے محل وقوع کا علم نہیں ہے اس لئے وہ
ینوں سر ٹکراتا پھرے گا۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ جیسے ہی ان
ھیاروں اور اس مشین کی تفصیلات کا اسے علم ہوا ہوگا اور اسے یہ
علوم ہوا ہوگا کہ اسے مشکبار میں سٹور کیا جا رہا ہے۔ وہ بھواجا
ہاڑیوں کے بارے میں معلوم بھی کر چکا ہوگا کیونکہ جہاں تک میرا
یال ہے یہ سٹور اس جگہ بنایا گیا ہوگا جہاں یہ خصوصی قسم کے ہتھیار
فوظ بھی ہو سکیں اور پھر انہیں مسلمان اکثریت کی بستیوں میں
سانی سے پہنچایا بھی جا سکے"۔ شاگل نے بڑے عقلمندانہ انداز میں
زیہ کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاگل جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ گو انہوں نے اپنی
رت کی وجہ سے الفاظ کا انتخاب درست نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے
نل موہن کو تکلیف پہنچی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ شاگل انتہائی
ن آدمی ہیں اور پھر چونکہ ان کا ٹکراؤ بے شمار بار اس عمران سے ہو
ہے اس لئے یہ عمران کی نفسیات اور اس کے ذہن کو اچھی طرح
ھتے ہیں اور ہمیں واقعی اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ عمران کو
ور کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا بلکہ ہمیں اس قسم کا لائحہ عمل
تا چاہئے کہ جیسے اسے اس سٹور کے محل وقوع کا علم ہے۔ وہ اس پر

حملہ کرے گا اور ہم نے اسے بہرحال روکنا ہے"...... صدر مملکت کہا اور شاگل کا سینہ فخر سے پھول گیا اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرا ابھر آئے جیسے صدر مملکت نے اس کی تائید اور تعریف کر کے اسے کو بڑا ایوارڈ دے دیا ہو۔

"مسٹر شاگل گو عام طور پر عقلمندی کی باتیں نہیں کرتے۔ لی انہوں نے عمران کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ بدروح ہے۔ انسان ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس کی طرف سے ہم کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے"...... ریکھا نے کہا۔

"ہم یہاں دشمنوں کی تعریف کرنے کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے شاگل اور ریکھا دونوں نے جس انداز میں عمران کی تعریفیں کی ہیں ا ہے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں اس سے ذہنی طور پر بری طر مرعوب ہیں اور جو کسی سے ذہنی طور پر مرعوب ہو جائے وہ اس مقابل کوئی کارکردگی نہیں دکھا سکتا اور یہ منصوبہ اس قدر اہم ہے ہم اسے رسک میں نہیں ڈال سکتے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس بلاسٹڈ اٹیک کے تحفظ کی ذمہ داری صرف بلیک فورس اور ملٹری ا جنس تک ہی محدود کر دی جائے"...... وزیر اعظم نے انتہائی لہجے میں کہا۔

"لیکن نہ ہی کرنل داس کو عمران سے براہ راست ٹکرانے کا گ تجربہ ہے اور نہ ہی کرنل موہن کو۔ جبکہ مادام ریکھا اور مسٹر شاگل ہمیشہ اس سے ٹکراتے رہے ہیں۔ اس لئے انہیں اس کے کام کر

نداز اور اعزوں گا"...... کرنل داس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

اگل کی فیلیشیا سیکرٹ سروس کافرستان کے راستے مشکبار میں داخل

"ناکافو پھر بہتر ہے کہ سیکرٹ سروس کافرستان کی حدود میں ان کا ونوں جتنے"...... وزیراعظم نے کہا اور شاگل نے بے اختیار ہونٹ ست ہی کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ وزیراعظم اسے آؤٹ رکھنا چاہتے ہیں۔

"مسٹیال ہے کہ سمگلر جس راستے سے داخل ہوا ہوگا۔ پاکیشیا یں بار اور بس بھی اسی راستے سے داخل ہوگی اور اس کی پیروی کرتی واقعی اس عمرھے گی"...... صدر نے کہا۔

یں جبکہ مجھے ہر طرف کا خیال رکھنا چاہئے"...... وزیراعظم نے کہا۔

ہے گا۔ بہرحال"...... صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نحہ عمل اختیار اکیشیا کی سرحد پر بلیک فورس کو کام کرنا چاہئے اور تمام ایجنسیوں کو ۔۔کی سرحد پر پاور ایجنسی کو۔ اس طرح اگر پاکیشیا دوسروں کے ہاتھوں خود کے راستے داخل ہوگی تو پہلے سیکرٹ سروس انتظامات کرنے ہوں گے کے بعد پاور ایجنسی اور اگر وہ مشکبار اور اگل بھی سن لیں کہ اس بار داخل ہوگی تو وہاں کرنل موہن آسانی کورٹ مارشل کر کے اسے موت"...... وزیراعظم نے از خود چاروں وادیا جائے گا"...... صدر نے انتہائی تپتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ نے واقعی درست کہا کام کرنا چاہئے۔ کیونکہ عمران نا چاہئے"...... وزیراعظم نے بھی صدر در کیا لائحہ عمل اختیار کرے

"اب مزید بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں نہیں ہوتا تو دو ایجنسیاں تو

کام ہی نہ کر سکیں گی۔ کرنل موہن صاحب اس عمران کے مقا
میں نئے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ اسی سرحد کی طرف سے ہی داخل
وہ پاکیشیائی مشکبار کے راستے سے بھی داخل ہو سکتا ہے اور یہ بھی
سکتا ہے کہ وہ شوگران کی طرف سے مشکبار میں داخل ہو جائے۔
کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... شاگل نے کہا۔

"جناب۔ میرا خیال ہے کہ عمران سب سے پہلے یہ معلوم کرنے
کوشش کرے گا کہ یہ ویپن سٹور کہاں بنایا گیا ہے اور جس انداز
وہ کام کرتا ہے وہ لازماً معلوم کر لے گا کہ یہ بھواجا پہاڑیوں میں ہے
اس کے بعد اسے بھی معلوم ہو گا کہ اس کے پاس وقت کم ہے اس
وہ طویل راستے کی بجائے بھواجا پہاڑیوں تک پہنچنے کے لئے کو
شارٹ کٹ راستہ اختیار کرے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم
پوری توجہ بھواجا پہاڑیوں پر ہی مرکوز رکھنی چاہئے۔ جہاں تک میر
معلومات ہیں بھواجا پہاڑی سلسلہ بے حد وسیع و عریض ہے اور انت
دشوار گزار بھی ہے۔ اس لئے یہ بہتر نہ ہو گا کہ چاروں ایجنسیاں
پہاڑیوں پہ چاروں اطراف پر کام کریں تاکہ وہ کہیں سے بھی یہاں آ
تو اسے نشانہ بنایا جا سکے۔ چاروں ایجنسیوں کا آپس میں رابطہ بھی ر
گا۔ اس طرح جیسے ہی اس کے متعلق اطلاع ملے گی چاروں ایجنسیو
کی فورس اکٹھی کام کرے گی"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہڑبونگ مچ جائے گی اور اس کے ساتھ سا
وہاں بے شمار افراد اکٹھے ہو جائیں گے اور عمران اور اس کے سا

ی بھی ایجنسی کے آدمیوں کو پکڑ کر ان کے میک اپ میں آسانی سے
ے بڑھ جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے جناب صدر کہ
ں چاروں ایجنسیاں اس مشن پر لگانی ہی نہیں چاہئیں۔ سیکرٹ
وس اور پاور ایجنسی پہلے ہی عمران کے مقابلے میں ناکام ہو چکی ہیں
لئے انہیں اس مشن پر سامنے نہ لایا جائے۔ صرف بلیک فورس اور
ی انٹیلی جنس یہ دونوں ایجنسیاں ہی کام کریں۔ ملٹری انٹیلی جنس
اجا پہاڑیوں پر اور بلیک فورس ہر طرف سرحدوں پر۔ وہ جس طرف
بھی آئے گا ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے کو اطلاع دی جا سکتی ہے۔
نل موہن اور کرنل داس سے پہلے عمران کا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔
لئے وہ ان کی کارکردگی کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتا ہو گا اور
انی سے مار کھا جائے گا"...... وزیراعظم نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن دو ایجنسیوں کو اس طرح بے کار
نا اپنی طاقت کو کم کرنا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بھواجا پہاڑیوں پر تو
ری انٹیلی جنس ہی کام کرے۔ اس کے بعد پاور ایجنسی کا ایک سرکل
اور سرحدوں پر بلیک فورس۔ جبکہ سیکرٹ سروس کافرستان میں کام
ے اور اس بات کا پتہ چلائے کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں سے
خل ہونا چاہتے ہیں اور اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں
خل ہوں تو انہیں وہیں روک کر ختم کر دیا جائے"...... صدر نے
ا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں آپ کی مکمل تائید

کرتا ہوں "........ وزیر اعظم نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ طنزیہ نظرو
سے شاگل کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے
کیونکہ اسے صدر نے بھی مشن سے آؤٹ کر دیا تھا لیکن ظاہر ہے سوا
ہونٹ بھینچنے کے وہ اور کیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ پھر کچھ دیر مزید گفتگو ک
بعد میٹنگ برخاست کر دی گئی اور صدر اور وزیر اعظم اٹھ کر واپس اس
دروازے کی طرف بڑھ گئے جس سے وہ میٹنگ ہال میں داخل ہو
تھے۔ جب تک وہ دونوں اس دروازے سے باہر نہیں چلے گئے
چاروں خاموش کھڑے رہے۔ پھر ایک ایک کر کے وہ دوسر
دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"صدر صاحب اب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہر با
مشن ناکام ہو جاتے ہیں اس لئے انہوں نے تمہیں بہر حال سکرین س
آؤٹ کر دیا ہے "........ مادام ریکھا نے بڑے طنزیہ لہجے میں شاگل س
مخاطب ہو کر کہا۔

"جب تم سب عمران کے ہاتھوں شکست کھا جاؤ گے پھر صدر او
وزیر اعظم کو میری قدر معلوم ہو گی "........ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہ
اور تیزی سے قدم بڑھاتا آگے بڑھ گیا۔

عمران اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا۔
ں کے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ ہاتھ میں پنسل لئے
ں پر جھکا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کچن میں تھا جہاں وہ اپنے اور عمران کے
ے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ ویسے تو وہ عام طور پر کافی مقدار
ں چائے بنا کر بڑے تھرماس میں بھر لیتا لیکن آج نجانے کیا ہوا تھا کہ
ئے تھرماس کے اندر پڑے پڑے خراب ہو گئی تھی اس لئے بلیک
و کو وہ چائے واش بیسن میں انڈیلنا پڑی تھی اور اب وہ نئے سرے
ے چائے بنانے میں مصروف تھا...... عمران جس قسم کی چائے پیتا
ا اس کے لئے اسے پانی کو کافی سے زیادہ ابالنا پڑتا تھا تاکہ چائے
ی بن سکے اور ویسے اب وہ خود بھی اس قسم کی چائے پینے کا عادی ہو
ا تھا۔ اس لئے چائے بنانے میں اسے کافی وقت لگ گیا تھا۔

"کیا ہوا بلیک زیرو۔ کیا چائے کے سری پائے گل رہے ہیں"۔

عمران نے سر اٹھا کر کچن کی طرف منہ کرتے ہوئے زور سے کہا۔

"ابھی آرہا ہوں "...... کچن سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنا دی اور عمران مسکرا کر ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا ا اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کی چائے بنانے کے لئے واقعی اس کے سری پائے گلا پڑتے ہیں "...... بلیک زیرو نے پیالی میز پر رکھ کر کرسی پر بیٹھتے ہو مسکرا کر کہا۔

"میری چائے ۔ ارے اس نقشے پر مغز مارتے مارتے میری سری ویسے ہی گل چکی ہے ۔ رہ گئے پائے تو وہ جولیا کے فلیٹ کے پھیر لگاتے لگاتے پہلے ہی گل چکے ہیں ۔ اس لئے میری چائے تو بہت جلد بن جائے گی ۔ البتہ تمہاری بات اور ہے "...... عمران نے مسکرا ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو ۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ اب واقعی نجوم سیکھ لوں ۔ کم از کم اس دردسری سے تو نجات مل جائے گی بلکہ یوں کہو ک درد سے نجات مل جائے گی ۔ سری تو نجانے کب کی نجات پا چکی ہے زائچہ بنایا ۔ جو ستارے ایک دوسرے کو کن انکھیوں سے دیکھ رہ ہوں انہیں پکڑ کر مخالف سمتوں میں پہنچایا اور نتیجہ سامنے آگیا ۔ ل دیکھو ۔ گھنٹہ بھر سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہوں لیکن بھاگ

م کی پہاڑیاں نظر ہی نہیں آرہیں حالانکہ مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ کبار کا مشہور پہاڑی سلسلہ ہے "...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے وئے کہا۔

"بھاگ جا نہیں عمران صاحب ۔ بھواجا نام ہے ان مشہور پہاڑیوں "۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھواجا ۔ اوہ ۔ وہ تو موجود ہیں لیکن میں نے اس لئے انہیں ظر انداز کر دیا تھا کہ یہاں تو بھبھ ۔ بھوت رہتے ہوں گے اب وہاں برستان والے کیسے اپنا خفیہ سٹور بنا سکتے ہیں ۔ لیکن اب تمہارے بات کرنے سے مجھے خیال آرہا ہے کہ وہ تو خود بھوت ہیں ۔ اس لئے زماً انہوں نے یہیں سٹور بنایا ہوگا "...... عمران نے مسکراتے وئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب ۔ بھواجا پہاڑیاں تو آباد ہیں ۔ وہاں تو جگہ جگہ ستیاں ہیں ۔ وہاں اس قدر خفیہ سٹور کیسے بنایا جا سکتا ہے ۔ لازماً اسے کسی ایسے علاقے میں بنایا گیا ہو گا جو دشوار گزار ہو گا اور وہاں تک عام لوگوں کی اپروچ نہ ہو "...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ بات تو تمہاری بھی درست ہے ۔ لیکن اس یونائیٹڈ کارمن کے مائیکل نے تو بھواجا کا ہی نام لیا تھا "...... عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہیں جان بوجھ کر غلط بتایا گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے واقعی اسے بھواجا میں ہی بنایا ہو تاکہ مخالف یہی

سمجھتے رہیں کہ آباد جگہ پر سٹور نہیں بن سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا

"تمہاری بات واقعی قابل غور ہے۔ ہمیں صرف مائیکل کی بات پ ہی انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس بار مشن کے لئے ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اگر ان لوگوں نے ڈبل سی ہتھیار استعمال کر دیئے تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نم ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"مشکبار میں حکومت کافرستان نے بھواجا پہاڑیوں کے اندر ایک خفیہ سٹور بنایا ہے جہاں انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیار ڈبل سی کا ذخیرہ کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں مشکبار پر استعمال کر کے لاکھوں مسلمانوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ تم نے فوری طور پر یہ سراغ لگانا ہے کہ یہ سٹور کہاں بنایا گیا ہے اور اس کے لئے کیا حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں۔ سیکرٹ سروس۔ پاور ایجنسی۔ صدارتی اور پرائم منسٹر سیکرٹریٹ۔ ہر طرف سے معلومات حاصل کر لیکن وقت بے حد کم ہے۔ اس لئے جلد از جلد یہ کام ہو جانا چاہئے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ اس لڑکے اسلم نے سرحدی گاؤں عالم پور کا م لیا تھا۔ وہاں سے آگے اس کے بارے میں معلومات مل سکتی ں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسے کاموں میں کوئی مستقل اڈہ نہیں بنایا جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ عالم پور میں صرف اس درشن سنگھ سے مال وصول کیا گیا ہو گا اور پھر رشن سنگھ کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہو گا۔ اس لئے وہاں جانا فضول ہے" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں ر ہلا دیا۔

"شاگل کو یقیناً اس بارے میں علم ہو گا۔ آپ پہلے بارہا اسے ٹٹول ر راز اگلوا چکے ہیں۔ کیوں نہ ایک بار پھر اس پر کوشش کر لیں"۔ لیک زیرو نے کہا۔

"کافرستان کا وزیر اعظم شاگل سے خار کھاتا ہے۔ اس کی پشت پر صدر مملکت ہے۔ شاگل کی پوزیشن بالکل اسرائیل کے کرنل ڈیوڈ کی طرح کی ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے ملکوں کے صدر حضرات کی پشت ناہی حاصل ہے اور میرا آئیڈیا ہے کہ کرنل فریدی کے وزیر اعظم کی رضی کے بغیر ڈیپوٹیشن پر جانے کے بعد اس قسم کا سارا سیٹ اپ وزیر اعظم نے یقیناً اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو گا اور اگر ایسا ہے تو یقیناً اگل کو اس سارے سیٹ اپ سے بے خبر رکھا گیا ہو گا"۔ عمران نے

کہا اور پھر بات ختم کر کے وہ اچانک چونک پڑا۔ جیسے اسے کوئی خاص خیال آگیا ہو۔

"کیا ہوا"....... بلیک زیرو نے اس کے اس طرح چونکنے پر حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے جانے کے بعد بلیک فورس کو ختم تو نہیں کیا ہو گا۔ یقیناً اس کا کوئی نیا چیف بنایا گیا ہو گا اور لازمی بات ہے کہ یہ کام وزیراعظم نے ہی کیا ہو گا۔ وہاں سے شاید معلومات مل جائیں"....... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عاصم انڈسٹریز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیٹھ قاسم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے اس کا خالہ جاد بول رہا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر لفظ جادا استعمال کیا تھا۔ کیونکہ قاسم زاد کو جاد ہی کہتا تھا۔

"ج۔ جی۔ آپ منیجر صاحب سے بات کر لیں۔ میں براہ راست ان سے آپ کی بات نہیں کرا سکتی"...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے ہی بات کرا دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ کون صاحب میں جنرل منیجر باسط بول رہا ہوں"....... چند

حوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں باسط صاحب۔ کیا میرے خالہ جاد سے میری بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ باسط اسے اچھی طرح جانتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ میں آپ کی بات کراتا ہوں"....... باسط کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہالو۔ کون منہ سے پھوٹ رہا ہے اس وقت۔ جبکہ میں انتہائی جبوری بجنس ٹاک میں ڈاک ٹیشن دے رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد قاسم کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید باسط نے صرف کال ملا دی تھی اور عمران کا نام نہ بتایا تھا۔ یقیناً اس کی ہمت نہ پڑی ہو گی۔

"ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ انتہائی افسوس ہے کہ اس قدر رئیس سیٹھ قاسم اب اس قدر مفلس ہو گیا ہے کہ سٹیشن پر ڈاک یا ٹنا پھر رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ انوکھی بات ہے زمانے کی"....... عمران نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کون ہو تم۔ ارے منہ سے پھوٹو کون ہو جو سیٹھ قاسم کو ڈاکیا ماکیا بنا رہے ہو۔ جلدی سے اپنا نام بتاؤ تاکہ میں اس پر کروڑ دو کروڑ لعنتیں بھیج سکوں"....... قاسم نے حسب توقع غصے کی شدت سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

"بس کروڑ دو کروڑ۔ ارے اتنی رقم تو آجکل کسی فل فلوٹی کے لئے پرفیوم لینے پر خرچ ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی مفلس

بلکہ کنگلے ہو چکے ہو۔ بڑا افسوس ہوا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کبھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو کروڑ کی پرفیوم کوئی کسی فل فلوٹی کے لئے خریدے۔ سالے پھوکٹ میں ڈینگ مار رہے ہو۔ کبھی شکل دیکھی ہے دو کروڑ کی"...... قاسم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جیسے کنگلوں نے واقعی نہیں دیکھی ہو گی"...... بولو تم نے دیکھی ہے شکل"...... عمران نے کہا۔

"ارے تم ہو کون۔ سالے تعارف معارف تو کراؤ۔ شجرہ نسب تو بتاؤ۔ آگے پیچھے کے متعلق۔ وہ کیا ہوتا ہے حدود کا مربع تو بتاؤ"۔ قاسم کی آواز میں اور زیادہ دھاڑ پیدا ہو گئی۔

"حدود اربعہ ہوتا ہے۔ حدود کا مربہ نہیں ہوتا۔ ارے کہیں تم نے ٹیکسٹائل ملوں کا دھندہ چھوڑ کر مربہ بنانے کا دھندہ تو نہیں شروع کر دیا۔ چلو ایسا کرو کہ ایک چھٹانک گاجر کا مربہ بھجوا دو مجھے"۔ عمران نے کہا۔

"ہیں۔ ہیں۔ یہ۔ یہ تم۔ تم۔ سالے۔ شکل غائب تم۔ تم"۔

قاسم اب غصے کی انتہا پر پہنچ گیا تھا اس لئے اب اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو پا رہا تھا اور پھر اچانک رابطہ کٹ گیا۔ ظاہر ہے قاسم نے غصے کی شدت سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ہو گا اور اب بیچارہ چپڑاسی فون یا کم کم رسیور کے ٹکڑے اکٹھے کر رہا ہو گا۔

"اس نے آپ کی آواز بھی نہیں پہچانی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب اسے غصہ آجائے تو پھر وہ صرف دو آوازیں پہچانتا ہے۔ ایک پنے والد سر عاصم کی اور دوسری اپنی بیوی کی جسے وہ چھپکلی بیگم کہتا ہے قی سب آوازیں اس کے پہاڑ جیسے غصے کے نیچے دب کر رہ جاتی ہیں"۔ مران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ قاسم سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کرنل فریدی کے بعد یک فورس کا چیف کون بنا ہے۔ آپ کو کرنل فریدی کے خاص ی نمبر الیون کا فون نمبر تو معلوم ہے۔ اس سے بات کر لیں"...... یک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کی عدم موجودگی میں براہ راست اس نمبر الیون سے ں بات نہیں کرنا چاہتا۔ نجانے اب وہاں کس قسم کا سیٹ اپ کیا یا ہو"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل نے شروع کر دیئے۔

"عاصم انڈسٹریز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ہی نسوانی آواز سنائی ی۔

"قاسم سے بات کراؤ"...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔ اس کا لہجہ تائی بھاری۔ باوقار اور خاصا سخت تھا۔

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"مم ۔ مم ۔ میں حقیر ۔ بالکل ہی حقیر ۔ سالے زمین پر رینگنے والے کیڑے سے بھی حقیر قاسم بول رہا ہوں "...... قاسم کی بری طرح منمناتی ہوئی آواز سنائی دی اور لاؤڈر پر گفتگو سنتے ہوئے بلیک زیرو قاسم کی اس کایا پلٹ پر حیران رہ گیا۔

"پاکیشیا سے علی عمران نے تمہیں ابھی فون کیا تھا۔ تم نے اسے گالیاں دی ہیں۔ کیوں "...... عمران کا لہجہ اور بھاری اور سخت ہو گیا۔

"عم ۔ عم ران ۔ نے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ نہیں ڈیڈی ۔ وہ تو میرا خالہ جاد ۔ مم ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے وہ مجھے خالہ جاد کہتا ہے ۔ اس کا فون ہی نہیں آیا "...... قاسم نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور اب بلیک زیرو کو پتہ چلا کہ عمران قاسم کے ڈیڈی سر عاصم کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"اس نے مجھ سے شکایت کی ہے اور سنو۔ آئندہ مجھے شکایت نہ ملے ورنہ ہنٹروں سے کھال ادھیڑ دوں گا "...... عمران نے اسی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"قاسم واقعی اپنے ڈیڈی سے بے حد ڈرتا ہے "...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی جان نکل جاتی ہے صرف نام سن کر ہی ۔ اب دیکھنا وہ مجھ سے کس طرح بات کرتا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عاصم انڈسٹریز "...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں "...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ج ۔ جی صاحب ۔ میں بات کراتی ہوں "...... نسوانی آواز نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی بات درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر عاصم کا فون ملنے کے بعد قاسم نے خاص طور پر ہدایت کر دی ہو گی کہ اگر عمران کا فون آئے تو اس سے فوری بات کرائی جائے۔

"ہالو ۔ میں قاسم بول رہا ہوں ۔ بلکہ بول نہیں رہا منمنا رہا ہوں "۔ قاسم نے واقعی منمناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ۔ ارے ۔ کیا ہوا تمہیں خالہ جاد ۔ یہ تمہاری آواز اور لہجے کو کیا ہو ۔ کیا اب کافرستان میں انقلاب آگیا ہے ۔ شیر بلکہ ببر شیر بکری بن گیا ہے ۔ حیرت ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔ تم ۔ تم نے ڈیڈی کو شکایت کی تھی ۔ کیوں ...... بول کیوں کی تھی ۔ کیا تم نے مجھے فون کیا تھا ۔ کیا میں نے تمہیں گالیاں دی تھیں ۔ بول سالے دروغ گو "...... قاسم نے انتہائی روٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے شکایت کی تھی ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ مجھے کیا ضرورت تھی اپنے اتنے پیارے خالہ جاد کی شکایت کرنے کی ۔ اگر میں شکایت ہی کرتا تو ظاہر ہے سر عاصم کی بجائے تمہاری اس چھپکلی بیگم سے کرتا ۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے ۔ تم بے شک سر عاصم کو فون کر کے

پوچھ لو"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ ڈیڈی سے پوچھ لوں۔ تمہارا دماغ سالا خراب مراب تو نہیں ہو گیا۔ کوئی شیر کے منہ میں بھی ہاتھ دیتا ہے۔ بول"...... قاسم کا لہجہ اب نارمل ہو گیا۔

"بالکل دیتا ہے۔ لیکن وہی جو اتنا جرات مند ہو کہ دو کروڑ کی پرفیوم خرید کر اپنی فل فلوٹی کو دے سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا۔ کیا تم نے۔ اوہ۔ اوہ۔ اب میرے مغز میں بات آئی ہے۔ تو وہ تم تھے۔ تم نے سالے"...... قاسم کی آواز اب دھاڑ میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"ارے آ گئی ہے۔ واہ مبارک ہو۔ مٹھائی کب کھلا رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"ہائیں۔ کون۔ کون آ گئی۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عقل کی بات کر رہا ہوں۔ تمہارے اس موٹے دماغ میں عقل کا آ جانا واقعی قابل مبارک باد ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم اس بار ہی۔ ہی۔ کر کے ہنس دیا۔ شاید اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ عمران نے اس کے ساتھ عقل کا لفظ استعمال کر دیا ہے اور کوئی چیز بہرحال آئی ہے گئی نہیں۔

"قاسم دی گریٹ۔ وہ کرنل فریدی کے جانشین سے ملاقات ہوئی

ہے کبھی"...... عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ناشین۔ کیا مطلب۔ کرنل پھریدی تو چلے گئے ہیں۔ یہ ناشین کون ہے"...... قاسم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہوتا ہے جو کرنل فریدی کی جگہ آیا ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس میں اتنی جرات ہے کہ کرنل پھریدی کی جگہ آ جائے۔ سالے کی ٹانگیں نہ چیر دوں گا"...... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ آخر کرنل فریدی سرکاری افسر تھے۔ وہ چلے گئے ہیں تو ان کا کوئی اسسٹنٹ وغیرہ آ گیا ہو گا ان کی جگہ"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ اوہ کہیں تمہارا مطلب اس نامراد کرنل پیالے میالے سے تو نہیں جو کرنل پھریدی صاحب کے آفس میں بیٹھتا ہے۔ سالا صورت حرام۔ خبیث چوکھٹا۔ ایک بار میں گیا تھا۔ مجھے تو وہ گنجا ٹنڈ پیالا ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ مردار خور بڑے بڑے پروں والا کیا ہوتا ہے وہ جو لمبی چونچ والا ہوتا ہے۔ سالے کی۔ وہ جو اڑتا ہوا آتا ہے اور لاشیں کھاتا ہے۔ وہ۔ ہاں ہاں گدھ۔ ہاں وہ مجھے گنجا گدھ لگ رہا تھا۔ میں تو واپس چلا آیا"...... قاسم نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل پیالا میالا۔ کیا مطلب۔ اس کے واقعی یہی نام ہیں"۔ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ نام کیسے ہو سکتے ہیں اس گنجے ٹنڈ کے۔ وہ تو میں کہہ رہا تھا اس

گنج گدھ کو۔ ویسے کرنل سوہن موہن سا ہے۔ ہاں کرنل موہن۔ لیکن تمہارا اس خبیث صورت سے کیا مطلب۔ ارے۔ اوہ سالے۔ کہیں تم کرنل پھریدی سے بے وفائی تو نہیں کر رہے۔ سالے اب اس گنجے منڈ کے تو یار نہیں بن رہے۔ سنو اگر تم نے ایسا کیا تو سالے دوزخ میں سڑو گے۔ اللہ میاں کے فرشتے آگ کے کوڑے ماریں گے۔ قبر میں کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔ وہ مولوی فجل ہر روز یہی کہتا رہتا ہے سمجھے۔ ہاں کرنل پھریدی سے بے وفائی نہ کرنا "...... قاسم نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا دفتر وہی ہے۔ وہی کرنل فریدی والا "...... عمران نے اس کی ساری تقریر کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ہے لیکن اب اتنا ویران میران لگتا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو اور تم نہ بھی پوچھو۔ تب بھی میں بتاؤں گا کہ بالکل قبرستان لگتا ہے اور وہ گنجا منڈ وہاں بیٹھا اس طرح لگتا ہے جیسے سالا الو کے دادا کی نسل میں سے ہو "...... قاسم نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"واقعی لگتا ہوگا۔ اچھا تم اپنی سیکرٹری کو وہ ڈاک ٹیشن دو۔ وہ بجنس ٹاک والی ڈاک ٹیشن۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو اب کرنل فریدی کی جگہ کسی کرنل موہن نے لے لی ہے۔ جو سر سے گنجا ہے "...... عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے

ہوئے کہا۔

"لیکن اب ان معلومات سے کوئی فائدہ بھی تو اٹھانا چاہیے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس "...... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں "...... عمران کے منہ سے کرنل فریدی کی گونج دار اور باوقار آواز نکلی۔

"اوہ۔ یس سر۔ میں اشوک بول رہا ہوں سر۔ آفس ریشپنٹ سر"۔ دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری دائیں ٹانگ کا درد گیا ہے یا نہیں "...... عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں سر۔ شکریہ سر۔ آپ کب واپس آرہے ہیں سر "...... اشوک کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔

"فی الحال تو کوئی پروگرام نہیں ہے۔ کرنل موہن کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے سر۔ چیف وہاں گئے ہوئے ہیں سر "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کس سلسلے میں "...... عمران نے ایسے بات کی جیسے روانی میں بات کر رہا ہو۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے سر۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ٹاپ سیکرٹ

میٹنگ ہے سر چیف جانے سے پہلے البتہ مادھو لال سے کہہ رہے تھے کہ مشکبار میں کسی اہم ترین پراجیکٹ کے سلسلے میں میٹنگ ہے اور پرائم منسٹر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ بلیک فورس کو اس پراجیکٹ کی اہم ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ بس سر اتنا معلوم ہے مجھے"۔ اشوک نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ کرنل موہن جب واپس آئے تو اسے میری طرف سے سلام دے دینا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مشکبار کے سلسلے میں یہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کہیں اس مشن کے سلسلے میں نہ ہو رہی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر یہ اسی سلسلے میں ہو رہی ہے تو پھر یہ بات طے ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہمارے کانوں میں ان کے اس منصوبے کی بھنک پڑ گئی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم نے اب تک اس سلسلے میں کوئی اقدام ہی نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

یہاں ان کے مخبر موجود ہیں۔ ویسے درشن سنگھ نے اگر رینجرز ہیڈ کوارٹر سے ہونے والے ریڈ الرٹ کے متعلق انہیں بتایا ہوگا۔ گو میں نے اس مقصد کے لئے بطور ایکسٹو وہاں کال کرنے کی بجائے سر سلطان کا سہارا لیا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ان غیر ملکیوں کی وجہ سے انہیں کسی طرح علم ہو گیا ہو کہ بات پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی ہے۔ بہرحال ناٹران کو اب اس ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں گی"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آپ نے جو معلومات قاسم سے حاصل کی ہیں وہ ناٹران سے بھی تو معلوم ہو سکتی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ناٹران سے یقیناً ہو سکتی تھیں لیکن قاسم سے بات کرنے کے دو فائدے تھے۔ ایک تو ذہن پر سنجیدگی کی جو تہہ چڑھ گئی تھی۔ وہ تہہ تھوڑے کم ہو گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ کرنل موہن کا سر پیالے کی طرح گنجا ہے۔ ناٹران سے بطور ایکسٹو مذاق بھی نہیں ہو سکتا اور ناٹران صرف یہ بتا دیتا کہ کرنل فریدی کی جگہ کرنل موہن نے لی ہے۔ اس کی یہ خصوصیت ظاہر ہے وہ نہ بتا سکتا"...... عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا اور بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

"یس۔ ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے آپ کے حکم کے تحت آدمیوں کو ہر طرف کام پر لگا دیا ہے۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی۔ میں آپ کو رپورٹ دے دوں گا"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس میں بلیک فورس کا کرنل موہن بھی شامل ہے اور یہ

میٹنگ مشکبار میں کسی پراجیکٹ کے سلسلے میں ہو رہی ہے"۔ عمر نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ سر مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آپ کو وہاں...... سوری سر۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ذرائع انتہائی باخبر ہیں"...... ناٹرا نے بات کرتے کرتے اس کا رخ موڑتے ہوئے کہا اور عمران ب اختیار مسکرا دیا۔

"اس میٹنگ کی مکمل تفصیل معلوم کرنے کا بندوبست کرو"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہاں میرے ایسے ذرائع ہیں۔ میں اسے حاصل کر لوں گ ...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس قدر جلدی ہو سکے یہ رپورٹ حاصل کر کے مجھے اطلاع دے دو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بع فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سر۔ مکمل تفصیل تو نہیں مل سکی۔ کیونکہ اس میٹنگ کو ریکارڈ نہیں کیا گیا البتہ یہ پتہ چل گیا ہے کہ یہ میٹنگ حکومت کافرستان کی طرف سے [illegible] میں مکمل کئے جانے والے ایک پلان جسے بلائنڈ

ک کا نام دیا گیا ہے کے بارے میں تھی۔ اس میں سیکرٹ سروس کا ں۔ پاور ایجنسی کی ریکھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل داس بلیک فورس کا چیف کرنل موہن کے ساتھ ساتھ پرائم منسٹر اور یذیڈنٹ بھی شامل تھے۔ اس میٹنگ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ص طور پر عمران کا بھی ذکر آیا ہے اور بھواجا پہاڑیوں کا بھی۔ بس اس زیادہ معلوم نہیں ہو سکا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"بھواجا پہاڑیاں۔ کیا یہی نام لیا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"کس طرح یہ رپورٹ ملی ہے جبکہ کارروائی ریکارڈ نہیں کی ی"۔ عمران نے مزید تسلی کے لئے پوچھا۔

"سر۔ ریکارڈنگ کی بجائے اس کے نوٹس تیار کئے گئے ہیں اور ٹس فوری طور پر صدر مملکت کے پاس پہنچا دیئے گئے جس آدمی نے یہ ٹس تیار کئے ہیں اس سے یہ معلومات مل سکی ہیں"...... ناٹران نے اب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ کافی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک ار پھر سامنے موجود نقشے پر جھک گیا۔

"تو اب یہ طے ہو گیا کہ یہ پلان واقعی بھواجا پہاڑیوں میں مکمل کیا ا رہا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے یہ دیکھو۔ یہ ہیں بھواجا پہاڑیاں۔ نتہائی دشوار گزار پہاڑیاں اور ان کے گرد چاروں طرف کافرستانی فوج

کی چھاؤنیاں ہیں۔ ان پہاڑیوں کے مشرق کی طرف بارگان چھاؤنی ہے مغرب کی طرف اوڑا کی چھاؤنی۔ شمال کی طرف سارنگ کو جانے والی مین شاہراہ اور اس کے عقب میں مشہور وادی روپا ہے اور جنوب کی طرف مشہور علاقہ کاچار ہے۔ بالکل اس وادی میں ہی ڈبل سی ہتھیاروں کا سٹور بنایا گیا ہو گا۔ یہی پہاڑیاں اس کے لئے مناسب ہیں"۔ .... عمران نے سر اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو جو اس کے ساتھ ہی نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر کیا۔ ان کا یہ مشن کم از کم میری زندگی میں تو پورا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ عمران کی زندگی میں یہ کافرستانی لاکھوں مسلمان مشکباریوں کا قتل عام کر سکیں۔ میں ان کا یہ بلاسٹڈ اٹیک مشن تہس نہس کر کے رکھ دوں گا"....... عمران کے لہجے میں عجیب سا غصہ تھا۔

"ایسا ہونا بھی چاہئے عمران صاحب"....... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس مشن میں ہمارے پاس وقت بھی بے حد کم ہے۔ ہمیں جلد از جلد بھواجا پہنچنا بھی ہے اور ان کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ اس میٹنگ میں یقیناً اس سٹور کی حفاظت کے لئے خصوصی لائحہ عمل طے کیا گیا ہو گا اور ان چاروں ایجنسیوں کو ان پہاڑیوں کے گرد تعینات کیا گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مشکبار کی تمام

رحدیں بلاک کرنے کی کوشش کی ہو گی تاکہ ہم کسی بھی طرف سے واجا تک نہ پہنچ سکیں۔ لیکن ہم نے بہرحال وہاں پہنچنا ہے"۔ عمران نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"کیا آپ پوری ٹیم لے کر جائیں گے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس مشن میں ہم نے انتہائی تیز نقل و حرکت کرنی ہے اور صوص حالات میں کام کرنا ہے اس لئے اس مشن میں افراد کم سے کم ہتر رہیں گے اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے میں صرف یک یا دو کو ساتھ لے جاؤں"....... عمران نے کہا اور نقشے پر ایک بار ھر جھک گیا۔

"ان ہتھیاروں کے اندر کیمیائی گیس موجود ہے۔ اگر آپ نے اس ٹور کو تباہ کیا تو یہ گیس یقیناً پھیل جائے گا۔ اس طرح ان کا مقصد و پورا ہو جائے گا"....... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے ہا۔

"یہ عام قسم کے ہتھیار نہیں ہوتے اور نہ ہی عام انداز میں تباہ کئے یا سکتے ہیں۔ ان کے لئے مخصوص گیسیں استعمال کی جاتی ہیں جو ان تھیاروں میں موجود مخصوص کیمیائی گیسوں کے ساتھ مل کر ان کی کیمیائی ساخت کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس طرح یہ گیسیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے مجھے سرداور سے خصوصی مدد لینی پڑے گی"۔ مران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ایک بار سٹور تباہ ہو جانے کے بعد بہرحال

آپ واپس آ جائیں گے۔ کیا کافرستانی دوبارہ یہ ہتھیار حاصل نہ سکیں گے۔ اس بار تو اتفاق سے یا حسن قدرت سے آپ کو اس کا ہو گیا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ آئندہ بھی ایسا ہو جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری یہ بات درست ہے۔ اس بار میں نے بھی ایک فیصلہ ہے۔ یونائیٹڈ کارمن میں ایک خفیہ فیکٹری میں یہ ہتھیار تیار کئے رہے ہیں۔ کافرستان نے وہیں سے انہیں حاصل کیا ہے۔ اگر اس فیکٹری کو تباہ کر دیا جائے تو پھر کافرستان یا کوئی بھی دوسرا ملک اسے کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتا اور اس کی فیکٹری دوبارہ آسانی ے بنائی بھی نہیں جا سکتی۔ سائیکل جس تنظیم سے تعلق رکھتا تھا اس تنظیم کا نام جی کے ہے۔ یہ دنیا میں واحد تنظیم ہے جس نے نجانے کتنے سالوں کی محنت اور نجانے کس قدر دولت خرچ کر کے یہ فیکٹری تیار کی ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مشکبار میں بلاسٹڈ اٹیک مشن کے خاتمے کے فوری بعد یونائیٹڈ کارمن جاؤں گا اور جی کے تنظیم اور اس فیکٹری کا خاتمہ کر دوں گا تاکہ آئندہ دنیا ان خوفناک ہتھیاروں کی زد سے بچ جائے۔ اس تنظیم اور اس فیکٹری کے خاتمے کے بعد "ڈبل سی" کے دوبارہ استعمال کا خدشہ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سپر پاورز کے پاس تو یہ ہتھیار ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ایک دوسرے کے خوف سے استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں رسوائی کے سے وہ اس کا اظہار بھی نہیں کر سکتے اور اسے انتہائی خفیہ رکھا ہے کہ انہیں کس طرح بھی نہیں چرایا جا سکتا۔ اس لئے ان کی سے ہمیں کوئی فکر نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

ٹائیگر مشکباریوں کے مقامی لباس میں قصبہ عالم پور کے
انداز میں چھپر نما ہوٹل میں بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا۔
نے اسے ورشن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے
معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ ورشن سنگھ نے مشین کا پارٹ
کے حوالے کیا ہے اور پھر اس پارٹ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔
نے دارالحکومت میں اپنے ایک دوست سمگلر سے رابطہ پیدا کیا
اس دوست سمگلر کے آدمی اسے اپنے ساتھ لے کر خفیہ راستوں
سرحد پار کرا کر عالم پور پہنچا گئے۔ اس گروپ کے باقی افراد تو
لیکن ایک آدمی یہیں رہ گیا تھا اور وہی ٹائیگر کو اس ہوٹل میں
تھا۔ وہ یہاں کے ایک مقامی بدمعاش سے ملنے گیا تھا تا کہ
بدمعاش کی پناہ حاصل کر کے آگے کارروائی کر سکے۔ اس بد
نام نیٹو تھا اور اسے یہاں استاد نیٹو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

نیٹو بدمعاشی کے ساتھ ساتھ شراب کی سمگلنگ میں بھی ملوث تھا
ور اس کا گروہ خاصا طاقتور سمجھا جاتا تھا۔ ٹائیگر کے دوست سمگلر جس
نام شہزادہ تھا اس نیٹو کا خاصا گہرا دوست تھا۔ شہزادہ بھی شراب کی
مگلنگ سے متعلق تھا۔ شہزادے کا آدمی افضل ٹائیگر کو یہاں چھوڑ کر
ٹو سے ملنے گیا تھا۔ ہوٹل میں زیادہ تر پہاڑی علاقوں میں کام کرنے
لے مزدور پیشہ افراد بیٹھے ہوئے تھے لیکن ٹائیگر کی نظریں ایک
نے میں بیٹھے ہوئے ایک بڑی بڑی مونچھوں اور بھاری جسم والے
ی پر جمی ہوئی تھیں جو چائے کی پیالی سامنے رکھے خاموش بیٹھا ہوا تھا
کی کلائی پر ایک مخصوص ساخت کی گھڑی بندھی ہوئی تھی اور
یگر کی توجہ اسی گھڑی کی وجہ سے اس کی طرف مبذول ہوئی تھی
نکہ وہ ایسی گھڑیوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا یہ ٹرانسمیٹر واچ تھی اور
ہر ہے ٹرانسمیٹر واچ کوئی عام آدمی نہ پہن سکتا تھا۔ ابھی ٹائیگر اس
بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ آدمی اٹھا اور تیز تیز قدم
تا ہوا بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔ ٹائیگر نے بیرے کو بلا کر
ے کی ادائیگی کی اور وہ بھی اٹھ کر اس آدمی کے پیچھے چل پڑا۔ ہوٹل
باہر آ کر وہ آدمی اس طرف کو چل پڑا جدھر مارکیٹ تھی۔ ٹائیگر
ے محتاط انداز میں اس آدمی کا تعاقب کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ
ں ایک فروٹ شاپ کے سامنے رکا۔ اس نے فروٹ شاپ کے مالک
کوئی بات کی اور پھر واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اوٹ میں ہو گیا۔ وہ آدمی
کے قریب سے گزر کر دوبارہ اسی ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ ٹائیگر

نے دیکھا کہ فروٹ شاپ پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی اپنی نشست سے اٹھ کر عقبی کمرے میں غائب ہو گیا تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور فروٹ شاپ کے سامنے رک گیا۔ عقبی کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے سامن فروٹ کی ٹوکریاں اس انداز میں رکھی گئی تھیں کہ انہیں پھلانگ کر دروازے تک پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ ٹائیگر بظاہر تو پھل اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا لیکن اس کی پوری توجہ اس کمرے کی طرف تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ٹرانسمیٹر کال کی جا رہی ہے۔ پھر وہ سر ہلاتا ہو واپس مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اسی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں تو پریشان ہو رہا تھا"۔ ہوٹل کے باہر ہی اسے وہ آدمی مل گیا جو اس کے ساتھ آیا تھا۔

"میں بیٹھے بیٹھے تھک گیا تھا اس لئے ٹہلنے نکل گیا تھا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ میں تمہیں نیٹے سے ملوا دوں۔ پھر میں نے واپس بھی جا ہے"۔ اس آدمی نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آدمی ٹائیگر کو لے کر ایک بار پھر مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے دیک کہ فروٹ شاپ کا مالک اب اپنی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر اس دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک تنگ سی گلی گزر کر ایک مکان کے دروازے پر پہنچ گئے جس کے باہر کرسی پر ایک موٹا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گھر کا مالک ہو گھر سے باہر نکل کر بیٹھ گیا ہو۔

"آج سوموار ہے یا منگل"...... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے آدمی نے اس موٹے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہ سوموار ہے نہ منگل۔ بدھ ہے"...... اس موٹے آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن میری بیوی تو کہہ رہی تھی کہ آج جمعرات ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"کس سے ملنا ہے"...... موٹے آدمی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"استاد سے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ریڈ ایریئے میں ہوگا"...... ٹائیگر کے ساتھی نے جواب دیا۔ ٹائیگر خاموش کھڑا ہوا تھا۔

"سیدھے آگے چلے جاؤ۔ گلی جہاں سے موڑ کاٹے گی وہاں سرخ رنگ کا دروازہ ہے وہاں استاد موجود ہے۔ دروازے پر دستک دینے کے بعد کہہ دینا کہ راج گڑھ سے آیا ہوں"...... موٹے آدمی نے کہا اور ٹائیگر کا ساتھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے ہو گیا۔ گلی کے موڑ پر سرخ دروازہ موجود تھا۔ ٹائیگر کے ساتھی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"راج گڑھ سے آئے ہیں"...... ٹائیگر کے ساتھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔

"سیدھے چلے جاؤ۔ استاد موجود ہے"...... دروازے کی دوسری طرف کھڑے ایک آدمی نے غور سے ٹائیگر اور اس کے ساتھی کو دیکھتے

ہوئے کہا اور ٹائیگر کے ساتھی نے ٹائیگر کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اس راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف انتہائی قیمتی غیر ملکی شراب کی پیٹیاں چھت تک چنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں صوفے رکھے ہوئے تھے اور ایک صوفے پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ تھیں۔ چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات تھے۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا مضبوط تھا۔

"آؤ۔ آؤ افضل۔ آؤ بیٹھو"...... اس نوجوان نے ٹائیگر کے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اس کا نام ٹائیگر ہے اور یہ شہزادے کا دوست ہے۔ شہزدے نے اسے تمہارے پاس بھیجا ہے"...... افضل نے ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور ٹائیگر۔ یہ استاد نیٹو ہے"...... افضل نے اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شہزادے کا دوست ہے تو ہمارا بھی دوست ہے۔ آؤ بیٹھو دوست"۔ نیٹو نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مجھے اجازت دو۔ میں نے فوری واپس جانا ہے"...... افضل نے کہا اور نیٹو کے سر ہلانے پر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"ہاں دوست۔ اب بتاؤ کیا کام ہے"...... نیٹو نے غور سے ٹائیگر کو

دیکھتے ہوئے کہا۔

"ورشن سنگھ کو جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو نیٹو بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ جانتا ہوں۔ کیوں"...... نیٹو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس کے بارے میں معلوم کرنا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ملے گا۔ پچھلے دنوں وہ پاکیشیا سے یہاں عالم پور پہنچا ہے۔ اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل رہا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے"...... نیٹو نے پوچھا۔

"کوئی تعلق ہے۔ اسے چھوڑو"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نیٹو کے چہرے پر یکلخت سرخی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"سوری مسٹر ٹائیگر۔ مجھے ورشن سنگھ کے بارے میں تازہ ترین معلومات نہیں ہیں"...... اس بار نیٹو کا لہجہ پہلے کی نسبت سرد تھا۔

"تمہارے یہاں آدمی موجود ہیں۔ شہزادے نے کہا تھا کہ استاد نیٹو کا اس پورے علاقے پر ہاتھ ہے اور وہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ کیا تم اپنے آدمیوں سے معلومات حاصل نہیں کر سکتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کر تو سکتا ہوں لیکن جب تک تم تعلق نہ بتاؤ گے میں ایسا نہیں کروں گا"...... نیٹو نے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ شاید تم ناراض ہو رہے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بات

چونکہ غیر متعلق تھی اس لئے میں ٹال گیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ درشن سنگھ میری پارٹی کا مال لے کر چلا تھا لیکن مال منزل مقصود پر نہیں پہنچا اور درشن سنگھ سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو رہا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ مال سمیت یہاں عالم پور پہنچا ہے۔ اس کے بعد کہاں گیا یہی میں نے معلوم کرنا ہے "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کس قسم کا مال تھا وہ "...... نیٹو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" گتے کا ایک باکس تھا۔ اس میں ایک انتہائی قیمتی مشین کا پارٹ تھا اور بس "...... ٹائیگر نے جواب دیا اور نیٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" نیٹو بول رہا ہوں سوجان "...... نیٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس استاد۔ حکم "...... ایک مدھم سی آواز فون پیس سے سنائی دی۔

" درشن سنگھ پچھلے دنوں یہاں آیا تھا۔ مجھ سے ملنا تھا اس نے مگر ملا نہیں۔ کہاں ہے وہ "...... نیٹو نے کہا۔

" وہ آیا ضرور تھا استاد۔ لیکن فوراً ہی وہ اشوک کے ساتھ پہاڑ گنج چلا گیا تھا۔ پھر اس کی واپسی نہیں ہوئی "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اشوک آیا ہے واپس "...... نیٹو نے پوچھا۔

" جی نہیں۔ اس کی بھی واپسی نہیں ہوئی "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور نیٹو نے او۔ کے کہہ کر فون آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

" وہ پہاڑ گنج گیا ہے۔ پھر اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ یہاں کا ایک آدمی اشوک اس کے ساتھ ہے اور یہ بتا دوں کہ اشوک سرکاری مخبر بھی ہے اور سمگلر بھی "...... نیٹو نے کہا۔

" سرکاری مخبر "...... ٹائیگر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ تم یہ صحیح حیران ہو رہے ہو کہ ایک سمگلر سرکاری مخبر کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ سمگلنگ کے بارے میں مخبری نہیں کرتا بلکہ دشمنوں کے ایجنٹوں کے بارے میں مخبری کرتا ہے۔ سنا ہے اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے "...... نیٹو نے جواب دیا۔

" پہاڑ گنج یہاں سے کتنی دور ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" کافی فاصلہ ہے۔ جیپ پر تین چار گھنٹوں کا سفر ہے۔ پہاڑ گنج کافی بڑا قصبہ ہے ویسے ویگنیں بھی جاتی رہتی ہیں لیکن وہ پانچ چھ گھنٹے لگا دیتی ہیں "...... نیٹو نے جواب دیا۔

" پہاڑ گنج میں اسے کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ٹپ "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" پہاڑ گنج کی بڑی مارکیٹ میں خشک پھلوں کی ایک بڑی دکان ہے

مشکبار فروٹ شاپ۔ اس کا مالک شیر سنگھ ہے۔ اس سے پتہ چل جائے گا۔ اسے تم میرا نام کہہ دینا"...... نیٹو نے جواب دیا۔

"صرف نام بتانے سے وہ کھل جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ساتھ ہی ریڈ رنگ کا حوالہ دے دینا۔ پھر وہ تم سے پورا تعاون کرے گا"...... نیٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ شکریہ۔ اب مجھے اجازت"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھو۔ میں نے پینے کے لئے تو پوچھا ہی نہیں"...... نیٹو نے کہا۔

"شکریہ۔ پھر کبھی سہی"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور واپس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ ملٹری انٹیلی جنس والی ٹپ نے اسے چونکا دیا تھا اور اس بات کی وجہ سے ہی اس کا دھیان اس ٹرانسمیٹر واچ والے کی طرف چلا گیا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس آدمی کا تعلق بھی یقیناً انٹیلی جنس سے ہی ہو گا۔ چنانچہ اب وہ سب سے پہلے اس فروٹ شاپ والے سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس اسی ہوٹل میں پہنچا جہاں ٹرانسمیٹر واچ والا موجود تھا لیکن ہال میں اس وقت وہ موجود نہ تھا۔ اس لئے ٹائیگر وہاں صرف دیکھ کر ہی واپس مڑ گیا اور اب اس کا رخ اس فروٹ شاپ کی طرف تھا لیکن وہاں پہنچ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ فروٹ شاپ بند ہو چکی تھی۔ وہاں تالا لگا ہوا تھا۔

"یہ صاحب چلے گئے ہیں"...... ٹائیگر نے ساتھ والے دکاندار سے پوچھا۔

"کون رامو۔ ہاں کہہ رہا تھا کہ اس کے گھر میں تکلیف ہے۔ وہ گھر جا رہا ہے"...... دکاندار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سے ضروری ملنا تھا۔ اگر آپ اس کے گھر کا پتہ بتا دیں تو مہربانی ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ضرور جناب۔ یہاں سے قریب ہی ہے اس کا گھر"..... دکاندار نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے پتہ بتانا شروع کر دیا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد وہ رامو کے گھر پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی بجائی تو اندر سے آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟"...... بولنے والا کوئی مرد تھا اور اس کا لہجہ سخت تھا۔

"رامو سے ملنا ہے۔ مجھے استاد نیٹو نے بھیجا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور باہر آنے والا رامو ہی تھا۔

"میرا نام رامو ہے۔ کیا بات ہے"...... رامو نے ٹائیگر کو سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک خاص بات کرنی ہے۔ تمہارے فائدے کی ہی ہے۔ کیا ہم اندر نہیں بیٹھ سکتے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آ جاؤ"...... رامو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے چلتا ہوا مکان کے اندر داخل ہوا۔ مکان میں رامو کے بال بچے نظر نہ آ رہے

تھے۔ رامو اسے ایک کمرے میں لے آیا جس میں کرسیاں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔

"تمہارے بچے تمہارے ساتھ نہیں رہتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے بچوں کا کھڑاگ ہی نہیں پالا ہوا۔ آزاد آدمی ہوں"۔ رامو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دکان بند کر کے کیوں آ گئے۔ میں پہلے تمہاری دکان پر گیا تھا۔ پھر قریب کے دکاندار سے پتہ پوچھ کر یہاں آیا ہوں"...... ٹائیگر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک ذاتی کام تھا۔ بہرحال اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیا بات کرنے آئے ہو"...... رامو نے قدرے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس ٹرانسمیٹر واچ والے آدمی کا حلیہ بتا دیا اور رامو یہ حلیہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تم پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ تم کون ہو۔ یہاں عالم پور میں تو میں نے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا"۔ رامو نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"میں ورشن سنگھ کا ساتھی ہوں۔ بس اتنا ہی تعارف کافی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو رامو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا لیکن ورسان کا تو ورشن سنگھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... رامو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو اس کا نام ورسان ہے۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا نام ورسان ہے۔ مگر"...... رامو نے ہونٹ بھینچے وئے کہا۔

"اس کا تعلق یقیناً ملٹری سیکرٹ سروس سے ہوگا اور تمہارا بھی۔ یونکہ ورشن سنگھ کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق یہاں ملٹری سیکرٹ سروس کے ایک مخبر اشوک سے ملا اور پھر وک کے ساتھ وہ پہاڑ گنج چلا گیا۔ اسکے بعد وہ بھی غائب ہو گیا ہے اور وک بھی واپس نہیں آیا۔ اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ ورشن سنگھ ساتھ کیا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر۔ نہ ہی ورسان کا تعلق کسی وس سے ہے اور نہ میرا اور اب تم مجھے اپنا تفصیلی تعارف کراؤ گے کے بعد باقی باتیں ہوں گی"۔ رامو کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"ورسان نے فروٹ شاپ پر تمہیں کیا پیغام دیا تھا اور تم نے ے میں جا کر ٹرانسمیٹر پر کس سے رابطہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ رامو کے ہاتھ میں پسٹل بھی اب نظر آنے لگ گیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم اس حد تک جانتے ہو۔ اب تمہیں بتانا پڑے گا کون ہو"...... رامو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ رامو۔ فی الحال مجھے دوست سمجھو"۔ ٹائیگ نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں پہلے تم تفصیل بتاؤ"...... رامو نے اسی طرح سرد لہجے می کہا۔

"او۔ کے۔ پھر سنو"...... ٹائیگر نے کہا اور دوسرے لمحے رامو جھ ہوا اچھل کر پشت کے بل کرسی سے ٹکرا کر کرسی سمیت پیچھے فرش پر گرا مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ ٹائیگ نے اچانک اچھل کر اس کے سینے پر سر کی بھرپور ٹکر ماری تھی بالکل اسی طرح جس طرح مینڈھا مارتا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ رامو اٹھتا ٹائیگر کی لات چلی اور کمرہ ایک بار پھر رامو کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگ نے لات کی دوسری ضرب لگائی اور رامو کا پھڑکتا ہوا جسم ایک جھٹکا ک کر ساکت ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک نظر کمرے میں موجود سامان بغور دیکھا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے دوسرے کمر میں پہنچ گیا۔ اس نے اس کمرے کی تلاشی لی تو اسے ایک الماری س ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ ٹرانسمیٹر پر کافرستان کی ملٹ انٹیلی جنس کا مخصوص نشان بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے ایک اور کمر کی تلاشی لی اور پھر وہاں سے ایک رسی تلاش کر کے پہلے والے کمر میں آگیا۔ اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رامو کو اٹھا کر کرسی بٹھایا اور رسی کی مدد سے اسے کرسی سے اچھی طرح باندھنے کے بعد ا نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ایک کرسی گھسیٹ کر وہ رامو

منے آکر بیٹھ گیا۔ رامو کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ گر نے دونوں ہاتھ اس کے منہ اور ناک پر جما دیئے اور چند لمحوں بعد رامو کے جسم میں حرکت کے آثار واضح ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر ہاتھ ہٹائے اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رامو کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھلکا سر بھی سیدھا ہو گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا بندھا ہونے کی وجہ سے وہ ظاہر ہے صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... رامو نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیدھی طرح بتا دو رامو کہ یہاں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس ری قصبے میں ملٹری انٹیلی جنس کے اس قدر آدمیوں کی موجودگی کسی خاص وجہ کے نہیں ہو سکتی"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کرتے ہوئے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کسی ملٹری انٹیلی ں کے بارے میں نہیں جانتا۔ میں عام سا دکاندار ہوں"۔ رامو نے

"مجھے معلوم ہے۔ تم تربیت یافتہ آدمی ہو۔ اس لئے تم عام ت میں کچھ نہیں بتاؤ گے۔ لیکن مجھے تربیت یافتہ آدمیوں کی زبان انے کی بھی خصوصی تربیت حاصل ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں اور تم پھر زبان کھولو۔ بہتر

یہی ہے کہ تم پہلے ہی زبان کھول دو"۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا کسی طرح بھی کوئی تعلق ملٹ انٹیلی جنس سے نہیں ہے"...... رامو نے کہا۔

"حالانکہ دوسرے کمرے کی الماری میں ٹرانسمیٹر موجود ہے اور اس پر کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص نشان بھی میں نے دیکھ ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو رامو بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ تم ہو کون"...... رامو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میرا تعلق بھی کافرستان کی ایک سرکاری ایجنسی ہی ہے۔ اس کا نام بلیک فورس ہے جس کا انچارج کرنل فریدی ہے ہمیں ورشن سنگھ کی تلاش ہے لیکن ہم بہرحال یہ بھی جاننا چاہتے کہ ملٹری انٹیلی جنس یہاں کیا کر رہی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو ر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تم پہلے اپنا تعارف کرا دیتے تو اس قدر مسئلہ ہی نہ بنتا۔ کھول مجھے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ کرنل فریدی کا حوالہ ہی کافی ہے" رامو نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اب تم پر اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے پہلے تم تفص بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں کھولوگا بھی ہی اور معذرت بھی کر لو ...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔ ہم یہاں پاکیشیا سیکرٹ سرو کو چیک کر رہے ہیں"...... رامو نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو۔ کیا مطلب۔ یہاں پاکیشیا سیکرٹ وس کا کیا کام اس معمولی سے قصبے میں"...... ٹائیگر نے حیرت ے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ قصبہ تو عام سا ہے لیکن یہ پاکیشیا کی سرحد پر ہے۔ ملٹری یلی جنس کوئی مشن بھواجا پہاڑیوں پر مکمل کر رہی ہے اس سلسلے ہی ورشن سنگھ سے مال منگوایا تھا۔ پھر پتہ چلا کہ ورشن سنگھ اور کے مال کے معاملے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب سے رناک آدمی علی عمران کو علم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ورشن سنگھ اور یہاں اس کے ساتھی اشوک کو ختم کر دیا گیا اور خصوصی طور پر یہاں ٹی لگائی گئی کہ ہم یہاں آنے والے ہر اجنبی کو چیک کریں۔ ہمارا آدمیوں کا گروپ یہاں کام کر رہا ہے۔ ایک آدمی کو ورسان نے ل میں دیکھا۔ وہ اجنبی تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے آ کر اطلاع دی۔ میں ٹرانسمیٹر پر اس آدمی کے بارے میں سارے گروپ کو مطلع کر دیا ورسان سے رابطہ کرنے کے لئے کہا اور میں دکان بند کر کے یہاں آ تا کہ اگر وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہو تو یہاں اسے لا کر اس سے مزید پوچھ ی جائے لیکن پھر ورسان نے اطلاع دی کہ وہ آدمی سمگلر ہے اور شیائی سمگلر شہزادے کا خاص آدمی ہے اور کسی کام کے لئے ے نے اسے مقامی بدمعاش نیٹو کے پاس بھیجا ہے۔ شہزادے کا آدمی اسی کے ساتھ تھا۔ وہ اسے نیٹو کے پاس چھوڑ کر واپس اکیلا ورسان نے اسے گھیر لیا اور پھر جب اس سے یہ معلومات ملیں تو

ورسان نے اسے چھوڑ دیا اور مجھے اطلاع دے دی۔ میں اب دوبل دکان پر جانے ہی والا تھا کہ تم آگئے اور تم نے بھی حوالہ استاد نیٹو کا تو میں تمہیں اندر لے آیا۔ بس یہی ہے ساری بات"...... رامو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی کا حلیہ تو بتایا ہوگا ورسان نے"...... ٹائیگر نے ہون بھینچتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ اطلاع اسی متعلق دی گئی تھی۔

"نہیں"...... رامو نے جواب دیا۔

"بھواجا پہاڑیاں تو بہت وسیع علاقہ ہے۔ کس جگہ مشن مکمل رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے البتہ مل انٹیلی جنس وہاں پہنچ گئی ہے اور ان پہاڑیوں کو گھیر لیا گیا ہے۔ بس ہفتوں کی بات ہے۔ اس کے بعد کافرستان کا مشن مکمل ہو جائے گا سب واپس چلے جائیں گے"...... رامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم رپورٹ کسے دیتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"بھواجا پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس نے خفیہ سنٹر بنایا ہوا ہے وہاں کا انچارج کیپٹن رابندر ہے۔ اسے اطلاع دینی ہوتی ہے"۔ ر نے جواب دیا۔

"کس فریکونسی پر"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تمہارا اس سے کیا مطلب

سکتا ہے"...... رامو نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاید کرنل فریدی کی عادت نہیں جانتے۔ وہ پوری تفصیل ے رپورٹ لینے کا عادی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسے اس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہو گی کیونکہ سرکاری طور پر یہ مشن ملٹری سیکرٹ روس کا ہے۔ لیکن وہ اپنی عادت سے مجبور ہے اور اگر اسے تفصیلی پورٹ نہ ملی تو پھر میری خیر نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے رامو۔ ہیں اب سب کچھ تفصیل سے مجھے بتانا ہوگا"...... ٹائیگر نے سادہ سے لجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتا دیتا ہوں"...... رامو نے منہ بناتے ہوئے کہا وراس کے ساتھ ہی اس نے فریکونسی بھی بتا دی۔

"کیپٹن رابندر کا ہیڈ کوارٹر کہاں قائم ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"بھواجا پہاڑیوں میں کہیں بنایا گیا ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم اور نہ یں وہاں گیا ہوں۔ میری ڈیوٹی یہاں لگائی گئی ہے"...... رامو نے کہا۔

"کیا اصل رامو کوئی اور تھا اور تم نے اس کی جگہ لے لی ہے یا تم شروع سے ہی یہاں رہتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اصل رامو میں ہی ہوں اور میں شروع سے ہی یہاں رہتا ہوں۔ ہلے میرے ساتھ صرف اشوک تھا۔ ہمارا کام اسلحے کی سمگلنگ تھا لیکن ب ورسان اور اس کے ساتھیوں کو یہاں بھیجا گیا ہے"...... رامو نے کہا۔

"یہ فریکونسی اور مشن بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں تمہیں

ورسان نے بتایا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو میرا ماتحت ہے۔ میں نے کیپٹن رابندر سے خ بات کی تھی اور اس نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔ میں سب کیپٹن ہو اور رابندر میرا دوست بھی ہے"...... رامو نے جواب دیا۔

"کال کے لئے کوئی خصوصی کوڈ بھی طے ہوا ہے یا نہیں"۔ ٹائیگ نے کہا۔

"کوڈ کیسا۔ رابندر مجھے جانتا ہے اور میں اسے"...... رامو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس طرف کو بڑھ گیا جہاں رامو کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسٹل چ ہوا تھا۔ اس نے مشین پسٹل اٹھایا اور واپس آکر اس نے مشین پسٹل کرسی پر بندھے ہوئے رامو کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"وہ جگہ بتاؤ جہاں کیپٹن رابندر کا خفیہ سنٹر ہے ورنہ میں ٹریگر د دوں گا"...... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"وہ۔ وہ اس نے خود مجھے بتایا تھا کہ بسرام پہاڑی میں بنایا ہے بس اتنا مجھے معلوم ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... رامو نے ہکلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ ہی گو رامو کی کھوپڑی میں گھسی اور اسے توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی ا رامو کے منہ سے بس صرف ایک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس جسم ایک جھٹکا کھا کر ڈھیلا پڑ گیا۔ ٹائیگر نے اس کے جسم کے گر

ھی ہوئی رسی کھول دی اور اسے گھسیٹ کر نیچے ڈال دیا اور رسی کو یٹ کر ایک طرف ڈالا اور پھر مشین پسٹل جیب میں ڈالے وہ تیز تیز م اٹھاتا دوسرے کمرے میں پہنچا۔ اس نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر مران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا کر کال دینا شروع ردی۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر بار بار کال دیتا رہا۔

"یس عمران اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے مران کی آواز سنائی دی اور جواب میں ٹائیگر نے عالم پور پہنچنے سے لے ر ٹرانسمیٹر پر کال کرنے تک ہر واقعہ اور ہر بات کی پوری تفصیل بتا ی۔

"گڈ۔ تم نے اہم معلومات حاصل کی ہیں۔ تم فوری طور پر واپس آ ؤ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم گیا۔ ٹائیگر نے فریکونسی تبدیل کی اور پھر ٹرانسمیٹر کو واپس الماری ں رکھا اور خاموشی سے گھر سے باہر آ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھا ہوا کرنل موہن چونک کمرے میں ایک لمبے قد کا نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ راٹھور۔ میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے بلوایا ہے" کرنل موہن نے نوجوان سے کہا۔

"یس کرنل "...... راٹھور نے جواب دیا اور سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"تم کرنل فریدی کے وقت سے بلیک فورس میں شامل ہو بلیک فورس میں خاصے فعال بھی رہے ہو۔ اس لحاظ سے تم سے ز اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اور کوئی واقف نہیں سکتا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"یس کرنل ۔ نہ صرف اس عمران بلکہ میں اس پوری سیکر سروس سے اچھی طرح واقف ہوں "...... راٹھور نے جواب د

ہوئے کہا۔

"گڈ۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کافرستان کو ایک اہم مشن درپیش ہے اور اعلیٰ حکام کے مطابق اس مشن کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً کام کرے گی۔ یہ مشن بھواجا پہاڑیوں میں مکمل کیا جا رہا ہے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں بھواجا پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کیا گیا ہے اور سرحدوں پر بھی اور ہمیں صرف حفاظتی سرکل دیا گیا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھواجا پہاڑیوں سے پہلے ہی ختم کر دوں میری خواہش ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بلیک فورس کے ہاتھوں ہو۔ اگر تم اس سلسلے میں میری مدد کرو تو میرا وعدہ رہا کہ تمہیں بلیک فورس کا نمبر ٹو بنا دیا جائے گا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ کرنل ۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ لیکن جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسا ممکن ہی نہیں "...... راٹھور نے کہا تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں ممکن نہیں ہے "...... کرنل موہن کے لہجے میں تلخی عود کر آئی تھی۔

"جناب۔ عمران اور اس کے ساتھی حد سے زیادہ ذہین اور خطرناک حد تک تیز رفتاری سے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ کرنل فریدی جیسا جاسوس براہ راست ان کے مقابلے میں آنے سے کتراتا تھا اور جب بھی ان دونوں کا ٹکراؤ ہوا ہے۔ واضح طور پر کرنل فریدی آج تک بھی اس

عمران کو شکست نہیں دے سکا"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم سوچ رہے ہو ایسا نہیں ہے۔ کرنل فریدی کی عظمت سے انکار نہیں ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ کرنل فریدی چونکہ مسلمان تھا اس لئے وہ درپردہ عمران سے ملا ہوا تھا۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے پاکیشیا کی خفیہ طور پر مدد کرتا تھا۔ اس نے کبھی واضح طور پر عمران کو ختم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں نے بلیک فورس کی سابقہ تمام فائلیں پڑھی ہیں اور خاص طور پر وہ فائلیں جن کا تعلق پاکیشیا اور اس عمران وغیرہ سے رہا ہے اور ان فائلوں کو پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کرنل فریدی کافرستان سے غداری کرتا رہا ہے لیکن نہ ہی میں مسلمان ہوں اور نہ تم اور نہ ہی اب بلیک فورس میں کوئی مسلمان رہا ہے۔ اس لئے اب اس عمران کے مقابلے میں جب بلیک فورس آئے گی تو وہ اس سے کوئی رعایت نہ کرے گی"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"بات تو آپ کی درست ہے باس۔ لیکن"...... راٹھور نے کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر قیمت پر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ میرے ہی ہاتھوں سے ہوگا اور می جانتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان ک کسی بھی ایجنسی سے ٹکرائیں ہم اس سے ٹکرا جائیں گے۔ تم ان سلسلے میں مجھے کوئی مشورہ دو"...... کرنل موہن نے کہا۔

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ بلیک فورس کے ساتھ پاکیشیا جاکر

ان کے خلاف کام کریں گے"...... راٹھور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہاں نہیں۔ وہ لازماً مشکبار میں داخل ہوگا۔ آخر وہ کسی نہ کسی راستے سے تو داخل ہوگا۔ بھواجا پہاڑیاں مشکبار کے درمیان میں ہیں اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بہرحال کہیں نہ کہیں سے سرحد پار کرنی ہے اور میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان کے سرحد پار کرنے سے پہلے مجھے حتمی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں سے سرحد پار کریں گے۔ اس کے بعد میں ان سے خود ہی نمٹ لوں گا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"اس کا ایک آسان طریقہ ہے تو سہی"...... راٹھور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کون سا طریقہ ہے۔ جلدی بتاؤ"...... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"اگر اس علی عمران کی نگرانی کی جائے تو پتہ چل سکتا ہے اور میرے خیال میں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے"...... وہاں پاکیشیا میں بلیک فورس کے ایسے مخبر موجود ہیں جو عمران کی نگرانی اس انداز میں کر سکتے ہیں کہ عمران کو بھی اس کا پتہ نہ چل سکے گا۔ کرنل فریدی نے خاص طور پر اس کا انتظام کیا تھا۔ ایک دو کیسز میں ان مخبروں نے کام بھی کیا تھا لیکن پھر ان سے کام لینے کا موقعہ ہی نہ مل سکا"۔ راٹھور نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسے مخبر موجود ہیں لیکن ان کی کوئی فائل تو آفس میں موجود نہیں ہے"...... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"یہ فائل کرنل فریدی کی ذاتی تحویل میں رہتی تھی"۔ راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن کیا تم ان مخبروں کو جانتے ہو"۔ کرنل موہن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست کرنل فریدی سے تھا اور یقیناً کرنل فریدی نے جاتے وقت انہیں ڈیوٹی سے آف کر دیا ہوگا"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر"...... کرنل موہن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی ایسا ہے جس سے کام لیا جا سکتا ہے"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون آدمی ہے۔ تفصیل سے بات کرو۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"۔ کرنل موہن نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا دارالحکومت میں ایک آدمی ہے مارٹن۔ وہاں کے ایک کلب کا منیجر ہے۔ اس کے ذاتی طور پر عمران کے دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ گہرے تعلقات ہیں اور اس کی وجہ سے وہ عمران سے بھی ملتا رہتا ہے۔ چونکہ اس کے ہاتھ صاف ہیں اور ایک مشہور کلب کا منیجر ہونے کی وجہ سے اس کے تعلقات بھی خاصے وسیع ہیں۔ وہ عمران

گرانی کر بھی سکتا ہے اور کرا بھی سکتا ہے۔ کرنل فریدی کا وہ خاص
ں ہے۔ کرنل فریدی زیادہ تر اسی سے کام لیا کرتا تھا۔ ویسے تو شاید
کام نہ کرے لیکن اس کی ایک ایسی کمزوری کا مجھے علم ہے کہ اس
ے کام لیا جا سکتا ہے"...... راٹھور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کونسی کمزوری"...... کرنل موہن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہاں کافرستان دارالحکومت میں اس کی بہن کے نام ایک انتہائی
تی کمرشل پلازہ ہے۔ جس کا باقاعدہ مقدمہ چل رہا ہے۔ اگر اسے
ین دلا دیا جائے کہ یہ مقدمہ اس کی بہن کے حق میں کرا دیا جائے گا
وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور اس کی اطلاعات حتمی بھی
وں گی اور تفصیلی بھی۔ وہ کرنل فریدی کا خصوصی طور پر تربیت
افتہ آدمی ہے"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے۔ اس سے میری بات کراؤ فون پر"۔
کرنل موہن نے کہا اور راٹھور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی
جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس میں لکھے
ہوئے فون نمبرز چیک کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے میز
پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس لارڈز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"مارٹن سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے راٹھور بول رہا ہوں"۔
راٹھور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مارٹن بول رہا ہوں"........ چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنا
دی۔

"مارٹن۔ میں راٹھور بول رہا ہوں بلیک فورس سے"........ راٹھو
نے کہا۔

"اوہ یس۔ کیا حال ہیں مسٹر راٹھور۔ بلیک فورس ابھی قائم
ہے"۔ مارٹن نے اس بار قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ افراد کے چلے جانے سے ادارے تو ختم نہیں ہو جاتے اور
اب تو اس کے سربراہ کرنل موہن صاحب ہیں جو تجربے کے لحاظ سے
کرنل فریدی سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ لیکن فیاضی اور قدر
شناسی کے لحاظ سے یقیناً کرنل فریدی سے کہیں آگے ہیں"........ راٹھور
نے کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے"........ مارٹن نے
جواب دیا۔

"مارٹن۔ وہ دارالحکومت میں تمہاری بہن کے پلاٹ کا مسئلہ تھا۔
تم نے شاید کرنل فریدی سے بات کی تھی کیا ہوا اس پلاٹ کا"۔
راٹھور نے کہا۔

"وہ تو ویسے ہی پھنسا ہوا ہے۔ کرنل فریدی صاحب نے تو صاف
انکار کر دیا تھا کہ وہ عدالت کے فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے"۔
مارٹن نے جواب دیا۔

"اگر تمہارا یہ مسئلہ حل کر دیا جائے تو کیسا ہے"........ راٹھور نے
کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے"........ مارٹن کے لہجے میں
ت اشتیاق کی جھلک ابھر آئی تھی۔

"میں نے بتایا ہے ناں کہ کرنل موہن قدر شناس ہیں"........ اگر
بلیک فورس سے اٹیچ ہو جاؤ تو کرنل صاحب کے لئے یہ کوئی مسئلہ
یں ہے۔ ان کی ایک فون کال سے تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں
اس سلسلے میں کرنل صاحب سے بات کی ہے"........ راٹھور نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ دل وجان سے تیار ہوں۔ مجھے
کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کرنل فریدی صاحب کے لئے بھی تو میں
کرتا ہی تھا۔ کرنل موہن صاحب کے لئے کیوں نہیں کر سکتا"۔
ن نے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر کرنل موہن صاحب سے خود بات کر لو"۔ راٹھور
کہا اور رسیور کرنل موہن کی طرف بڑھا دیا۔

"چیف آف بلیک فورس کرنل موہن سپیکنگ"۔ کرنل موہن
بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"مارٹن ہوں جناب۔ کافرستان کے لئے تو میں خون کا آخری قطرہ
ہا سکتا ہوں"........ دوسری طرف سے مارٹن نے کہا۔

"ہمیں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے۔ سنو۔ کافرستان نے
کبار میں ایک انتہائی اہم ترین مشن مکمل کرنا ہے اور عمران اپنے

ساتھیوں سمیت اس مشن کے خلاف کام کر رہا ہے ۔ کافرستان کا
مشن مشکبار کے تقریباً درمیان میں واقع بھواجا پہاڑیوں میں مکمل
جارہا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ عمران اور اس
ساتھی کس طرح سے مشکبار میں داخل ہوں گے ۔ تم اس بارے
حتمی معلومات فوری طور پر مہیا کر دو تو تمہیں اس کا بھرپور معاوضہ
گا اور تمہارے اس پلاٹ کا مقدمہ بھی حتمی طور پر تمہارے حق میں
دیا جائے گا ۔ میں اس سلسلے میں خصوصی طور پر صدر مملکت سے بل
کر کے یہ کام کرادوں گا ۔ یہ میرا وعدہ رہا"...... کرنل موہن نے کہا ۔

"ٹھیک ہے سر ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کے خلاف
کام کر رہے ہیں تو یہ میرا فرض ہے کہ میں ان کے بارے میں معلوما
حاصل کر دوں ۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں ۔ آپ فکر نہ کریں
میں ان معاملات میں چونکہ پہلے بھی کام کر چکا ہوں اس لئے میرے لے
یہ معلومات حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ اگر عمران اور اس کے
ساتھی چلے نہیں گئے تو میں ایک گھنٹے بعد آپ کو فون کر دوں گا"
مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"گڈ ۔ مجھے ایسی ہی کارکردگی چاہئے"...... کرنل موہن
مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔

"تمہاری بات درست ہے راٹھور"...... اس مارٹن کا اعتماد بتا
ہے کہ یہ واقعی کام کرے گا" ۔ کرنل موہن نے راٹھور سے مخاطب ہو
کر کہا ۔

س باس ۔ یہ ان معاملات میں تربیت یافتہ ہے"...... راٹھور
لب دیتے ہوئے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

ی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور
موہن نے رسیور اٹھا لیا ۔

باس ۔ پاکیشیا سے مارٹن آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔ دوسری
ے کرنل موہن کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی ۔

س ۔ بات کراؤ"...... کرنل موہن نے کہا ۔

ہیلو سر ۔ میں مارٹن بول رہا ہوں"...... ایک لمحے کے وقفے کے
ٹن کی آواز سنائی دی ۔

س ۔ کرنل موہن سپیکنگ"...... کرنل موہن نے باوقار لہجے
ا ۔

سر ۔ میں نے حتمی معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ پاکیشیائی سیکرٹ
کے چار ممبرز پاکیشیائی مشکبار کے دارالحکومت روانہ ہو رہے
ے عمران ان سے علیحدہ وہاں پہنچے گا ۔ وہاں کا ایک مشہور سمگلر
پ کا ٹھیا انہیں خفیہ طور پر کافرستانی مشکبار کے شہر کاچار پہنچائے
س باغ ہوٹل میں یہ قیام کریں گے ۔ عمران ان سے رابطہ میں
ے گا"...... مارٹن نے کہا ۔

ہوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ یہ کاچار تو بھواجا پہاڑیوں کے بالکل قریب
یکن تم نے اس قدر جلد اور حتمی معلومات کیسے حاصل کر لیں" ۔
موہن کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"میں پہلے بھی عمران کے خلاف کام کرتا رہا ہوں جناب اور کر فریدی نے خصوصی طور پر اس سلسلے میں مجھے تربیت دی تھی۔ کر فریدی صاحب کی مدد سے میں نے دارالحکومت میں ایک خاص ج ایسی خفیہ مشین نصب کی ہوئی ہے جس سے عمران کے ذاتی فلی اس کے دوسرے اڈے رانا ہاؤس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل سے فون پر ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ ک لی جاتی ہے۔ یہ مشین خصوصی طور پر آن کی جاتی ہے۔ ہر وقت اسے آن نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسی صورت میں ٹریس بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کا فون ملنے پر میں نے جا کر اس مشین کو آن کیا تو اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت ایک فون کال سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی طرف سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کی جا رہی تھی۔ اس کال کی مدد سے یہ معلومات حاصل کی گئی ہیں"....... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا یہ کال تم نے ریکارڈ کر لی ہے"....... کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر"....... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے مجھے سنوا سکتے ہو اس فون پر"....... کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔ ایسا سسٹم یہاں موجود ہے۔ میں پ بھی کرنل فریدی صاحب کو سنواتا رہا ہوں"....... دوسری طرف سے مارٹن نے کہا۔

"او۔ کے"....... کرنل موہن نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک بھر آئی تھی۔

"ہیلو سر"....... چند لمحوں بعد مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"یس"....... کرنل موہن نے کہا۔

"ٹیپ سنیئے"....... دوسری طرف سے مارٹن نے کہا اور پھر چند وں کے وقفے کے بعد ایک بھاری اور سرد آواز سنائی دینے لگی۔

"یہ انتہائی اہم ترین مشن ہے۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان چاروں نے آزاد مشکبار کے دارالحکومت پہنچ کر ہوٹل فائیو سٹار میں رہائش رکھنی ہے۔ وہاں ان کے لئے کمرے بک ہو چکے ہیں۔ صفدر تمہارا لیڈر ہو گا۔ کاٹھیا گروپ وہاں کا ایک مشہور سمگلر گروپ ہے۔ اس کا آدمی تم سے خود ہی رابطہ کرے گا۔ کوڈ بلا سنڈ اٹیک ہو گا۔ وہ آدمی تم چاروں کو مقبوضہ مشکبار کے شہر کاچار کے ہوٹل باغ میں ہنچا دے گا اور تمہارے لئے کاغذات بھی وہی تیار کرائے گا۔ عمران ہاں تم سے آ کر ملے گا اور پھر تمہیں لیڈ کرے گا۔ اگر عمران دو روز کے ندر اندر تم سے رابطہ نہ کرے تو اس باغ ہوٹل کے مینجر احسن کو ون کر کے عمران کے متعلق دریافت کر سکتے ہو۔ اس مشن میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کی جائے گی"....... گڈ بائی۔

"ہاں۔ کیا عمران کسی اور راستے سے وہاں پہنچے گا"....... ایک سوانی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اس مشن کے سلسلے میں اس نے ضروری انتظامات کرنے

ہیں اس لئے وہ علیحدہ وہاں پہنچے گا اور کوئی بات "...... اسی بھاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نو باس "...... نسوانی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ آنی بند ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ آپ نے ٹیپ سن لیا ہے "...... مارٹن کی آواز سنائی

"ہاں۔ کیا اس عورت کے بارے میں تم جانتے ہو "...... کر موہن نے کہا۔

"یس سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ایک عورت ہے۔ جولیانا واٹر اس کا نام ہے۔ سوئس نژاد ہے "...... مارٹن نے جواب د ہوئے کہا۔

"اوکے "...... تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تمہیں ا کا انتہائی شاندار انعام ملے گا۔ تم قطعی فکر نہ کرو۔ اس مشن کے مکم ہوتے ہی میں تمہارے مقدمے میں ذاتی دلچسپی لے کر اسے تمہار حق میں کرا دوں گا "...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے میں کہا۔

"تھینک یو سر "...... دوسری طرف سے مارٹن کی مسرت بھر آواز سنائی دی اور کرنل موہن نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا ک اس قدر جلد اور اس قدر حتمی معلومات بھی مل سکتی ہیں۔ اب تو می اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا دیکھ

"۔ کرنل موہن نے رسیور رکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ سارا سیٹ اپ کرنل فریدی کا ہے ورنہ مارٹن اپنے طور پر اس قدر بے داغ سیٹ اپ کیسے کر سکتا تھا اور پھر اتفاق سے کال بھی ہو رہی تھی لیکن ایک بات پھر بھی عرض کر دوں کہ آپ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایزی ٹیک نہ کریں۔ یہ لوگ حد سے زیادہ خطرناک ہیں اگر انہیں ذرا بھی خطرہ محسوس ہوا تو چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جائیں گے "...... راٹھور نے کہا۔

"اب میں انہیں پھسلنے نہ دوں گا۔ میرا نام کرنل موہن ہے تم ابھی مجھے اچھی طرح جانتے ہی نہیں۔ اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں نے اب ان لوگوں پر جال پھینکنے کی تیاریاں کرنی ہیں "...... کرنل موہن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ راٹھور بھی کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کافرستانی مشکبار کے شہر کاچار کے ہوٹل باغ کے ایک کمرے میں صفدر۔ تنویر۔ کیپٹن شکیل اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چاروں میک اپ میں تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا۔ کاغذات کے لحاظ سے وہ کاروباری افراد تھے اور نوادرات کا بزنس کرتے تھے۔ کاچار میں ان کی آمد بھی اس بزنس کے سلسلے میں ہی تھی۔

"اس بار چیف نے جولیا کو ساتھ کیوں نہیں بھیجا ہو گا"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ مشن انتہائی اہم اور انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کیا جائے گا۔ اس لئے چیف نے جولیا کو ساتھ بھیجنا مناسب نہ سمجھا ہو گا"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ اس بار چیف نے ہمیں اس مشن کے سلسلے میں جولیا کے ذریعے باقاعدہ بریف کیا ہے ورنہ تو سوائے

مران کے [illegible] کو اصل مشن کا سرے سے علم ہی نہیں ہوتا تھا"۔ ہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا یئے۔

"اب عمران کا نجانے کب تک انتظار کرنا پڑے" .... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا دروازے پر دستک ہوئی اور وہ چاروں چونک پڑے۔

"کون ہے" .... تنویر نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"رقیب۔ یہ میرے علاوہ اور کس کی جرات ہے کہ دستک دے سکے" .... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور کمرے میں موجود سب افراد کے چہرے عمران کی آواز سن کر اس طرح چمک اٹھے جیسے صحرا میں بھٹکے ہوئے آدمی کو پانی نظر آ گیا ہو۔ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور عمران جو میک اپ میں تھا اندر داخل ہوا۔

"شکریہ۔ تم بھی واقعی جی دار رقیب ہو کہ دستک پر دروازہ کھول تو دیتے ہو" .... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہیں رقیب سمجھتا ہی نہیں۔ سمجھتا ہوتا تو اب تک تم پر قبر کے دروازے کب کے کھل چکے ہوتے" .... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا اور کمرے میں موجود باقی ساتھی تنویر کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران بھی تنویر

کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکریہ۔ شکریہ۔ یہ تو واقعی میرے لئے خوشخبری ہے۔ میں خواہ مخواہ یہی سمجھتا رہا کہ تم میرے رقیب ہو اور تمہارے خوف کی وجہ سے اس گلی تک جانے کی ہمت نہ کر سکا۔ اب تو میں سینہ پھلائے اور گردن اکڑائے وہاں جاؤں گا۔ اب ڈر کا ہے کا"...... عمران نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم جا کر تو دیکھو۔ نتیجہ خود ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا"۔ تنویر نے واپس آتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بالکل بالکل۔ نتیجہ باقاعدہ اخبارات اور رسائل میں چھپے گا۔ اب تو رسائل نے باقاعدہ اس نتیجے کے رنگین صفحات شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اخبارات اور رسائل میں مرنے والوں کے فوٹو بھی شائع ہوتے رہتے ہیں"...... تنویر نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ وہ نتیجہ تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ پہلے آپ بتائیں کہ اس مشن کے سلسلے میں اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس بار تو چیف نے اس بارے میں انتہائی سخت ہدایات دے کر بھیجا ہے ہمیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر موضوع بدلا نہ گیا تو عمران باز نہیں آئے گا اور تنویر ابھی تو مسکرا ہی رہا تھا پھر لازماً اس کا پارہ چڑھ

جائے گا اور معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے۔

"کرنا کیا ہے۔ میرا اور تنویر کا کوہ نوردی کا مقابلہ ہو گا جو پہلے چوٹی پر پہنچ گیا وہ سوئمبر جیت جائے گا۔ تم تینوں منصف بنائے گئے ہو۔ تم چیف کو نتیجے کی اطلاع دو گے اور پھر چوہارے بٹیں گے۔ بینڈ باجے بجیں گے۔ رسائل میں رنگین فوٹو اور مرنے والوں کے لئے مخصوص کالم میں ایک خبر بھی چھپ جائے گی کہ ایک صاحب بینڈ باجوں کی آواز سن کر ہی راہی ملک عدم ہو گئے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ وہ بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بھواجا پہاڑیاں تو جنگلات سے پر ہیں۔ یہاں تو لازماً سرکاری کنٹرول بھی ہو گا اور لکڑی کاٹنے والوں کے مخصوص پوائنٹ بھی۔ پھر ایسی پہاڑیوں پر اس قدر خفیہ سٹور کیسے بنایا جا سکتا ہے"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"بھواجا پہاڑیوں پر واقعی گھنے جنگلات موجود ہیں لیکن یہ جنگلات عمارتی لکڑی کے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پہاڑیاں انتہائی دشوار گزار بھی ہیں اور یہاں درندے بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہاں باقاعدہ آبادیاں نہیں ہیں البتہ شکاریوں کے لئے ہٹس وغیرہ بنے ہوئے ہیں لیکن حکومت کی اجازت کے بغیر شکار نہیں کھیلا جا سکتا"...... عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی یہاں محفوظ سٹور بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اب اسے تلاش کیسے کیا جائے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں تم لوگوں سے علیحدہ آیا ہی اس لئے تھا کہ پہلے بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کر لوں۔ میں تم سے دو روز پہلے یہاں پہنچا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا معلومات حاصل ہوئیں۔ کوئی لائحہ عمل"....... صفدر نے کہا۔

"میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق صورت حال انتہائی پیچیدہ ہے۔ ان پہاڑیوں پر گذشتہ ایک ہفتے سے باقاعدہ فوجی چوکیاں اور چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ پہاڑیوں کے اوپر باقاعدہ ایک اڈہ بنایا گیا ہے جس پر انتہائی جدید چیکنگ مشینری نصب ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے افراد بھی جگہ جگہ پہاڑیوں میں خفیہ طور موجود ہیں۔ ان تمام راستوں پر جو ان پہاڑیوں میں دروں کی صورت میں جاتے ہیں چیک پوسٹس بنا دی گئی ہیں اور ان پہاڑیوں کے گرد جو چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں وہاں بھی فوجی موجود ہیں۔ مختصر یہ کہ ان پہاڑیوں پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کا مکمل قبضہ ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی صورت حال انتہائی پیچیدہ ہے"....... صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے کام کرنا زیادہ آسان ہے۔ ہم ان فوجیوں میں سے اپنے قد و قامت کے افراد کو ختم کر کے ان کا روپ دھار سکتے ہیں اور پھر اس سٹور تک پہنچنے میں ہمیں کوئی نہیں روکے گا"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ سٹور خاص قسم کے ہتھیاروں کا ہے اور ان ہتھیاروں کو عام ہتھیاروں سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ایک مخصوص قسم کا ہتھیار استعمال کرنا پڑے گا جس میں ایسی گیس بھری ہوئی ہے جس کے فائر کے بعد ہر ہتھیار بے کار ہو جائے گا۔ لیکن یہ گیس فائر کرنے والی گن مخصوص قسم کی ہے اور آسانی سے چیک ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہے"....... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"آپ نے لازماً کوئی پلاننگ کی ہو گی"....... اس بار چوہان نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کی تو ہے"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا"....... سب نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔

"بڑی سادہ سی پلاننگ ہے۔ ایک مولوی دو گواہ۔ ایک کلو چھوارے۔ ایک منہ دکھائی کی انگوٹھی اور پلاننگ مکمل"....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک قبر کا بھی اضافہ کر لو اس پلاننگ میں"....... تنویر نے

غراتے ہوئے کہا جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"بالکل کر لوں گا۔ اس پر سنگ مرمر کا کتبہ بھی لگاؤں گا جس پر ہو گا۔ حسرت اس غنچے پہ جو بن کھلے مرجھا گیا اور نیچے غنچے کی تفصیل گی۔ لمبا قد بھاری جسم۔ چوڑا چہرہ۔ رنگ گورا۔ نام زنانہ۔ پیش رقابت"...... عمران کی زبان چل پڑی اور کمرہ بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ظاہر ہے سب سمجھتے تھے کہ عمران تنویر کے متعلق بات کر رہا ہے۔

"یہ تو جب قبر بنے گی تو پتہ چلے گا کہ اس پر کس کا کتبہ لگتا ہے"۔ تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ مشن کے آغاز میں ایسی باتیں بدشگونی کی ذیل میں آتی ہیں۔ آپ پلاننگ بتا رہے تھے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ وہ پلاننگ تو واقعی درمیان میں ہی رہ گئی۔ پلاننگ واقعی بڑی سادہ سی ہے"...... شاگل لپنے گروپ سمیت انتظامات کا جائزہ لینے آئے گا لپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں اور جائزہ لے کر چلا جائے گا

"بس پلاننگ مکمل"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ آپ شاگل کے میک اپ میں وہاں جائیں گے۔ لیکن عمران صاحب۔ یہ معاملہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے" صفدر نے کہا۔

"شاگل کو اگر اس مشن میں شامل نہیں کیا گیا تو پھر اسے وہاں

نے بھی نہ دیا جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن شاگل تو سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر استعمال کرتا ہے۔ وہ ب پیدل تو پہاڑیوں پر نہ چڑھے گا اور سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر یہاں وجود ہی نہ ہو گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس عمر میں اس قدر عقلمندی کی بات۔ ارے کہیں مر سے پہلے تو عقل داڑھ نہیں نکل آئی تمہاری"...... عمران نے کہا ور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم نے خود ہی احمقانہ پلاننگ بنائی ہے۔ اپنی عقل داڑھ تو سنبھالو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس کے اس ندازپر ہنس پڑے۔

"تنویر کی بات درست ہے عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ غلط ہے اس لئے تو میں اس کی عقلمندی کی تعریف کر رہا ہوں۔ جہاں تک ہیلی کاپٹر کا تعلق ہے۔ وہ تو ظاہر ہے یہاں میسر نہیں ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر کافرستان جانا ہو گا۔ وہاں سے ہم شاگل اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں یہاں آئیں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شاگل کو علیحدہ رکھا گیا ہے تو یہی بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ اس مشن کی پلاننگ یقیناً کافرستان کے وزیراعظم نے کی ہو گی اور وہ شاگل کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن کافرستان کے صدر شاگل کی پشت پر ہیں اس لئے جب پریذیڈنٹ ہاؤس

سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو کال کیا جائے گا اور کہا جائے گا
کافرستان سیکرٹ سروس سارے مشن کو سپروائز کرے گی تو پھر کو
بھی شاگل کو سپروائز کرنے سے نہ روک سکے گا"...... عمران نے کہا
سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"پلاننگ طویل تو ضرور ہے لیکن بہرحال قابل عمل ہے"۔ صفد
نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔
اچانک سرر کی تیز آواز چھت کی طرف سے سنائی دی اور ان سب نے
بے اختیار چونک کر اوپر کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت انہیں یوں
محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں کو کسی سیاہ چادر نے ڈھانپ لیا ہو۔ یہ
سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا کہ حقیقتاً وہ سنبھل ہی نہ سکے تھے
اور ان کے حواس اندھیرے میں ڈوبتے چلے گئے۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں کرنل موہن بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے انداز میں بے پناہ بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ بار بار اپنے ہونٹ کاٹتا۔ مٹھیاں بھینچتا اور پھر کھول دیتا کمرے کے ایک کونے میں موجود میز پر ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور کرنل موہن بار بار اس ٹرانسمیٹر کو اس طرح دیکھ رہا تھا کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتہائی بے چینی سے انتظار ہے۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"یس کم ان"...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور راٹھور اندر داخل ہوا۔

"باس۔ آپ نے مجھے بلایا ہے"..... راٹھور نے اندر آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانتے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے تاکہ تم انہیں شناخت کر سکو"…… کرنل موہن نے کہا تو راٹھور چونک پڑا۔

"عمران اور اس کے ساتھی"…… راٹھور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ جلد ہی یہاں ہمارے خفیہ اڈے پر پہنچ جائیں گے۔ مجھے اس اطلاع کا شدت سے انتظار ہے"…… کرنل موہن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ تو کیا آپ انہیں اغوا کرا رہے ہیں"…… راٹھور نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں"…… کرنل موہن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مگر باس۔ پہلے تو آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ انہیں اسی ہوٹل کے کمرے میں ہی بم مار کر ختم کر دیا جائے گا"…… راٹھور نے کہا۔

"ہاں…… پہلے میرا یہی خیال تھا لیکن پھر میں نے اپنا خیال بدل دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ بم کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ ٹکڑے نہ بھی اڑے تو بہرحال ان کے چہرے ضرور اس حد تک مسخ ہو جائیں گے کہ شاید انہیں پہچانا نہ جا سکے اور اس صورت میں کوئی بھی یقین نہ کرے گا کہ بلیک فورس نے یہ کارنامہ سر انجام دے دیا ہے۔ اس لئے میں نے پروگرام بدل دیا ہے۔ اب انہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا جائے گا۔ ان کا میک اپ صاف

کیا جائے گا۔ تم انہیں شناخت کرو گے۔ پھر ان کا خاتمہ ہو گا۔ اس کے بعد ان کی لاشوں کی نمائش کی جائے گی۔ پھر تو سب کو یقین آ جائے گا"…… کرنل موہن نے مزے لے لے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس…… یہ اقدام انتہائی خطرناک ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر انہیں ایک لمحہ بھی مل گیا تو یہ حیرت انگیز طور پر سچوئیشن بدل لیتے ہیں۔ آپ وہی پہلے والے فیصلے پر ہی قائم رہیں"…… راٹھور نے کہا۔

"شٹ اپ۔ میرا نام کرنل موہن ہے۔ کرنل موہن۔ سمجھے۔ آئندہ میرے سامنے اس طرح کی بزدلی کی باتیں کیں تو میں سخت ایکشن لوں گا۔ بے ہوش افراد کس طرح سچوئیشن بدل سکتے ہیں۔ نانسنس"…… کرنل موہن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راٹھور کچھ کہتا۔ میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور کرنل موہن اس طرح ٹرانسمیٹر پر جھپٹا جیسے چیل گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹتی ہے۔ اس نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ دھرمیندر سپیکنگ۔ اوور"…… ایک آواز سنائی دی۔

"یس کرنل موہن۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"…… کرنل موہن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وکٹری باس۔ ہم نے ان پانچوں کو بے ہوش کر کے ہوٹل سے نکال لیا ہے اور اب انہیں ویگن میں ڈال کر ٹاپ پوائنٹ پر لے آ رہے ہیں۔ اوور"…… دھرمیندر نے کہا۔

"پوری رپورٹ دو تفصیل کے ساتھ ۔ اوور"...... کرنل موہن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ پہلے ہوٹل میں چار افراد پہنچے ۔ کاغذات کی رو سے وہ بزنس مین تھے اور نوادرات کے کاروبار سے ان کا تعلق تھا پلاننگ کے تحت ان کے کاغذات کی چیکنگ کے لئے کاؤنٹر پر روکے گئے اور پھر ان کی کاپیاں تیار کی گئیں اور کاغذات انہیں واپس کر دیئے گئے ۔ ان کاپیوں کا انہیں علم نہ ہو سکا اور وہ مطمئن ہو کر چلے گئے ۔ ہوٹل کے ہر کمرے میں جو خالی تھا بے ہوش کرنے والا خصوصی سسٹم پہلے ہی نصب کر دیا گیا تھا ۔ ان کے کاغذات کی دارالحکومت سے فیکس کے ذریعے چیکنگ کی گئی تو کاغذات جعلی تھے ۔ اس پر ہمیں یقین ہو گیا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں لیکن پانچواں آدمی نہ آ رہا تھا اسلئے اس کی آمد کا انتظار کیا جاتا رہا ۔ تھوڑی دیر پہلے وہ پانچواں آدمی بھی کمرے میں پہنچ گیا بوائے نے جب اس کی آمد کی اطلاع دی تو بوائے سے اس کے قدوقامت اور جسامت کی مکمل تفصیلات حاصل کی گئیں ۔ جب یقین ہو گیا کہ یہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے تو اس کمرے میں موجود بے ہوش کرنے والے سسٹم کو آن کیا گیا ۔ لیکن سر جب سسٹم کو آن کیا گیا تو پتہ چلا کہ ہوٹل کی الیکٹرک رو کسی فنی نقص کی وجہ سے بند ہے ۔ چنانچہ ہم انتظار میں رہے اور پھر جیسے ہی الیکٹرک رو بحال ہوئی ۔ سسٹم چونکہ پہلے ہی آن تھا اس لئے اس نے فوری طور پر کام کر دیا اور نتیجہ یہ کہ یہ پانچوں فوری طور پر بے ہوش ہو گئے یہ سب ایک ہی

کمرے میں موجود تھے ۔ ہم اس کمرے میں گئے تو وہ پانچوں واقعی بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ لیکن آپ کی چونکہ انتہائی سخت ہدایات تھیں اس لئے بے ہوشی کے باوجود ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر ایک خفیہ راستے سے ہوٹل سے باہر لایا گیا ۔ ان کا سامان بھی ساتھ ہی لایا گیا اور پھر انہیں ایک ویگن میں ڈال کر وہاں سے پہلے تھری ایکس میں لایا گیا ۔ یہاں سے دوسری ویگن میں انہیں شفٹ کیا گیا اور اب یہ ویگن ٹاپ پوائنٹ کی طرف آ رہی ہے ۔ میں خود ویگن میں ساتھ آ رہا ہوں ۔ اوور"...... دھریندر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او ۔ کے...... پوری احتیاط سے ٹاپ پوائنٹ پر پہنچو ۔ ان لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا ۔ کہیں یہ لوگ راستے میں ہی ہوش میں نہ آ جائیں ۔ اوور"...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس کرنل ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میں پوری طرح محتاط ہوں ۔ اوور"...... دھریندر نے جواب دیا۔

"میں ٹاپ پوائنٹ پر تمہارا منتظر ہوں ۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل موہن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"آؤ راٹھور ۔ اب میں تمہیں دکھاؤں کہ یہ لوگ کتنے چالاک اور خطرناک ہیں"...... کرنل موہن نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں

راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا راٹھور نے بے اختیار کندھے اچکائے اور پھر اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ورکس اینڈ ریڈرز
جدہ جلد ساز
کالونی

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کی دوسری طرف سے شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل کے لہجے میں سختی تھی۔

"آتما رام بول رہا ہوں باس۔ عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن کے آدمیوں کی قید میں چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس طرح۔ کہاں"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ کا خیال درست تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھواجا پہاڑیوں پر ریڈ کرنے کے لئے کاچاری پہنچے تھے اور میرے ساتھی کاچار میں ان کی تلاش میں موجود تھے۔ ہمیں چار آدمیوں کے ایک گروپ پر شک گزرا۔ لیکن چونکہ ان میں عمران کی قدوقامت کا آدمی نہ تھا اس

لئے ہم نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ ہم نے ٹرانسمیٹر کال کیچ کرنے کے لئے خصوصی آلہ کاچار میں نصب کیا ہوا تھا ہمیں یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی لازماً ٹرانسمیٹر کال ایک دوسرے کو کریں گے اور اس کال کی مدد سے ہم ان کا سراغ لگا لیں گے اور پھر ایک ٹرانسمیٹر کال ہم نے کیچ کر لی جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا ذکر تھا لیکن اس کال سے یہ بات سامنے آئی کہ جن چار افراد کو ہم نے نظر انداز کر دیا تھا اور جو ہوٹل باغ میں ٹھہرے تھے وہی دراصل عمران کے ساتھی تھے اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اور عمران ان سے علیحدہ یہاں آیا تھا اور ان چاروں سے آملا۔ بلیک فورس کے آدمی ان کی تاک میں تھے۔ انہیں شاید پہلے سے اس سارے سیٹ اپ کا علم تھا اور انہوں نے اس کے لئے خصوصی انتظامات کر رکھے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان سب کو ہوٹل کے کمرے میں ہی بے ہوش کر دیا اور خفیہ راستے سے ہوٹل سے نکال کر لے گئے۔ کرنل موہن کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے پاتھاری میں اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ کال کرنل موہن کے خاص آدمی دھریندر کی طرف سے کرنل موہن کو کی گئی تھی اور دھریندر نے پوری تفصیل کرنل موہن کو ٹرانسمیٹر پر بتا دی۔ یہ کال ایک ویگن سے کی جا رہی تھی اور ویگن کاچار سے پاتھاری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم اس وقت ایسی جگہ پر ہیں کہ ہم اس ویگن کو پاتھاری پہنچنے سے پہلے روک سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم میں اس ویگن میں موجود ہیں۔ اب آپ جیسے

حکم دیں"...... آتما رام نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کرنل موہن اس کا کریڈٹ لینا چاہتا ہے۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ یہ کریڈٹ صرف اور صرف سیکرٹ سروس ہی لے سکتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس ویگن پر قبضہ کر لو اور کرنل موہن کے سب ساتھیوں کا خاتمہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے یہاں میرے پاس تساکانہ لے آؤ۔ پوری احتیاط سے کام لینا۔ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے کہ کس نے اس ویگن پر حملہ کیا ہے۔ وزیراعظم صاحب کرنل موہن کی پشت پر ہیں۔ اگر انہیں یہ اطلاع مل گئی کہ سیکرٹ سروس نے اس ویگن پر حملہ کیا ہے تو پھر ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ سمجھ گئے ہو"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"لیس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں صرف آپ کی طرف سے اجازت کی ضرورت تھی۔ ویسے اگر آپ کہیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس بے ہوشی کے عالم میں خاتمہ کر دیا جائے اور پھر ان کی لاشیں آپ کے پاس لے آئی جائیں"...... آتما رام نے کہا۔

"کیا وہ اصل شکلوں میں ہیں"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ عمران کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ اس کے چاروں ساتھیوں نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے"...... آتما رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے میک اپ چیک کر لئے ہیں۔ کیا وہ واقعی عمران کے ساتھی ہیں"...... شاگل کے لہجے میں اس بار غصہ تھا۔

"نہیں جناب ابھی تو وہ ہمارے ہاتھ لگے ہی نہیں ہم کیسے میک اپ چیک کر سکتے ہیں"...... اس بار آتما رام نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو احمق آدمی۔ الو کی دم۔ جب تک چیکنگ نہ ہو جائے۔ ان لوگوں کا خاتمہ ہمیں کیا فائدہ دے گا"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... آتما رام نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سمجھ گئے ہو تو اب مزید بک بک بند کرو اور انہیں کور کر کے میرے پاس پہنچا دو۔ لیکن خیال رکھنا۔ اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تمہارے ساتھ تمہاری آتما کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ نانسنس"۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"نانسنس۔ عقل تو ان میں ہے ہی نہیں"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی وہ بڑبڑا ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اب کیا ہو گیا ہے"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اس کا خیال تھا کہ آتما رام نے کوئی بات پوچھنے کے لئے

دوبارہ فون کیا ہے۔

"ریکھا بول رہی ہوں شاگل۔ خیریت ہے۔ کس پر اتنا غصہ آ رہا ہے تمہیں"...... دوسری طرف سے ریکھا کی ہنستی مسکراتی آواز سنائی دی۔ ریکھا کے ساتھ ایک کیس کے دوران اس کا زبردست جھگڑا ہو گیا تھا اور شاگل نے ریکھا پر ہاتھ بھی اٹھا دیا تھا۔ اس وقت ریکھا اور کاشی پاور ٦ ایجنسی کو ختم کر کے سیکرٹ سروس میں شامل تھیں۔ لیکن اس جھگڑے کے بعد صدر مملکت نے ان دونوں کے درمیان دوبارہ صلح کرا دی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پاور ٦ ایجنسی دوبارہ بحال کر دی گئی تھی اور ریکھا اب مستقل طور پر پاور ٦ ایجنسی کی ہی سربراہ تھی اور کاشی بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ چونکہ صدر مملکت نے اسے واضح طور پر تنبیہ کر دی تھی کہ اگر آئندہ اس نے ریکھا سے بدتمیزی کی تو پھر اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ اس لئے شاگل تب سے ریکھا کے ساتھ سنبھل کر ہی بات کیا کرتا تھا جبکہ پاور ٦ ایجنسی کی چیف بننے اور شاگل سے صلح کے بعد ریکھا نے اسے ایک اور انداز میں ڈیل کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اس سے اس طرح ہنس کر اور طنزیہ لہجے میں بات کرتی جیسے اسے چڑا رہی ہو۔ اب بھی اس کا انداز تمسخرانہ تھا۔

"اوہ مادام ریکھا تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگر اس کا بس چلتا تو اپنے دانت ریکھا کے نرم و نازک گلے پر ڈریکولا کی طرح گاڑ دیتا۔

معلوم ہے کہ تم انتہائی تجربہ کار اور گھاگ آدمی ہو۔ تمہارے مقابلے میں وہ کرنل موہن ہو یا ملٹری انٹیلی جنس کا نیا چیف کرنل داس ہو۔ دونوں ہی بچے ہیں۔ بس مسئلہ ہے تمہاری جذباتیت کا۔ جس کی وجہ سے تم اب تک ایک بار بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ تو کیوں نہ پاور ایجنسی اور سیکرٹ سروس مل کر کام کریں۔ میرا وعدہ کہ سب کریڈٹ تمہارے کھاتے میں ہی جائے گا"...... ریکھا نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن تم نجانے کیوں اپنی باتوں سے مجھے غصہ دلا دیتی ہو۔ حالانکہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے غصہ دلانا ایسے ہی ہے جیسے سوئے ہوئے شیر کو جگانا۔ ورنہ میں تو تمہاری قدر کرتا ہوں"...... شاگل نے اس بار بڑے خوشگوار انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ریکھا کی اس بات نے کہ کرنل موہن اور کرنل داس دونوں اس کے سامنے بچوں جیسی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاگل کو خاصی تسکین پہنچائی تھی اور اس وجہ سے اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔

"اب مجھے تمہاری طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے۔ اب میں ایسی کوئی بات نہ کروں گی"...... ریکھا نے لاڈ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ تم کہاں سے بول رہی ہو"...... شاگل نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ریکھا کوئی چھوٹی سی بچی ہو جسے وہ اپنی

سرپرستی میں لے کر اس پر احسان کر رہا ہو۔

"آناولی سے۔ کیوں"...... دوسری طرف سے ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو تم اس وقت بہت دور ہو۔ ورنہ میں چاہتا تھا کہ تم بھی اس جشن میں شریک ہو جاؤ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کی صورت میں یہاں میرے پاس تھوڑی دیر بعد منایا جانے والا ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ۔ کیا واقعی وہ تمہارے قبضے میں آ چکے ہیں"...... ریکھا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں اور اب وہ بے ہوشی کے عالم میں میرے پاس پہنچنے والے ہیں اس کے بعد ان کے جسموں پر میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں برساؤں گا اور پھر جشن مناؤں گا۔ پھر اس کرنل موہن کو معلوم ہو گا کہ شاگل کی کیا حیثیت ہے۔ پھر اسے معلوم ہو گا کہ شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے کے کیا معنی ہوتے ہیں"...... شاگل نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آخرکار تم ہی کامیاب رہو گے۔ میری طرف سے پیشگی مبارک باد قبول کرو۔ سمجھو کہ میں اس جشن میں یہاں بیٹھے بیٹھے شریک ہوں۔ لیکن یہ ہوا کس طرح۔ کیا تم مجھے تفصیل بتاؤ گے"...... ریکھا نے بڑے مسرت بھرے اور جذباتی لہجے میں کہا۔

"پہلے تو شاید نہ بتاتا لیکن اب تمہارے رویے کی وجہ سے بتا رہا ہوں"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاچار میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد۔ پھر کرنل موہن کے آدمیوں کی کارروائی اور اس کے اپنے آدمی آتما رام کی کال اور اسے دیئے ہوئے احکامات کی تمام تفصیل پورے جوش و خروش سے بتا دی۔

"اوہ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔ مبارکباد۔ میں تمہیں پھر فون کروں گی حقیقی مبارکباد کے لئے"۔ ریکھا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب آئی ہو ناں سیدھی راہ پر۔ اب پتہ چلا کہ شاگل کیا حیثیت رکھتا ہے"...... شاگل نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔ اسے یقین تھا کہ آتما رام کا فون ہو گا۔

"یس شاگل سپیکنگ"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل موہن کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کرنل موہن۔ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آدمی آتما رام نے میرے آدمیوں پر حملہ کیا ہے اور ہم ے ہمارا شکار چھیننے کی کوشش کی ہے لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ کرنل موہن ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ تمہارے باقی سارے آدمی ک ہو چکے ہیں اور آتما رام ہمارے قبضے میں ہے۔ اس نے سب کچھ ل دیا ہے اور اب میں اسے وزیراعظم کے سامنے پیش کروں گا اور سنو گر آئندہ تم نے یا تمہارے آدمیوں نے میرے معاملات میں مداخلت رنے کی کوشش کی تو تمام تر نتائج کی ذمہ داری تمہاری ہو گی"۔ وسری طرف سے کرنل موہن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاگل رسیور ہاتھ میں پکڑے کسی بت ی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ"...... شاگل نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور اس نے لاشعوری طور پر ریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا۔ اب اس وزیراعظم کا سارا غصہ پر ہی اترے گا اور ان حالات میں تو صدر مملکت بھی میری سائیڈ نہ لے سکیں گے۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے ہا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ آتما رام کے کرنل موہن کے اتھ لگ جانے کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا ہ آتما رام سب کچھ اگل دے گا اور اس کے بعد...... بس اس کے بعد سوچ کر ہی اسے چکر سے آ رہے تھے۔ لیکن اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

"پہلے تو شاید نہ بتاتا لیکن اب تمہارے روپے کی وجہ سے بتا رہا ہوں "....... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاچار میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد۔ پھر کرنل موہن کے آدمیوں کی کارروائی اور اس کے اپنے آدمی آتما رام کی کال اور اسے دیئے ہوئے احکامات کی تمام تفصیل پورے جوش وخروش سے بتادی۔

"اوہ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔ مبارکباد۔ میں تمہیں پھر فون کروں گی حقیقی مبارکباد کے لئے"۔ ریکھا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب آئی ہو ناں سیدھی راہ پر۔ اب پتہ چلا کہ شاگل کیا حیثیت رکھتا ہے"....... شاگل نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے جلدی سے رسیور اٹھالیا۔ اسے یقین تھا کہ آتما رام کا فون ہوگا۔

"یس شاگل سپیکنگ"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے کرنل موہن کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کرنل موہن۔ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آدمی آتما رام نے میرے آدمیوں پر حملہ کیا ہے اور ہم
ے ہمارا شکار چھیننے کی کوشش کی ہے لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں
کہ کرنل موہن ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ تمہارے باقی سارے آدمی
لاک ہو چکے ہیں اور آتما رام ہمارے قبضے میں ہے۔ اس نے سب کچھ
یک دیا ہے اور اب میں اسے وزیراعظم کے سامنے پیش کروں گا اور سنو
گر آئندہ تم نے یا تمہارے آدمیوں نے میرے معاملات میں مداخلت
رنے کی کوشش کی تو تمام تر نتائج کی ذمہ داری تمہاری ہو گی"۔
دوسری طرف سے کرنل موہن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاگل رسیور ہاتھ میں پکڑے کسی بت
کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ"....... شاگل
نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور اس نے لاشعوری طور پر
کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا۔ اب اس وزیراعظم کا سارا غصہ
جھ پر ہی اترے گا اور ان حالات میں تو صدر مملکت بھی میری سائیڈ نہ
لے سکیں گے۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"....... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ آتما رام کے کرنل موہن کے
ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا
کہ آتما رام سب کچھ اگل دے گا اور اسی کے بعد....... بس اس کے بعد
کا سوچ کر ہی اسے چکر سے آرہے تھے۔ لیکن اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

وہ مسلسل اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ آخرکار اس نے فیصلہ کیا کہ وہ صدر مملکت کو کال کر کے پہلے سے ہی بریف کر دے۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس شاگل بول رہا ہوں"۔ شاگل کے لہجے میں پہلے والا کروفر سرے سے ہی مفقود تھا۔ وہ مردہ سے لہجے میں بول رہا تھا۔

"ریکھا بول رہی ہوں شاگل۔ کیا ہوا تمہیں۔ تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے تمہارے جسم سے روح ہی نکل گئی ہو"........ ریکھا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کچھ نہیں۔ دراصل میں اس وقت بے حد پریشان ہوں۔ اس آتما رام کی حماقت کی وجہ سے سارا پلان ہی خراب ہو گیا ہے۔ وہ کرنل موہن کے ہاتھ لگ گیا ہے اور کرنل موہن نے ابھی مجھے فون کر کے دھمکیاں دی ہیں۔ وہ وزیراعظم کا خاص آدمی ہے اس لئے میں پریشان ہوں"........ شاگل نے آخرکار اصل بات اگل دی۔

"ارے اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ریکھا کی موجودگی میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا آتما رام واقعی کرنل موہن کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا تھا اور تمہارے باقی آدمی بھی مارے گئے تھے۔ لیکن میری طرف سے خوشخبری سن لو تمہارا آتما رام بھی زندہ نہیں ہے اور نہ ہی کرنل موہن کے آدمی اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا کریڈٹ پاور ایجنسی کو

حاصل ہو گا"........ ریکھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"........ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ اب تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے خلاف گواہ ختم ہو چکا ہے اور اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا کریڈٹ کرنل موہن نہ لے سکے گا۔ باقی رہی پاور ایجنسی۔ تو بہرحال اس سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ میں رپورٹ میں اس بات کا واضح طور پر ذکر کر دوں گی کہ شاگل کے تعاون کی وجہ سے ہی ایسا ممکن ہوا ہے۔ اس طرح پاور ایجنسی کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کو بھی کریڈٹ مل جائے گا"........ ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا

"تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں تمہاری بات سمجھ ہی نہیں سکا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی تمہارے قبضے میں ہیں۔ لیکن کس طرح"۔ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے جب میری بات ہوئی تو اس کے فوراً بعد مجھے میرے آدمیوں نے رپورٹ دی کہ تمہارے آدمیوں نے ایک ویگن پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے جس میں کرنل موہن کے آدمی تھے ویگن میں پانچ مقامی آدمی بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تمہارے آدمی کامیاب ہو جاتے لیکن کرنل موہن بے حد ہوشیار آدمی ہے اس نے ان کی حفاظت کا پہلے سے علیحدہ بندوبست کیا ہوا تھا اور ایک جیپ میں اس کے مسلح آدمی ویگن کا تعاقب کر رہے تھے۔ اس لئے جیسے ہی

تمہارے آدمیوں نے ویگن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ جیپ والوں نے تمہارے آدمیوں پر حملہ کر دیا اور تمہارے آدمی مارے گئے جبکہ آتما رام کو زندہ پکڑ لیا گیا۔ وہ شدید زخمی تھا اور اب آتما رام کو بھی اس ویگن میں ڈال کر لے جایا جا رہا ہے۔ اس رپورٹ کے ملتے ہی میں ساری بات سمجھ گئی۔ مجھے معلوم تھا کہ اب کرنل موہن آتما رام کو تمہارے خلاف استعمال کرے گا۔ چنانچہ میں نے تمہیں کسی پریشانی سے بچانے کے لئے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا کہ آتما رام سمیت کرنل موہن کے سب آدمیوں کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان بے ہوش افراد کو میرے اڈے پر پہنچا دیا جائے اور ابھی چند لمحے پہلے میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے بتا دوں کہ اب تمہیں آتما رام کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ سمجھ گئے ہو ناں گڈ بائی"...... ریکھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور شاگل نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت متضاد کیفیات طاری تھیں۔ اسے اس بات سے بھی خوشی ہو رہی تھی کہ آتما رام کے مرنے کے بعد اب کرنل موہن وزیراعظم کے سامنے اس کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے اس بات پر بھی بے حد افسوس ہو رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا کریڈٹ یہ آفت کی پرکالہ ریکھا لے جائے گی۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ پاور ایجنسی کو یہ کریڈٹ نہیں مل سکتا۔ کبھی نہیں مل سکتا"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک مخصوص ساخت کے فکس فریکونسی کے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور اسے لا کر میز پر رکھ دیا اور خود وہ میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... بٹن دبا کر اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس لچھمن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"لچھمن۔ اگر تم سیکرٹ سروس میں اعلیٰ عہدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوری طور پر ایک کام کرو۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"حکم باس۔ اوور"...... لچھمن نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اسے ساری تفصیل بتا دی کہ کس طرح بلیک فورس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کیا۔ پھر کس طرح آتما رام اور اس کے ساتھیوں نے اس ویگن پر حملہ کیا جو انہیں کاچارے کرنل موہن کے پاس لے جا رہی تھی لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔

پاور ایجنسی کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر کے بلیک فورس کے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا اور اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو پاور ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر آناولی لے جایا جا رہا ہے۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"...... لچمن نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"تمہارے آدمی پاور ایجنسی میں موجود ہیں ان سے رابطہ کر کے معلوم کرو کہ انہیں کس چیز پر لایا جا رہا ہے اور پھر ان پر حملہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں کر لو۔ اس طرح کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ اگر تم فوری طور پر حرکت میں آکر ایسا کر لو تو میرا وعدہ کہ تمہیں سیکرٹ سروس میں تمہارے تصور سے بھی بڑا عہدہ دیا جائے گا۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ سر۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ میں اور میرے آدمی آناولی میں ہی ہیں۔ ہم یقیناً کامیاب رہیں گے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا کرنا کیا ہے۔ اوور"...... لچمن نے جواب دیا۔

"انہیں کسی خفیہ جگہ پر بے ہوش رکھو اور پھر مجھے اطلاع دو تاکہ میں خود وہاں آکر ان کا خاتمہ کر سکوں۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہوگا۔ اوور"...... دوسری طرف سے لچمن نے کہا اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف

کر دیا۔ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ سیکرٹ سروس کا ایک چھوٹا سا گروپ آناولی میں موجود ہے اس نے اس گروپ کو خاص طور پر وہاں رکھا ہوا تھا تاکہ پاور ایجنسی کی کارروائیوں کی اسے ساتھ ساتھ اطلاع ہوتی رہے۔ اسے یقین تھا کہ اگر لچمن کامیاب رہا تو ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا سہرا سیکرٹ سروس کے سر ہی بندھے گا اور باقی تمام ایجنسیاں منہ دیکھتی رہ جائیں گے۔ اب اسے لچمن کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد آخر کار ٹرانسمیٹر کال آ ہی گئی اور شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ لچمن کالنگ باس۔ اوور"...... لچمن کی آواز میں موجود جوش کو محسوس کر کے ہی شاگل کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ لچمن کامیاب ہو گیا ہے۔

"یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"کامیابی باس۔ عمران اور اس کے ساتھی اب ہمارے قبضے میں ہیں۔ اوور"...... لچمن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا واقعی۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ اوور"...... شاگل نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اوور"...... لچمن نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل سے رپورٹ دو جیمن۔ پوری تفصیل سے اوور"۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کے حکم کے بعد میں نے پاور ایجنسی میں موجود اپنے ایک خاص آدمی سے رابطہ کیا تو مجھے اطلاع مل گئی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پاور ایجنسی والے دومائی راستے سے ایک ویگن کے ذریعے آشاولی لے آرہے ہیں۔ میں نے فوری طور پر اس راستے پر پکٹنگ کی اور پھر وہ ویگن اور اس کے ساتھ موجود پاور ایجنسی کے مسلح آدمیوں کی دو جیپیں وہاں پہنچ گئیں۔ وہ لوگ مسلح بھی تھے اور انتہائی چوکنا بھی لیکن [illegible] پاس مکمل انتظامات تھے۔ میں نے میزائل گنوں کے فائر سے دونوں جیپوں کو ایک لمحے میں اڑا دیا اور اس کے ساتھ ہی ویگن کے ٹائروں پر بھی فائر کھول دیا گیا اور ویگن ٹائر برسٹ ہو جانے سے رک گئی۔ ویگن میں صرف دو افراد تھے جو بوکھلائے ہوئے باہر نکلے اور یہ دونوں بھی اس بوکھلاہٹ کے نتیجے میں مارے گئے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ویگن میں بے ہوش پڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ویگن سے نکالا اور پھر ہم انہیں کاندھوں پر لاد کر وہاں سے قریبی جنگل میں داخل ہو گئے جہاں میرے آدمی انہیں اسی طرح اٹھا کر خفیہ راستے سے شمال مشرق کی طرف کافی دور ایک گاؤں ڈاجل لے گئے جہاں میرے ایک دوست کا خفیہ اڈہ ہے۔ میں نے انہیں آشاولی سے دور اس لئے بھجوایا ہے تاکہ اگر آپ وہاں آئیں تو آشاولی میں موجود پاور ایجنسی کے آدمی آپ کے ہیلی کاپٹر کو مارک نہ کر سکیں۔ اوور"...... جیمن نے

تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تمہیں انعام ملے گا اور عہدہ بھی۔ تم اس اڈے پر پہنچو اور ان کا خیال رکھو۔ انہیں کسی طرح بھی ہوش میں نہ آنا چاہئے۔ میں جلد ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے اٹھایا اور واپس الماری میں رکھ کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس اڈے پر پہنچ جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں لیکن وہ فوراً ایسا نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل موہن کے آدمی ارد گرد موجود ہیں اور وہ اس کے ہیلی کاپٹر کو اس واردات کے فوراً بعد پرواز کرتے دیکھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کرنل موہن کے آدمی دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کرنا چاہیں۔ جبکہ وہ اس وقت ادھر جانا چاہتا تھا جب اسے پوری طرح تسلی ہو جائے کہ کسی کو بھی علم نہیں ہو سکا کہ آخری واردات اس کے آدمیوں نے کی ہے۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں مقامی افراد کے میک اپ اور لباسوں میں بھواجا پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے پر واقع گاؤں نور پور کے ایک مکان میں موجود تھے۔ عمران نے ان تینوں کو اپنے اور اپنے ساتھیوں سے علیحدہ نور پور پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا تھیلا تھا جس میں بظاہر تو پہاڑی جڑی بوٹیاں تھیں لیکن اس جڑی بوٹیوں کے ذخیرے کے اندر کا سوس گنوں کے پارٹس علیحدہ علیحدہ کر کے چھپائے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ میگزین نما چار نیلے رنگ کے ڈبے تھے جو بظاہر عام سے ڈبے لگتے تھے لیکن عمران نے ٹائیگر کو بتا دیا تھا کہ ان چاروں ڈبوں میں وہ مخصوص گیسیں موجود ہیں جن کے فائر سے سٹور کئے جانے والے "ڈبل سی" ہتھیاروں کو ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ ٹائیگر خود گیسوں کا ماہر تھا اس لئے عمران نے اسے اس بارے میں پوری تفصیل بتا دی تھی۔ اس بار عمران نے دوطرفہ حملہ کرنے کی پلاننگ کی تھی۔ اسے جب ٹائیگر نے سرحدی شہر عالم پور سے واپسی پر ملٹری انٹیلی جنس کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دی تو عمران کو معلوم ہو گیا کہ کافرستانی حکام کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سٹور پر حملہ کرنے والی ہے اس سے ناٹران کی اس رپورٹ کے بارے میں وضاحت ہو گئی تھی جو اس نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کے بارے میں دی تھی۔ اس میٹنگ میں کافرستان کی چار ایجنسیوں کے سربراہوں نے شرکت کی تھی اور اسے یقین تھا کہ میٹنگ میں فیصلہ یہی ہوا ہو گا کہ چاروں ایجنسیاں بھواجا پہاڑیوں کے گرد اطراف میں پھیل کر نگرانی کریں اور ٹائیگر کی رپورٹ کے مطابق سرحدوں پر اس خاص بھواجا پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کیا گیا تھا لیکن اصل مسئلہ بھواجا پہاڑیوں میں داخل ہونے کا تھا۔ اس لئے عمران نے ڈبل پلاننگ کی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ چاروں ایجنسیوں کا ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ہو گا اس لئے وہ لامحالہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی چیک کرتے رہیں گے۔ اس طرح ان کی پوری توجہ ان کی طرف ہو جائے گی اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ بھواجا پہاڑیوں میں داخل ہو کر اس سٹور تک پہنچ سکتا ہے۔ مقصد تو سٹور کو تباہ کرنا ہے اگر یہ کام ٹائیگر، جوزف اور جوانا کر لیں تو بھی ایک ہی بات ہے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی کر لیں تو تب بھی ایک ہی بات ہے۔ نور پور گاؤں بھواجا پہاڑیوں کی طرف

جانے والے راستے کا سب سے آخری گاؤں تھا اور یہاں مشکباری مجاہدین کا ایک خفیہ اڈہ موجود تھا۔ عمران نے اس مشن کے لئے مشکباری مجاہدین کے ایک منظم اور فعال گروپ سے بات چیت کر لی تھی۔ اس گروپ کا انچارج فاروق سوتارگ تھا جسے عام طور پر سوتارگ ہی کہا جاتا تھا۔ اس گروپ کا انچارج ٹائیگر تھا اور عمران نے جوزف اور جوانا کو خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ ٹائیگر کو کسی شکایت کا موقع نہ دیں۔ ٹائیگر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سمگلروں کے روپ میں یہاں نور پور پہنچا تھا اور اس وقت وہ سوتارگ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ سوتارگ ایک ایسے آدمی کو لینے گیا تھا جو بھواجا پہاڑیوں میں واقع ایک قدیم پہاڑی گاؤں کا رہنے والا تھا اور بھواجا پہاڑیوں کے ایک ایک حصے سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کافرستان کی فوج میں حوالدار بھی رہ چکا تھا۔ اس لئے وہ ٹائیگر اور اس کے گروپ کے لئے اچھا گائیڈ بن سکتا تھا اس کا نام علی احمد تھا۔ وہ اب سوتارگ کے گروپ سے متعلق تھا اور سوتارگ نے اس کی صلاحیتوں کی بے حد تعریف کی تھی اس لئے ٹائیگر اسے بطور گائیڈ ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گیا تھا۔

"پہلے تو اس بات کا پتہ چلانا چاہئے کہ یہ سٹور ان پہاڑیوں میں ہے کہاں۔ ورنہ تو ہم ادھر ادھر بھٹکتے ہی پھریں گے"...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوشش تو کی ہے لیکن ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ جس کے چوڑے چہرے پر بھری ہوئی سیاہ داڑھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد اور چھریرے جسم کا نوجوان تھا جس نے خاکی رنگ کی یونیفارم نما لباس پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں کی چمک کے لحاظ سے وہ ذہین اور جسمانی لحاظ سے خاصا پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا۔ داڑھی والا مشہور مشکباری مجاہد فاروق سوتارگ تھا اور جب تعارف ہوا تو ٹائیگر کو معلوم ہو گیا کہ اس کے ساتھ آنے والا علی احمد ہے۔

"جناب سوتارگ صاحب نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ مشکباریوں کی تحریک آزادی کے لئے آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لئے ہم آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں اور آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے ساری عمر اپنے آپ پر فخر رہے گا"...... علی احمد نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ علی احمد"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ علی احمد سے باتیں کریں۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے اور علی احمد نہ صرف آپ کے لئے بہترین گائیڈ ہو گا بلکہ یہ آپ کے لئے ہر قسم کے انتظامات بھی کر سکتا ہے"...... سوتارگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے میز پر تہہ کر کے رکھے ہوئے نقشے کو کھول دیا۔ یہ اس علاقے کا تفصیلی نقشہ

تھا اور ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ یہ نقشہ سوتارگ نے انہیں مہیا کیا تھا۔

"آپ یہ نقشہ دیکھ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ یہ نقشہ میرا ہی تیار کردہ ہے اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کا ماتحت ہوں اس لئے آپ مجھے آپ کی بجائے تم سے مخاطب کریں تو مجھے خوشی ہو گی"...... علی احمد نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ...... یہ تو واقعی خوشی کی بات ہے کہ یہ نقشہ تمہارا بنایا ہوا ہے۔ میں تمہیں یہ نقشہ اس لئے دکھانا چاہتا تھا کہ ہمارا ٹارگٹ بھواجا پہاڑیوں میں تعمیر کردہ ایک خفیہ سٹور ہے۔ اس سٹور میں انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیاروں جنہیں سائنسی زبان میں ڈبل سی ہتھیار کہا جاتا ہے ایسی آبادیوں میں استعمال کیا جانے والا ہے جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ ان ہتھیاروں کے اندر انتہائی خوفناک کیمیائی گیسیں موجود ہیں جو فضا میں پھیل کر ایسی پیچیدہ وبائی انداز کی بیماریاں پیدا کر دیتی ہیں کہ لاکھوں آدمی ان بیماریوں کا شکار ہو کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے اور انہیں بین الاقوامی طور پر بیماریاں ہی سمجھا جائے گا۔ اس طرح کافرستان بھی بدنام نہ ہو گا اور مشکبار سے لاکھوں مسلمانوں کا خاتمہ بھی کر دیا جائے گا اور اس طرح کافرستان کے خیال کے مطابق مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ یہ ہتھیار کافرستان نے حاصل کر لئے ہیں اور انہیں بین الاقوامی چیکنگ سے بچانے کے لئے بھواجا پہاڑیوں کے اندر اس کا ایک خفیہ سٹور بنایا

گیا ہے جس میں آج کل ایک ایسی مشین نصب کی جا رہی ہے جو ان ہتھیاروں کو بین الاقوامی جاسوس سیاروں کی چیکنگ سے محفوظ کر دے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بھیانک سازش کا علم ہو گیا تو وہ اس سازش کے خاتمے کے لئے مشکباریوں کی مدد کے لئے میدان میں اتر آئی۔ کافرستان کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے کافرستان کی چار انتہائی طاقتور ایجنسیوں، سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی، بلیک فورس اور ملٹری انٹیلی جنس کو اس سٹور کی حفاظت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے خاتمے کے لئے ان پہاڑیوں کے گرد پھیلا دیا گیا ہے۔ چنانچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے انچارج اور میرے استاد علی عمران صاحب نے اس سٹور کو تباہ کرنے کی ڈبل پلاننگ کی ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اپنے طور پر اس سٹور تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جبکہ میں اور میرے ساتھی اپنے طور پر اس سٹور تک پہنچیں گے۔ مقصد اس سٹور کو تباہ کرنا ہے۔ کوئی ٹیم بھی کرے"...... ٹائیگر نے علی احمد کے سامنے مشن کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور علی احمد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک اور بھیانک سازش۔ ویری بیڈ۔ یہ تو مشکباریوں کا قتل عام ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ لوگ تو واقعی عظیم ہیں جو آپ صرف مشکباریوں کی مدد کے لئے اس بھیانک اور مکروہ سازش کے خاتمے کے لئے میدان میں اترے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور

خاص طور پر عمران صاحب کے بارے میں تو ہم نے بہت کچھ سن رکھا ہے۔ کیا آپ کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے "...... علی احمد نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں ان کا شاگرد ہوں اور یہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کے ساتھی ہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے بلکہ براہ راست عمران صاحب سے ہی ہے اور عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں نے تمہیں یہ ساری تفصیل صرف اس لئے بتائی ہے تاکہ تمہیں پوری طرح علم ہو سکے کہ ہم نے کیا کرنا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا جناب کہ مجھے یہ تفصیل بتا دی ہے۔ میں اس مشن کی خاطر اپنی جان تک لڑا دوں گا"۔ علی احمد نے کہا۔

"یہ نقشہ تمہارا تیار کردہ ہے اور سوتارگ کے مطابق بھواجا پہاڑیوں کا چپہ چپہ تمہارا دیکھا ہوا ہے۔ کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ ان کیمیائی ہتھیاروں کا سٹور کہاں بنایا گیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہ صرف اندازہ بلکہ میں آپ کو درست جگہ بتا سکتا ہوں"۔ علی احمد نے کہا تو ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب۔ آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اسی سے مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں بھواجا پہاڑیوں پر کیا ہو رہا ہے۔ ورنہ پہلے میں یہی سمجھا تھا کہ

فرستانی فوج ان پہاڑیوں پر کوئی جنگی مشق کر رہی ہے۔ میں کافی رصہ سے بھواجا پہاڑیوں کے تقریباً درمیان واقع ایک وادی ترنام میں ال بردار ہیلی کاپٹروں کو جاتے دیکھتا رہا ہوں۔ جنہوں نے بڑے وے کنٹینرز وہاں شفٹ کئے ہیں۔ اس لئے میں سو فیصد یقین کے ساتھ ہ سکتا ہوں کہ یہ سٹور وادی ترنام میں بنایا گیا ہے "...... علی احمد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب نقشے میں مجھے بتاؤ کہ یہ وادی کہاں ہے"۔ ائیگر نے کہا اور علی احمد نقشے پر جھک گیا اور پھر اس نے ایک جگہ پر پنی انگلی رکھ دی۔

"یہ ہے جناب وادی ترنام"...... علی احمد نے کہا تو ٹائیگر نے اس گہ دائرہ لگا دیا۔

"اب اس وادی تک پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ ہم کافرستانی وج اور ملٹری انٹیلی جنس کی نظروں سے بچ کر وہاں تک جا سکیں"۔ ئیگر نے کہا تو علی احمد نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھیں اس انداز یں سکڑ گئیں جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

"نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دراصل اس وادی کے اروں طرف اونچے اور ناقابل عبور پہاڑ ہیں اور یہ پہاڑ اور وادی انتہائی نے جنگلات سے پر ہے۔ میں ایک ایسا خفیہ راستہ جانتا ہوں جس کا ختتام وادی کے شمال میں پہاڑی تساکا تک جاتا ہے لیکن اس سے آگے رحال ہمیں اس پہاڑی کی چوٹی تک پہنچ کر اور پھر نیچے وادی تک جانا

ہوگا اور جس قسم کی نقل و حرکت میں نے وہاں دیکھی ہے اس لحاظ وادی ترنام کے چاروں طرف پہاڑیوں پر باقاعدہ چیکنگ ٹاور بنا گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری بھواجا پہاڑیوں میں چپے چپے پر فوجی پھیل ہوئے ہیں"...... علی احمد نے کہا۔

"ٹائیگر۔ کیا ہم کافرستانی فوجیوں کے روپ میں وہاں تک نہیں سکتے"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ ان لوگوں نے جگہ جگہ باقاعدہ چیکنگ سپاٹ بنا ہوئے ہیں جہاں کمپیوٹر بھی نصب ہیں اور جدید ترین میک اپ واش بھی۔ کمپیوٹر کاغذات چیکنگ کرتے ہیں۔ آوازیں چیک کرتے ہیں ان پہاڑیوں پر موجود ہر فوجی کو خصوصی کمپیوٹر کارڈ دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہی اس کی آواز بھی کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ اس طرح ہم کس طرح بھی ان چیکنگ سپاٹس سے بچ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ سار معلومات مجھے سوتارگ نے مہیا کی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے یہ غلط نہیں ہو سکتیں۔ اس بار ان لوگوں نے انتہائی سخت فول پروف انتظام کئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ان چیکنگ سپاٹس کو تباہ کر کے تو آگے بڑھا جا سک ہے۔ یہاں ہر طرف جنگل پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم آسانی سے وار کر چھپ بھی سکتے ہیں اور آگے بھی بڑھ سکتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"اگر واقعی یہ جنگل ہے تو پھر تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا"...... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ہمیں ہیلی کاپٹر مل جائے تو ہم آسانی سے براہ راست اس وادی م تک پہنچ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہیلی کاپٹر اول تو مل نہیں سکتا۔ اگر مل بھی جائے ے بغیر چیک کئے فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا"...... اس بار علی د نے کہا۔

"لیکن ہم نے بہرحال وہاں جانا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ بات تو طے ہے۔ اگر سوچ بچار سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو کوئی نہیں۔ ہم اندھا اقدام کریں گے۔ پھر جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا"۔ یگر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"پھر ایسا ہے جناب کہ آپ اس خفیہ راستے سے تساکا تک تو چلیں ں سے آگے جو حالات ہوں گے دیکھے جائیں گے"...... علی احمد نے

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں بہرحال کافرستانی فوجی یونیفارم بھی ہوں گی اور اسلحہ بھی ساتھ لینا ہوگا"...... ٹائیگر نے اثبات میں لاتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کریں۔ یہ سب کچھ ابھی مہیا ہو جائے گا"...... علی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بندوبست کرو تاکہ ہم جلد از جلد اس مشن پر نہ ہو سکیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں انتظامات کرتا ہوں"...... علی احمد نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس نجانے کیا کر رہا ہوگا"...... اچانک جوزف نے کہا تو ٹا بے اختیار چونک پڑا۔

"باس نے کیا کرنا ہے۔ وہ بھی اس ٹارگٹ کی طرف ہی رو دواں ہوں گے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ ہم چاہے کچھ کر لیں۔ ماسٹر بہرحال ہم سے پ وہاں تک پہنچ جائے گا"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"موجودہ حالات میں مشکل ہے اس لئے کہ چاروں ایجنسیاں با کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اسی لئے تو باس نے اس بار یہ پلاننگ کی ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو۔ ماسٹر ان چار ایجنسیاں تو کیا چار ہزار ایجنسیوں کے بس کا روگ بھی نہیں ہے وہ بہرحال وہاں تک پہنچ جائے گا اور ہ حالت میں پہنچے گا۔ ویسے میں نے تو ماسٹر سے کہا تھا کہ ہمیں علیحدہ بھیجے کی بجائے اپنے ساتھ رکھ لے لیکن اس نے انکار کر دیا"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس کے بغیر تو مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے ہم دلدل میں رینگ والے حقیر کیڑے ہیں"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن باس نے تو مجھے کہا تھا کہ جوزف دی گریٹ جنگلوں ک پرنس ہے۔ اس کی پانچ کیا پانچ ہزار حسیں جنگل میں پہنچتے ہی بیدار ہو جاتی ہیں اور جوزف کی موجودگی میں یہ مشن ہم لوگ آسانی سے مکمل

لیں گے۔ لیکن تم تو کچھ اور ہی کہہ رہے ہو"...... ٹائیگر نے منہ تے ہوئے کہا۔

"باس نے کہا ہے ایسا"...... جوزف نے یکلخت چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"باس کبھی غلط بات نہیں کر سکتا۔ اگر باس نے کہا ہے تو پھر سو صد ٹھیک کہا ہے۔ اب میں حقیر کیڑا نہیں ہوں۔ جوزف دی ٹ ہوں مجھے۔ پرنس آف جنگل۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ مشن س طرح مکمل نہیں ہوتا۔ یہ ہر صورت میں مکمل ہوگا"۔ جوزف نے تے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی ایسا یقین آگیا تھا جیسے وہ اچانک زندہ ہو گیا ہو۔

"گڈ۔ یہ بات ہوئی ناں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور انا بھی مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر نے جان بوجھ کر یہ جملے تھے تاکہ جوزف پوری طرح جوش میں آجائے اور واقعی ان جملوں جوزف کے جسم میں بجلیاں سی بھر گئی تھیں۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیـ
میں رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے سا
ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طر
گھوم گیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل باغ
کمرے میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک چھت پر سرسراہٹ سی
دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گ
اس نے پوری طرح شعور میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھا اور اس کے
ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ
وقت ایک بڑے سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے دو
ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس
ساتھ ہی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے
حس و حرکت جسم دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ابھی بے ہوش ہیں

اصا بڑا تھا لیکن اس کی دیواریں کچی تھیں اور فرش اور چھت کا انداز
ی بتا رہا تھا کہ یہ کمرہ کسی دیہاتی گھر کا کمرہ ہے۔ اس نے اپنی ٹانگیں
میٹیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ
ھا جو بند تھا۔ دروازہ کسی مضبوط لکڑی کا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار
ں بڑا سا روشندان تھا لیکن یہ اینٹوں سے اس طرح بنایا گیا تھا کہ
ینٹوں کے درمیان سوراخ رکھ دیئے گئے تھے۔ ان سوراخوں سے
ورج کی روشنی اندر آ رہی تھی جس کی وجہ سے کمرہ روشن تھا۔ کمرے
ں کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ عمران نے اپنی کلائیوں پر ہاتھوں کی
گلیاں موڑ کر اس چیز کا جائزہ لیا جس سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے
ر پھر یہ محسوس کر کے کہ اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی ہے وہ بے
تیار مسکرا دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مخصوص انداز
ں موڑ کر کلپ بٹن تک لے جانے کی کوشش شروع کر دی اور چند
ں بعد ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کلائیاں ہتھکڑیوں
ے آزاد ہو گئیں۔ عمران نے دونوں بازو آگے کئے اور پھر ایک جھٹکے
ے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لباس کی جیبوں کی
شی لینی شروع کی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ وہ قدم بڑھاتا
وازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھینچ کر چیک کیا
ن دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔
ران پیچھے مڑا اور پھر اس نے باری باری اپنے چاروں ساتھیوں کی
ئیوں میں پڑی ہوئی کلپ ہتھکڑیاں کھول دیں۔ اتنی بات تو وہ سمجھ

گیا تھا کہ انہیں کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے اور وہ ا
مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی خود بخود ہوش می
آگیا ہے لیکن اب مسئلہ تھا دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا
اس کے پاس خنجر بھی نہ تھا کہ اس کی مدد سے وہ ان کے حرام مغ
معمولی آپریشن کر کے انہیں ہوش میں لے آتا اور بے ہوشی کی صورت
میں وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکتے تھے۔ وہ کچھ دیر ہونٹ بھینچے کھڑا یہی سوچتا
پھر اس نے آگے بڑھ کر صفدر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند
دیا۔ ایسا اس نے صرف اس خیال کے تحت کیا تھا کہ چونکہ وہ خود
ہوش میں آگیا ہے اس لئے لازماً گیس کے اثرات اب ان کے اعصا
پر اس قدر شدید نہیں رہے انہیں بے ہوش ہوئے کافی وقت گزر
ہے۔ اس لئے امکان تھا کہ شاید اس طرح یہ لوگ ہوش میں آجائیں
ورنہ گیس کے اثرات شدید ہونے پر اگر وہ اس طرح سانس روک
تو ہوش میں آنے کی بجائے آدمی صریحاً موت کے منہ میں چلا جا
عمران کی نظریں صفدر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن چند لمحوں
اس کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ صفدر
چہرے پر زردی کی بجائے سرخی پھیلنے لگی تھی۔ اس نے ایک لمحے
لئے دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔ وہ وقفہ دے کر صفدر کا سانس روکنا چاہتا
تاکہ گیس کے معمولی سے اثرات جو باقی رہ گئے ہوں وہ اعص
جھٹکوں کی وجہ سے ختم ہو جائیں۔ دوسری بار نتیجہ پہلے سے کہیں ز
کامیاب رہا اور پھر تیسرے وقفے کے بعد جب اس نے صفدر کا سا

رکا تو صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے اور
جب یہ آثار خاصے واضح ہوگئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور آگے بڑھ کر
س نے کیپٹن شکیل کے ساتھ بھی یہی کارروائی دوہرانی شروع کر دی
بھی وہ اس کارروائی میں مصروف تھا کہ صفدر نے کراہتے ہوئے
نکھیں کھول دیں۔ لیکن ظاہر ہے گیس کے اثرات کی وجہ سے وہ فوری
طور پر ہوش میں نہ آسکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اپنی کارروائی جاری
رکھی اور جب اس نے کیپٹن شکیل کے ہوش میں آنے کے آثار دیکھے
اور وہ پیچھے ہٹا تو صفدر پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

"آپ۔ آپ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... صفدر
نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سامنے کھڑے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پوری طرح ہوش میں آجاؤ صفدر۔ اس وقت ہم دشمنوں کے
رغے میں ہیں"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کیپٹن
کیل کے ساتھ پڑے ہوئے تنویر پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا
ناک اور منہ بند کر دیا اور پھر جب وہ تنویر سے ہٹ کر آخر میں پڑے
ہوئے چوہان کی طرف بڑھا تو کیپٹن شکیل ہوش میں آچکا تھا اور پھر
تھوڑی دیر بعد تنویر اور چوہان بھی ہوش میں آگئے۔

"یہ ہم کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کوئی مضاتی گھر لگتا ہے۔ بہرحال ہماری مکمل تلاشی لی گئی ہے
یے شکر ہے کہ ابھی چہروں پر میک اپ موجود ہے"...... عمران نے
کہا اور ایک بار پھر بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر

اپنا ایک جوتا پیر سے اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارنا شروع کر دیا۔ چونکہ فرش کچا تھا اس لئے دو تین ضربیں پڑیں تب جا کر بوٹ کی ٹو سے ایک تیز چھری باہر آ گئی۔ عمران بوٹ کو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑا اور اس چھری کی مدد سے اس دروازے کی چوکھٹ کی سائیڈ کو تیزی سے چھری مار مار کر توڑنا شر کر دیا چونکہ دیوار کچی تھی اس لئے ایک تو اس طرح کی کارروائی کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور دوسرا یہ کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ محنت کے بعد وہ چوکھٹ کی ایک سائیڈ کو اوپر سے اور نیچے سے دیو میں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ دیہاتی انداز کے دروازے چوکھٹ اس طرح بنائی جاتی ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے والے چو دونوں حصے اصل چوکھٹ سے تھوڑے بڑے رکھے جاتے ہی اور یہ بڑھے ہوئے حصے دیوار کے اندر چن دیئے جاتے ہیں جس کی و سے چوکھٹ جم جاتی ہے۔ کچی دیوار سے جیسے ہی اوپر اور نیچے کے دونو بڑھے ہوئے ایک سائیڈ کے حصے دیوار سے باہر آئے چوکھٹ نے اس سائیڈ سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور عمران نے جب دونوں ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دھکیلا تو ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چوکھٹ باہر نکلتی چلی گئی۔ اگر عمران چاہتا تو زور دار جھٹکے دے کر پوری چوکھ بھی دیوار سے نکال سکتا تھا۔ لیکن اسے باہر کے حالات کا علم نہ تھا اس لئے وہ احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ جب چوکھٹ کا ایک حصہ اس قد دیوار سے باہر نکل گیا کہ ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ بن گیا

عمران اس خلا سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک اور کمرہ تھا جس میں چارپائیاں پڑی ہوئی تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ اس کمرے کا دروازہ بھی ایک ہی تھا جو بند تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان سا بکھر گیا کیونکہ وہ دروازہ صرف بھڑا ہوا تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی نہ لگائی گئی تھی۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کے پٹ کھولے تو باہر ایک بڑا سا صحن تھا اور صحن کے دوسرے کنارے پر چار کمرے بنے ہوئے تھے جن میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جبکہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ احاطے کے گرد چار دیواری تھی اور بائیں طرف لکڑی کا ایک پھاٹک لگا ہوا تھا جو بند تھا۔ جس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ اس پھاٹک کے قریب تھا جبکہ جس دروازے میں سے عمران جھانک رہا تھا وہ ان کمروں کی سیدھ میں تھا جن کے دروازے بند تھے۔

"احتیاط سے باہر نکلو اور تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر میرے پیچھے آؤ۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کمرے میں لوگ موجود ہیں اور ہمارے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران بوٹ دوبارہ پہن چکا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا تیزی سے دائیں طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی

بھی ایک ایک کر کے اس کے پیچھے باہر آگئے۔ جب عمران اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس کھلے دروازے کے اندر سے باہر آئے بغیر نہ دیکھا جا سکتا تھا تو وہ بڑے محتاط انداز میں پنجوں کے بل دوڑتا ہوا صحن کراس کر کے ان کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن کے دروازے بند تھے۔ اس کے ساتھی ظاہر ہے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ عمران ان کمروں کے پاس پہنچ کر اب ان کی دیواروں کے ساتھ لگ کر اس کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ابھی تک چھمن واپس نہیں آیا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر میں آجائے گا"...... کمرے کے اندر سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"آجائے گا۔ کسی کام میں پھنس گیا ہوگا"...... دوسری آواز سنائی دی۔ وہ بھی مردانہ آواز تھی اور پھر حقہ گڑگڑانے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران سمجھ گیا کہ اندر دو آدمی موجود ہیں جو اطمینان سے بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر تیزی سے بڑھ کر وہ اچھل کر اس کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو"...... عمران نے چیخ کر کہا تو چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد بری طرح بوکھلا کر اٹھے کہ دوبارہ چارپائیوں پر گر گئے اور اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی اندر آگئے اور پھر معمولی سی جدوجہد کے بعد ان دونوں کو آسانی سے بے ہوش کر دیا گیا۔ ویسے وہ دونوں عام سے دیہاتی دکھائی دے رہے تھے۔

"باقی کمروں کو چیک کروان میں کیا ہے۔ میں اس کمرے کو چیک کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی باہر نکل گئے جبکہ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اسے دراصل فوری طور پر اسلحے کی تلاش تھی لیکن اس کمرے میں دیہاتیوں کے عام سے سامان کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔

"عمران صاحب۔ ایک کمرے میں الماری میں اسلحہ موجود ہے۔ باقی میں تو غیر ملکی شراب کی پیٹیاں پڑی ہیں"...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک مشین پسٹل عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ تو یہ سمگلروں کا اڈہ ہے"...... عمران نے مشین پسٹل لے کر اس کا میگزین چیک کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ اسرار کیا ہے۔ ہم کن لوگوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ دونوں کسی چھمن کے آنے کی بات کر رہے تھے"...... عمران نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پھاٹک تک پہنچ گیا۔ پھاٹک اندر سے بند نہ تھا۔ عمران نے پھاٹک کو تھوڑا سا کھولا ہی تھا کہ اسے سائیڈ سے ایک جیپ کی آواز سنائی دی جو پھاٹک کی طرف ہی آتی سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹکا دے کر پھاٹک کو پوری طرح کھولا اور پھر ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کا

اشارہ سمجھ کر تیزی سے سائیڈوں میں ہوئے تو اسی لمحے ایک بڑی خاکی رنگ کی جیپ موڑ کاٹ کر اندر داخل ہوئی اور سیدھی اس کمرے کے قریب جا کر رک گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ اسی لمحے جیپ سے تین افراد جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اچھل کر نیچے اترے ہی تھے کہ عمران نے ان میں سے ایک پر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی باقی دو پر چھلانگیں لگائیں چونکہ آنے والے ایسی کسی سچوئیشن کے لئے ذہنی طور پر تیار ہی نہ تھے اس لئے وہ کسی قسم کا تحفظ ہی نہ کر سکے اور چند لمحوں میں بے ہوش ہو کر فرش پر ساکت پڑے نظر آ رہے تھے۔

"پھاٹک بند کر دو چوہان اور وہیں رکو"...... عمران نے مڑ کر چوہان سے کہا اور چوہان تیزی سے سر ہلاتا ہوا واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔

"ان تینوں کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ ان میں سے ایک یقیناً چھمن ہو گا"۔ عمران نے باقی ساتھیوں سے کہا اور خود دوم تیزی سے اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں وہ دو دیہاتی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے جیپ میں آنے والے تینوں افراد کو اٹھا کر کمرے میں لا کر فرش پر لٹا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک دیہاتی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی جب اس دیہاتی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران سیدھا

وا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول یں اور عمران نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اکر کھڑا کر دیا۔

"کک۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم۔ یہ۔ یہ"...... اس آدمی نے ی طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے ی ہوئی تھیں۔

"ان میں سے چھمن کون ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ مونچھوں والا۔ یہ۔ یہ"...... اس آدمی نے فوراً ہی فرش پر ے ہوئے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کی بڑی ی مونچھیں تھیں۔

"یہ کس کا اڈہ ہے"...... عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"سردار موہن سنگھ کا۔ ہم تو غریب ملازم ہیں جناب۔ صرف کیدار ہیں جناب"...... اسی دیہاتی آدمی نے دونوں ہاتھ جوڑتے وئے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ عمران ر اس کے ساتھی سرکاری آدمی ہیں جو اس اڈے پر چھاپہ مارنے آئے یں۔

"سامنے والے کمرے میں جو آدمی بے ہوش رکھے گئے ہیں انہیں ون لایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"چھمن کے آدمی لائے تھے۔ چھمن سردار موہن کا دوست ہے۔ ان میوں نے کہا تھا کہ چھمن ابھی یہاں پہنچ جائے گا۔ تب تک ہم خیال

رکھیں ۔ لیکن وہ بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھی
اس لیے ہم نے ان کا کیا خیال رکھنا تھا "....... اس مہاتی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے انہیں دیکھا ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" جی ۔ جی نہیں ۔ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں کاندھوں پ
اٹھائے ہوئے لائے اور وہ انہیں سیدھے وہاں لے گئے اور پھر باہر آ
دروازہ بند کر کے چلے گئے "۔ مہاتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سردار موہن سنگھ کہاں ہے "۔ عمران نے پوچھا۔

" وہ ۔ وہ سونار گاؤں میں رہتے ہیں اپنی حویلی میں جناب "۔ مہاتی
نے جواب دیا۔

" یہ جگہ کون سی ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" یہاں سے قریب ڈاجل گاؤں ہے ۔ یہ احاطہ وہاں سے کافی ہٹ کر
ہے "....... اس مہاتی نے جواب دیا۔

" کاچار یہاں سے کتنی دور ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" کاچار جناب بہت دور ہے ۔ یہاں سے قریب تو آشاولی شہر ہے
جناب "....... مہاتی نے جواب دیا ۔ اب وہ ذہنی طور پر کافی حد تک
سنبھل گیا تھا ۔ اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی
تیزی سے گھوما اور مہاتی کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب کھا
کر چیختا ہوا چارپائی پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" اس لچھمن کو اٹھا کر جیپ میں ڈالو اور سوائے ان دو بے گناہ

مہاتیوں کے اس کے باقی ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دو "....... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ چند لمحوں بعد کمرہ مشین پسٹل کی فائرنگ سے گونج اٹھا اور پھر صفدر لچھمن کو کاندھے پر لادے کمرے سے باہر آ گیا ۔ اس نے اسے جیپ کے عقبی حصے میں لٹایا اور اس کے بعد وہ سب جیپ پر سوار ہو گئے ۔ لچھمن کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں جو عمران کے ساتھیوں نے اٹھا لی تھیں ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا ۔ چند لمحوں بعد جیپ اس احاطے کے کھلے پھاٹک سے نکل کر تیزی سے اس طرف کو بڑھتی چلی گئی جدھر سے وہ آئی تھی ۔ یہ کچا پہاڑی راستہ تھا ۔ کافی دور آنے کے بعد انہیں ایک طرف پھیلا ہوا گھنا جنگل نظر آیا تو عمران نے جیپ کا رخ اس جنگل کی طرف موڑ دیا اور پھر جنگل کے کافی اندر پہنچ کر اس نے جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

" اب اس لچھمن کو نیچے اتارو ۔ اب اس سے باقی حالات کا علم ہو گا "۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد لچھمن کو جیپ سے نیچے اتار کر گھاس پر لٹا دیا گیا۔

" جیپ میں رسی موجود ہے اور ٹرانسمیٹر بھی ۔ کیوں نہ اس لچھمن کو کسی درخت سے باندھ دیا جائے ۔ اس طرح اس سے پوچھ گچھ میں آسانی ہو گی "....... صفدر نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو ٹھیک ہے ۔ رسی لے آؤ اور ٹرانسمیٹر بھی باہر لے آؤ ۔ ہو سکتا ہے اس پر اچانک کسی کی کال آ جائے "....... عمران نے کہا اور

پھر چند لمحوں بعد لچھمن کو رسی کی مدد سے ایک درخت کے تنے سے باندھ دیا گیا اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لچھمن کے جسم میں حرکت کے آثار واضح ہونے لگے تو عمران پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی نظریں لچھمن پر لگی ہوئی تھیں اور تھوڑی دیر بعد لچھمن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحوں تک تو خالی خالی نظروں سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ تم عمران تو نہیں ہو"...... لچھمن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تم نے مجھے میک اپ میں کیسے پہچان لیا لچھمن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے تمہیں ویگن سے نکلوا کر اپنے آدمیوں کے ہاتھ بھجوایا تھا اور اب تمہارے قدوقامت سے میں پہچان گیا ہوں کہ تم عمران ہو۔ لیکن۔ لیکن میں کہاں ہوں۔ تم کیسے آزاد ہو گئے اور یہ تو میری جیپ ہے۔ وہ میرے ساتھی"...... لچھمن نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سس۔ سیکرٹ سروس سے۔" لچھمن نے رک رک کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

"سیکرٹ سروس۔ مطلب ہے کہ تم شاگل کے ماتحت ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں سیکرٹ سروس کے ایک شعبے کا انچارج ہوں"۔ اس بار لچھمن نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ہوٹل سے ہمیں سیکرٹ سروس نے اغوا کیا تھا۔ لیکن کاچار تو یہاں سے بہت دور ہے۔ پھر ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ کیا شاگل نے اس کا حکم دیا تھا۔ مگر شاگل تو ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے دیتا۔ اس نے ہمیں کیوں زندہ رکھا"...... اس بار عمران کا اپنا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں ساری بات بتا سکتا ہوں کیونکہ تم نجانے کتنی بار موت کے منہ سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہو"...... لچھمن نے کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اس لئے تمہیں مار کر ہمیں کیا ملے گا۔ کیا تمہارے ہلاک کرنے سے سیکرٹ سروس ختم ہو جائے گی۔ اس لئے بے فکر رہو۔ کم از کم تم ہمارے ہاتھوں نہ مارے جاؤ گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ مجھے تمہاری بات پر اعتماد ہے"...... لچھمن نے جواب دیا اور پھر اس نے وہ ساری تفصیل بتانا شروع کر دی جو اسے شاگل نے ٹرانسمیٹر پر بتائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔ انہیں یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ بے ہوشی کے

دوران وہ کس طرح بلیک فورس ۔ سیکرٹ سروس ۔ پاور ایجنسی اور پھر آخر میں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھتے رہے ۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو یا صرف یہ ساری کہانی سنسنی خیزی کے طور پر سنائی ہے تم نے" .... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے ۔ تمہیں پہلے بلیک فورس نے اغوا کیا۔ اس سے سیکرٹ سروس نے تمہیں چھیننے کی کوشش کی پھر پاور ایجنسی نے تمہیں چھین لیا ۔ پاور ایجنسی سے پھر ہم نے یعنی سیکرٹ سروس نے تمہیں حاصل کر لیا" .... لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔ ہم تو لوٹ کا مال بنے رہے ہیں" .... عمران نے کہا اور لچھمن بے اختیار ہنس دیا۔

"تمہاری اہمیت ہی اس قدر ہے کہ ہر ایجنسی تمہارے خاتمے کا کریڈٹ حاصل کرنا چاہتی ہے" .... لچھمن نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اتنی اہمیت نہیں ہے جتنی کافرستان والوں نے بنا دی ہے ۔ بہرحال اب تم اس احاطے میں آئے تھے ۔ تمہارا کیا پروگرام تھا"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے وہاں چیف شاگل کی آمد کا انتظار کرنا تھا اور بس ۔ لیکن تم کس طرح ہوش میں آگئے ۔ تمہیں تو گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اور ہمیں بھی نہیں معلوم تھا کہ تمہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی موجود تھیں اور وہاں موجود آدمیوں کو تمہاری نگرانی کا بھی حکم دیا گیا تھا"۔ لچھمن نے کہا۔

"شاگل ہیلی کاپٹر اڈے پر آئے گا یا جیپ پر" .... عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

"وہ تو ظاہر ہے اپنے ہیلی کاپٹر پر ہی آئیں گے" .... لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بھواجا پہاڑیوں پر تو ہیلی کاپٹر پر چیکنگ کے لئے جاتا رہتا ہوگا"۔ عمران نے کہا تو لچھمن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ۔ اوہ تو تم یہ سوچ رہے ہو کہ چیف کے ہیلی کاپٹر کی مدد سے بھواجا پہاڑیوں پر پہنچ جاؤ ۔ تو سنو عمران ۔ میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں ۔ ماننا یا ماننا تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے ۔ بھواجا پہاڑیوں کا مکمل کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے اور اس نے وہاں قدم قدم پر چیکنگ سپاٹس بنائے ہیں جن میں انتہائی جدید کمپیوٹر بھی موجود ہیں اور میک اپ واشر بھی ۔ ملٹری انٹیلی جنس کے وہ سب افراد اور ان کے ساتھی اور ان تمام فوجیوں کو جو بھواجا پہاڑیوں پر تعینات کئے گئے ہیں خصوصی طور پر تیار کردہ کمپیوٹر کارڈ دیئے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہر آدمی کی آواز کمپیوٹر میں فیڈ کی گئی ہے جس کا مخصوص نشان بھی کارڈ پر موجود ہوتا ہے ۔ اس طرح کوئی بھی آدمی اس کمپیوٹر کو دھوکہ نہیں دے سکتا ۔ نہ شکل تبدیل کر کے اور نہ آواز بدل کر ۔ اس کے ساتھ

ساتھ وہاں اونچی چوٹیوں پر چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں جن میں انتہائی جدید چیکنگ مشینیں نصب ہیں اور تا اطلاع ثانی ہر قسم کے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کی پرواز بھواجا پہاڑیوں پر بند کر دی گئی ہے اور اگر کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر وہاں سے گزرے چاہے وہ صدر مملکت کا ہی کیوں نہ ہو تو اس بارے میں واضح حکم ہے کہ اسے چیک کئے بغیر فوری طور پر میزائل سے اڑا دیا جائے۔ پاور ایجنسی، بلیک فورس اور سیکرٹ سروس بھواجا پہاڑیوں کی حدود سے باہر مختلف سمتوں میں کام کر رہی ہیں۔ ان کو صرف یہی کام سونپا گیا ہے کہ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کریں۔ ان ایجنسیوں کا کوئی آدمی حتیٰ کہ ان کے چیفس بھی بھواجا پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم ہے۔ اس لئے اگر تم چیف کے ہیلی کاپٹر پر وہاں جانے کا سوچ رہے ہو تو پھر ایک لمحے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے"...... لچھمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ لچھمن جو کچھ کہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار انتہائی سخت اقدامات کئے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایسے کہ کوئی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور ایسا اس لئے کیا گ ہے کہ اس مشن کے لئے کافرستان کو ایک مختصر سا عرصہ درکار ہے"...... لچھمن نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ مشن کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ مشن ہے۔ اس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے"...... لچھمن نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تم نے یہ سب کچھ بتا کر اپنے آپ کو زندہ رہنے کا ویسے بھی جواز پیدا کر دیا ہے اس لئے ہم تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اب اگر کسی نے یہاں آکر تمہیں ان رسیوں سے آزاد کر دیا تو ٹھیک۔ ورنہ تمہارا مقدر"...... عمران نے کہا اور واپس جیپ کی طرف مڑنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے اس طرح مت چھوڑ کر جاؤ۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا اور میں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گا۔ رک جاؤ"...... لچھمن نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"دیکھو لچھمن۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہیں زندہ بھی رہنے دیں اور تمہیں ساتھ ساتھ بھی لادے پھریں یا یہاں سے تمہیں اکیلا بھیج دیں تاکہ تم شاگل کو ہمارے زندہ رہنے کی اطلاع دے دو اور ایک بار پھر ہمیں گھیر لیا جائے"...... عمران نے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو اسے ویسے ہی پتہ چل جائے گا۔ میں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ تم مجھے آزاد کر دو۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں"...... لچھمن نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں بھواجا پہاڑیوں میں

داخل ہونے کا کوئی ایسا راستہ بتا دو جس کا علم دوسروں کو نہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کبھی بھواجا پہاڑیوں پر نہیں گیا۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا سچ کہہ رہا ہوں"...... لچمن نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی سچے آدمی ہو۔ ورنہ تم اپنی آزادی کے لئے بھی جھوٹ بول سکتے تھے اور جھوٹ موت کا راستہ بنا دیتے۔ سنو لچمن۔ کوئی ایسا آدمی۔ ریفرنس یا ٹپ بتا دو جہاں سے ہم ان پہاڑیوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکیں۔ پھر تم آزاد ہو گے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسا آدمی ہے۔ وہی سردار موہن سنگھ۔ جس کے اڈے پر تمہیں رکھا گیا تھا۔ وہ میرا دوست ہے اور ان علاقوں میں شراب کا بہت بڑا سمگلر ہے۔ اس کے اڈے بھواجا پہاڑیوں پر تھے جو فوج کے آنے کی وجہ سے اسے فوری طور پر ختم کرنا پڑے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے"۔ لچمن نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

"اس سردار موہن سنگھ سے کہاں ملا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سونار گاؤں میں اس کی حویلی ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے"...... لچمن نے جواب دیا۔

"او کے...... صفدر اسے کھول دو اور اس کے صرف ہاتھ باندھ دو"۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا لچمن کی طرف بڑھ گیا۔

"سنو لچمن۔ اگر تم ہمیں اس سردار موہن سنگھ سے ملوا دو تو ہم تمہیں وہاں چھوڑ دیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تیار ہوں"...... لچمن نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چند لمحوں بعد لچمن کی رسیاں کھول دی گئیں البتہ اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دیئے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ لچمن کو جیپ میں سوار کرایا جاتا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور وہ سب چونک پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ چیف کی کال ہو گی۔ اس مخصوص فریکونسی سے صرف وہی واقف ہیں"...... لچمن نے چونک کر کہا۔

"تو پھر سنو۔ تم شاگل سے بات کرو گے اور اسے بتاؤ گے کہ جب تم وہاں اس اڈے پر پہنچے تو ہم وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر کے فرار ہو چکے تھے اور اب تم ہمیں تلاش کر رہے ہو۔ لیکن یہ دیکھ لو اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے کی کوشش کی تو اس اشارے سے اسے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا لیکن تمہاری گردن ایک لمحے میں ٹوٹ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا"...... لچمن نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لچمن کے منہ کے قریب کر کے اس کا بٹن

آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ اوور"....... شاگل کی چیختی ہوئی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"یس سر۔ لچھمن بول رہا ہوں۔ اوور"....... لچھمن نے جواب دیا۔

"کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے ناں۔ اوور"....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر عمران اور اس کے ساتھی اس اڈے سے فرار ہو گئے ہیں۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں۔ اوور"....... لچھمن نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا بک رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ میں تمہیں گولی سے اڑا دوں گا۔ اوور"....... شاگل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں سر۔ وہ بے ہوش تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں لیکن جب میں اڈے پر پہنچا تو وہاں اڈے پر موجود سب افراد ہلاک ہو چکے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی غائب تھے۔ نجانے وہ کیسے فرار ہوئے ہیں۔ میری تو خود سمجھ میں نہیں آ رہا سر۔ اوور"۔ لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ہیں ہی ایسے۔ اوہ انہیں موقع مل گیا۔ کاش میں تمہاری بات مان لیتا اور انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی بھون ڈالتا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تمہارا اس میں

کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ انسان تو ہیں ہی نہیں بد روحیں ہیں۔ تم اب انہیں تلاش کراؤ۔ تم نے ان کے حلیے دیکھے ہیں۔ وہ زیادہ دور نہیں جا سکتے اور جیسے ہی وہ نظر آئیں۔ ایک لمحہ توقف کئے بغیر انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور"....... اس بار شاگل نے انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یس سر۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں۔ اوور"....... لچھمن نے جواب دیا۔

"جیسے ہی ان کے بارے میں معلوم ہو مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"گڈ....... آؤ اب سردار موہن سنگھ کے پاس چلیں۔ پھر تم آزاد ہو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے لچھمن کو سہارا دے کر جیپ میں سوار کرایا اور پھر خود بھی جیپ میں سوار ہو گئے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور پھر اس نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے جنگل کے بیرونی حصے کی طرف موڑ کر آگے بڑھا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل موہن نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل موہن بول رہا ہوں"...... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر...... میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ وہ کس طرح۔ پوری رپورٹ دیا کرو"...... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ تحقیقات پر پتہ چلا تھا کہ ہماری ویگن پر پہلے حملہ سیکرٹ سروس کے آدمیوں نے کیا۔ لیکن وہ سب مارے گئے اور آتما رام پکڑا گیا۔ لیکن آگے جا کر پھر حملہ ہوا اور آتما رام اور ہمارے آدمی مارے گئے

وہاں ایک ایسے آدمی کی لاش بھی نظر آئی جس کا تعلق پاور ۶ ایجنسی سے ہے۔ اس لئے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہماری تحویل سے نکالنے والے پاور ۶ ایجنسی کے آدمی ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں موجود اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا تو ہمیں ایک نئی اطلاع ملی کہ ہم پر حملہ کرنے والے واقعی پاور ۶ ایجنسی کے ہی آدمی تھے لیکن پاور ۶ ایجنسی والے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے تو ان پر ایک بار پھر حملہ ہوا اور ان کے سارے آدمی ہلاک ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر غائب ہو گئے۔ ہمارے آدمیوں نے اس سپاٹ کو بھی چیک کیا۔ وہاں ایسے دو آدمیوں کی لاشیں ہمارے آدمیوں نے پہچان لیں جن کا تعلق سیکرٹ سروس سے تھا۔ چنانچہ ہم نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے مخبروں سے رابطہ کیا تو وہاں سے اطلاع ملی کہ سیکرٹ سروس کے ایک گروپ نے یہ کام کیا ہے اور اس گروپ کا انچارج لچھمن ہے۔ اس نے سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو ٹرانسمیٹر کال پر اطلاع دی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر کال ہمارے مخبروں نے خفیہ طور پر ٹیپ کر لی تھی اور ٹیپ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس لچھمن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک گاؤں ڈاجل میں اپنے کسی دوست کے ڈیرے پر پہنچا دیا ہے اس پر ہم نے ایسے آدمیوں کو تلاش کیا جو لچھمن سے واقفیت رکھتے ہوں تاکہ اس کے دوست کو ٹریس کیا جائے اور پھر ہمیں اطلاع مل گئی کہ ڈاجل گاؤں کے قریب لچھمن کے ایک سمگلر دوست سردار موہن سنگھ کا ڈیرہ

ہے۔ چنانچہ ہمارے آدمیوں نے وہاں چھاپہ مارا۔ لیکن وہاں سے ایک اور اطلاع ملی کہ وہاں سے عمران اور اس کے ساتھی غائب ہو چکے ہیں اور لچھمن کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے ملیں۔ البتہ دو آدمی بے ہوش تھے۔ انہیں جب ہوش میں لایا گیا تو ان سے ایک نے بتایا کہ پانچ نامعلوم افراد اچانک اندر آئے اور انہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو اس نے فرش پر لچھمن اور دو دوسرے آدمیوں کو بے ہوش پڑے دیکھا۔ ایک آدمی نے اس سے پوچھ گچھ اس انداز میں کی کہ اسے نہ اس علاقے کا علم تھا اور نہ اس ڈیرے کے مالک لچھمن کا۔ اس کے بعد اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا۔ اس سے ہمارے آدمیوں نے اندازہ لگایا کہ یہ پوچھ گچھ کرنے والا یقیناً عمران ہی ہو گا۔ اس آدمی سے بھی معلوم ہوا کہ لچھمن کی لاش وہاں موجود نہیں ہے چنانچہ اس لچھمن کی تلاش دوبارہ شروع کر دی اور پھر جناب۔ لچھمن کو ٹریس کر لیا گیا وہ ایک پہاڑی راستے پر پیدل چل کر اکیلا کہیں جا رہا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے پکڑا اور پھر اس نے بے پناہ تشدد کے نتیجے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس نے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہ اپنے دوست سردار موہن سنگھ کی حویلی میں چھوڑ آیا ہے اور وہ وہاں موجود ہیں۔ میں نے اپنے آدمی وہاں نگرانی کے لئے بھجوا دیئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم دیں"...... دوسری طرف سے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا گیا۔

"کرنا کیا ہے۔ فوراً ہیلی کاپٹر سولوون میزائل گنیں اور آدمیوں کو

ساتھ لے کر یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور ہم اس حویلی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ لیکن تمہارے علاوہ اور کسی کو اس ساری پلاننگ کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے جس طرح تمہارے مخبر باقی ایجنسیوں میں موجود ہیں اس طرح ان کے مخبر بھی ہمارے ادارے میں کام کر رہے ہوں"...... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل موہن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد کمرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"سنو۔ فیلڈ ہیڈ کوارٹر سے ارجن ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچے گا۔ جیسے ہی وہ آئے مجھے فوری اطلاع دینا"...... کرنل موہن نے اس نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہونہہ۔ تو سب ایجنسیاں ان لوگوں کی خاطر آپس میں لڑ رہی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ آخری فتح بہرحال بلیک فورس کو ہی ملے گی"۔ کرنل موہن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اسے ارجن کی آمد کی اطلاع دی گئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا

چند لمحوں بعد وہ اپنے اس دفتر نما احاطے سے باہر آیا تو وہاں ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا جس پر بلیک فورس کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ تین آدمی کھڑے تھے۔

"میزائل گنیں ساتھ لے لی ہیں ارجن"...... کرنل موہن نے سب سے آگے کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ارجن نے جواب دیا۔

"او۔ کے آؤ"...... کرنل موہن نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ارجن پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ باقی دو آدمی عقبی سیٹوں پر بیٹھے اور ارجن نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر کے اسے فضا میں بلند کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے سونار گاؤں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

"اس کچھمن کا کیا ہوا۔ وہ سیکرٹ سروس کا آدمی جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سردار موہن سنگھ کی حویلی میں چھوڑ آیا تھا"۔ کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر۔ وہ تشدد سے ہلاک ہو گیا۔ انتہائی سخت جان آدمی تھا اس لئے خاصا تشدد کرنا پڑا تھا"...... ارجن نے جواب دیا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ارجن نے تقریباً نصف گھنٹے کی تیز پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے فضا میں ہی معلق کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اے ون کالنگ۔ اوور"...... ارجن نے تیز لہجے میں

بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ زیڈ اے اٹنڈنگ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرا

سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے زیڈ۔ اے۔ اوور"...... ارجن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ سب اندر ہیں۔ کوئی باہر نہیں آیا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹی۔ ایکس کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... ارجن نے پوچھا۔

"وہ فیس چینج کر رہے ہیں۔ ایک ہی کمرے میں ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے۔ چیف میرے ساتھ ہیں۔ ہم سکائی ریڈ کرنے والے ہیں تم اپنے ساتھیوں کو کافی پیچھے ہٹا لو۔ اوور"...... ارجن نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سکائی ریڈ کے دوران جو بھی باہر نکلے۔ اسے گولیوں سے اڑا دینا۔ سمجھ گئے۔ کوئی بچ کر نہ جائے۔ کوئی بھی۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور"۔ ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... ارجن نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"وہ سب اندر ہیں باس"...... ارجن نے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انتہائی مسرت بھری خبر ہے ارجن۔ اب اس حویلی پر اس طرح میزائل پھینکو کہ ایک آدمی بھی بچ کر نہ جا سکے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس انداز میں چاہئیں کہ انہیں بہرحال پہچانا جا سکے۔ ورنہ کوئی بھی ہماری اس بات پر یقین نہ کرے گا کہ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"آپ نے جب سولو ون میزائل گنیں لانے کا کہا تھا تو میں اسی وقت ہی آپ کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ لیکن سولو ون میزائل سے نکلنے والی بے پناہ حدت تمام لاشوں کو مکمل طور پر مسخ کر دیتی ہے۔ اس لئے میں اپنے طور پر سولو ون کی بجائے ارگاز میزائل ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ تباہی مچا دیں گے لیکن ان سے حدت بہرحال اتنی نہیں نکلتی کہ لاشیں مسخ ہو جائیں"...... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ چلو آپریشن شروع کرو۔" کرنل موہن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تیار ہو جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے فائر کھول دینا ہے"۔ ارجن نے مڑ کر عقب میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں سے کہا۔

"یس باس۔ ہم تیار ہیں"...... ان دونوں نے کہا۔ وہ دونوں مخصوص ساخت کی ایک ایک گن لے کر سائیڈ کی کھڑکیوں پر جمے ہوئے تھے۔ پھر ارجن نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔

"ہوشیار"...... ارجن نے کچھ آگے جانے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے غوطہ دیا۔ نیچے کھیتوں کے درمیان ایک کافی وسیع احاطہ نظر آ رہا تھا جس کی چار دیواری تو کچی تھی لیکن اس کے اندر کی عمارت پختہ بنی ہوئی تھی۔ یہ سردار موہن سنگھ کی حویلی تھی۔ پھر ہیلی کاپٹر غوطہ کھاتے ہوئے جیسے ہی اس حویلی کے اوپر سے گزرا۔ ان کے عقب میں ہلکے ہلکے دھماکے ہونے شروع ہو گئے اور سیاہ رنگ کے بڑے بڑے میزائل ایک دوسرے کے پیچھے ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں سے نکل کر بجلی کی رفتار سے اس حویلی کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے حویلی کو کراس کیا نیچے انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ارجن نے ایک لمبا ٹرن لیا اور ایک بار پھر اس حویلی کی طرف بڑھنے لگا۔ جس سے گرد و غبار کا ایک طوفان سا آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا اور ایک بار پھر حویلی پر میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی۔ ارجن نے بار بار چکر کاٹے اور جب تک حویلی کی اینٹ سے اینٹ نہ بج گئی اس وقت تک اس پر میزائلوں کی بارش ہوتی رہی۔

"بس اب مزید کوئی ضرورت نہیں۔ اب ہیلی کاپٹر نیچے اتار دو"۔ کرنل موہن نے کہا اور ارجن نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتی ہوئی حویلی سے کچھ دور کھیتوں میں اتار دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے آ گئے۔ ان کے نیچے آتے ہی ادھر ادھر چھپے ہوئے تقریباً دس آدمی نمودار ہوئے اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ حویلی واقعی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس

کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ ابھی گرد و غبار اسی طرح فضا میں اڑ رہا تھا۔

"باس۔ حویلی مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور کسی کو بھی باہر آنے کا موقع نہیں ملا"...... آنے والوں میں سے ایک نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے تھے"...... ارجن نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... ارجن کے ساتھ کھڑے ہوئے کرنل موہن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مادھو جناب"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو سنو مادھو۔ اپنے تمام آدمیوں کو کہہ دو کہ وہ سب اس حویلی کے ملبہ سے لاشیں باہر نکالیں اور چونکہ تم نے ٹی۔ ایکس پر انہیں میک اپ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے ان کی لاشیں خود ہی علیحدہ کر لینا"...... کرنل موہن نے مادھو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... مادھو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنے آدمیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے خیال نہیں رہا۔ ہمیں میک اپ واشر ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا تاکہ ان کا میک اپ صاف کیا جا سکتا"...... کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیلی کاپٹر میں موجود ہے باس"...... ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ تم تو واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تمہاری صلاحیتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے"...... کرنل موہن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ارجن کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ سر۔ دراصل ہماری شروع سے ہی ایسی ٹریننگ کی گئی ہے کہ ہمیں ہر طرح کا خیال رکھنا آ گیا ہے"...... ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اشارہ کرنل فریدی کی طرف ہے۔ اس نے یہ ٹریننگ دی ہے"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"یس چیف۔ کرنل فریدی صاحب نے پوری فورس کو ایسی ہی ٹریننگ دی ہوئی ہے"...... ارجن نے جواب دیا اور کرنل موہن نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد مادھو ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"چیف۔ عمران اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں الگ کر لی گئی ہیں۔ یہ سب لاشیں ایک ہی جگہ سے دستیاب ہوئی ہیں۔ کٹی پھٹی لاشیں ہیں لیکن بہرحال چہرے کسی حد تک پہچانے جا سکتے ہیں"۔ مادھو نے قریب آ کر کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہیں یہ لوگ جنہوں نے مافوق الفطرت حیثیت اختیار کر لی تھی"...... کرنل موہن نے کہا۔

"ارجن۔ ہیلی کاپٹر سے میک اپ واشر نکال لو۔ پہلے تصدیق ہو

جائے کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں "...... کرنل موہن نے کہا۔

"یس چیف "...... ارجن نے کہا اور کرنل موہن مادھو کے ساتھ چلتا ہوا تباہ شدہ حویلی کے ملبے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک طرف واقعی پانچ کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور پھر ارجن نے ان لاشوں کے چہروں پر سے پہلے مٹی اور خون وغیرہ اپنے آدمیوں سے صاف کرا اور پھر بیٹری سے چلنے والے میک اپ واشر کی مدد سے اس نے ایک ایک کر کے پانچوں لاشوں کے چہروں سے میک اپ صاف کر دیا۔

"یہ۔ یہ جناب وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی میں اسے پہچانتا ہوں "...... ارجن نے ایک لاش کی طرف اشا کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ویسے سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب کہ یہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ ویری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے کا کریڈٹ بلیک فورس کے حصے میں ہی آیا۔ ویری گڈ "...... کرنل موہن انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ارجن اور مادھو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے ان کے چہروں پر بھی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہیلی کاپٹر میں ساتھ جائیں گے "...... کرنل موہن نے کہا اور مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ یوں چل رہا تھا جیسے چلنے کی بجائے ہوا میں اڑ رہا ارجن بھی اس کے پیچھے تھا۔ کرنل موہن اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار

اور پھر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف بلیک فورس کرنل موہن کالنگ۔ اوور"۔ کرنل موہن بار بار کال دے رہا تھا۔

"یس۔ پی ایم سپیشل سٹاف۔ اوور "...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں کرنل موہن بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس۔ فوراً رابطہ کراؤ۔ فوراً۔ اوور"۔ کرنل موہن نے چیختے ہوئے کہا۔

"سپیشل لنک کوڈ دوہرائیں۔ اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سپیشل لنک کوڈ۔ بی ایف ون۔ آپریشن ڈبل ونڈو۔ اوور"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر۔ اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ پی۔ ایم اٹنڈنگ۔ اوور "...... بولنے والے کا لہجہ بے حد باوقار تھا۔ یہ کافرستان کے وزیراعظم خود تھے۔

"کرنل موہن بول رہا ہوں جناب۔ اوور "...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ۔ کیا بات ہے ۔ کیوں سپیشل کال دی ہے ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے وزیراعظم نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"سر ۔ کافرستان کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس عمران اور اس کے چار ساتھیوں کو بلیک فورس نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاشیں اس وقت میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں ۔ میں آناولی کے قریب ایک گاؤں سے بول رہا ہوں ۔ اوور"...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو کرنل موہن ۔ کیا واقعی ایسا ہے ۔ اوور"۔ پرائم منسٹر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ یقین نہ آنے والی کیفیت واضح طور پر موجود تھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ ۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے جناب ۔ اوور"...... کرنل موہن نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو اتنی بڑی بات ہے کہ حقیقتاً مجھے باوجود اس بات کے کہ آپ انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں ۔ یقین نہیں آ رہا ۔ لاشیں کہاں ہیں ۔ اوور"...... وزیراعظم نے کے لہجے میں بوکھلاہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

"جی میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں ۔ میں نے میک اپ واشر سے ان کا میک اپ صاف کرایا ہے ۔ اس لئے میں سو فیصد درست بات کر رہا ہوں ۔ اوور"...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ پوری تفصیل بتائیں ۔ اوور"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وزیراعظم نے کہا ۔ وہ شاید اس بہت بڑی خبر کو سننے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے خاموش ہو گئے تھے کیونکہ پہلے کی نسبت اس بار اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا اور جواب میں کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہوٹل سے اغوا کرنے سے لے کر سونار گاؤں میں سردار موہن سنگھ کی حویلی پر کئے جانے والے میزائل ریڈ تک پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اس تفصیل سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعی کافرستان کی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو کرنل موہن یقین کریں آپ کو کافرستان کا بہادری کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا ۔ سب سے بڑا اعزاز اوور"...... وزیراعظم نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو کرنل موہن کے چہرے پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ وزیراعظم کی نظروں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اہمیت اس قدر ہے۔

"آپ کی مہربانی ہے سر ۔ اوور"...... کرنل موہن نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن ۔ آپ لاشیں لے کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں ۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور پاور ایجنسی کی چیف مادام ریکھا کو سپیشل کال کے ذریعے آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا حکم دے رہا ہوں ۔ یہ

دونوں کئی بار عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا چکے ہیں ۔ اس لئے یہ بھی لاشوں کو چیک کریں گے اور پھر ان کی رپورٹ بھی یہی ہوئی تو میں صدر صاحب کے ساتھ خود آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا ۔ اوور"....... وزیراعظم نے کہا۔

"کون سے ہیڈ کوارٹر جناب ۔ یہاں مشکبار میں یا کافرستان میں ۔ اوور"....... کرنل موہن نے پوچھا۔

"آپ کے مشکبار ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں ۔ جب تک ان کی موت کی حتمی طور پر تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک آپ میں سے کسی کا بھی مشکبار چھوڑنا غلط ہو گا ۔ اوور"....... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ لیکن ایک عرض ہے ۔ اوور"....... کرنل موہن نے قدرے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ۔ کیا بات ہے ۔ بتائیں ۔ اوور"....... وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جناب جیسا کہ میں نے آپ کو پوری تفصیل بتائی ہے ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میری سروس نے ہوٹل سے اغوا کرایا ۔ لیکن سیکرٹ سروس نے غیر قانونی طور پر میرے آدمیوں پر حملہ کر کے ان لوگوں کو چھیننے کی کوشش کی ۔ ناکامی کے بعد پاور ایجنسی نے حملہ کر دیا اور وہ کامیاب بھی ہو گئے ۔ میرے آدمی بھی مارے گئے ۔ اس کے بعد ان پر سیکرٹ سروس نے حملہ کر دیا اور پھر سیکرٹ سروس کے

ہاتھوں سے ہم نے انہیں حاصل کیا ۔ ایسی صورت میں شاگل اور مادام ریکھا دونوں یہ کیسے برداشت کریں گے کہ کریڈٹ کرنل موہن لے جائے ۔ وہ لازماً ایسی باتیں کریں گے جن سے شکوک پیدا ہوں ۔ اوور" ۔ کرنل موہن نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں کرنل موہن ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ میں انہیں خصوصی طور پر بریف کروں گا کہ وہ کوئی غلط بات نہ کریں ۔ اوور"....... وزیراعظم نے جواب دیا۔

"یس سر ۔ اوور"....... کرنل موہن نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ وہاں پہنچیں ۔ شاگل اور مادام ریکھا بھی جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے ۔ اوور اینڈ آل"....... وزیراعظم نے کہا اور کرنل موہن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ ارجن ، مادھو اور ان کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے باہر کھڑے تھے ۔

"ارجن ۔ لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھواؤ ۔ جلدی کرو ۔ ہمیں واپس اپنے ہیڈ کوارٹر جانا ہے اور مادھو اور اس کے سیکشن کو واپس بھجوا دو ۔ جلدی کرو"....... کرنل موہن نے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے تیز لہجے میں ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"....... ارجن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشیں ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں رکھ دی گئیں ۔ ارجن نے دوبارہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور اس کے دو ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ارجن نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا

اور اس کا رخ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف موڑ دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی تی پرواز کے بعد وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ کرنل موہن ہیلی کاپٹ سے اتر کر اس طرح اپنے دفتر کی طرف بڑھا جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد واپس اپنے ملک آتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بڑے ہال کمرے میں لا کر رکھ دی گئیں۔

"شاگل اور مادام ریکھا آ رہی ہیں۔ ان کا استقبال کرو اور انہیں یہاں لے آؤ"...... کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں آ رہے ہیں"...... ارجن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں"...... کرنل موہن نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے وزیراعظم سے ہونے والی بات چیت بھی دوہرا دی۔

"مبارک ہو سر۔ آپ کو "ویر چکر" ملنا ہم سب کا اعزاز ہے"...... ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ارجن۔ اور سنو ویر چکر تو مجھے بعد میں ملے گا لیکن تم آ سے بلکہ اسی وقت سے بلیک فورس کے نمبر ٹو ہو گئے ہو۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو"...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ارجن کے کاندھے کو تھپکی دی۔

"شکریہ سر"...... ارجن نے بھی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہج میں کہا اور باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کر دیا۔

"تم اس کے حقدار بھی ہو ارجن"...... کرنل موہن نـ مسکراتے ہوئے کہا اور ارجن ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے ہال سے

باہر نکل گیا۔

"اب معلوم ہوگا اس شاگل اور مادام ریکھا کو کہ کرنل موہن کیا ہے۔ جو کام وہ اتنے سالوں سے نہیں کر سکے وہ میں نے پہلے ہی وار میں ر دیا ہے"...... کرنل موہن نے ہال میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ ار بار ہال کے فرش پر پڑی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی ھی لاشوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی شکاری فخریہ انداز میں پنے کئے گئے شکار کو دیکھتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے شاگل ور مادام ریکھا کی اطلاع دی تو کرنل موہن تیزی سے بیرونی دروازے ی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے آیئے۔ میں آپ دونوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں خوش آمدید کہتا وں"...... کرنل موہن نے اپنے دفتر کے دروازے پر شاگل اور مادام یکھا دونوں کا مشترکہ طور پر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ شاگل نے ونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"کیا یہ بات واقعی درست ہے کہ آپ نے عمران اور اس کے اتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... مادام ریکھا نے فوراً ہی کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"جی ہاں۔ یہ اعزاز قدرت نے میرے لئے مخصوص کر رکھا تھا"۔ نل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہمیں ان کی لاشیں دکھائیں گے"...... شاگل نے انتہائی یدہ لہجے میں کہا۔

"دکھا دیں گے۔ اب اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ لاشیں کہا جا سکتی ہیں۔ پہلے آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو کافرستان کی سب سے اعلیٰ شراب پیش کرتا ہوں"...... کرنل موہن نے ایسے لہجے می کہا جیسے وہ شاگل اور ریکھا دونوں کی کیفیات سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا ہو۔

"آپ پہلے ہمیں وہ لاشیں دکھائیں جنہیں آپ عمران اور اس ک ساتھیوں کی لاشیں کہہ رہے ہیں"...... شاگل نے منہ بناتے ہو کہا اور اس کا یہ مخصوص انداز کا جملہ سن کر کرنل موہن کے چہرے بے اختیار غصے کا رنگ چڑھ گیا۔

"آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ یہ حقیقتاً عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں یا نہیں۔ آیئے"...... کرنل موہن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ شاگل اور ریکھا کو ساتھ لے کر اس ہال میں آگیا جہاں فرش پر پانچ کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں شاگل اور ریکھا دونوں غور سے ان لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان ک چہروں پر غیر یقینی کی کیفیت طاری تھی۔ پھر شاگل نے جھک کر عمران کی لاش کو ہلا کر دیکھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں آدھی زیادہ اڑ گئی تھیں۔ پیٹ میں ایک بڑا سا شگاف تھا جس سے آنتیں باہ کو نکلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ گردن پر زخم تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا آدھے سے قدرے کم چہرہ بھی بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ لیکن دوسرا آد چہرہ واقعی عمران کا تھا۔ البتہ اس کی دونوں آنکھیں محفوظ تھیں اور ان

میں شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مرتے وقت اپنی موت سے بے حد خوف زدہ ہو۔

"یہ عمران کی لاش نہیں ہے"...... اچانک شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل موہن بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آپ نے یہی کہنا ہے۔ آپ میری کامیابی برداشت نہیں کر سکتے"...... کرنل موہن نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"وزیر اعظم صاحب فرما رہے تھے کہ یہ میک اپ میں تھے اور آپ نے ان کے میک اپ صاف کرائے ہیں"...... مادام ریکھا نے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے"...... کرنل موہن نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ان لوگوں نے اپنی ڈمیوں پر ڈبل میک اپ کر رکھا ہو"...... مادام ریکھا نے کہا اور کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈبل میک اپ۔ کیا مطلب"...... کرنل موہن نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ لوگ حد سے زیادہ ذہین اور خطرناک لوگ ہیں۔ یہ بعض اوقات ڈبل میک اپ بھی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ میک اپ صاف کرنے والے ایک ہی میک اپ واش کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ ایسی بات تو کوئی بچہ بھی نہیں سوچ سکتا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میک اپ واشر کیسے کام کرتا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ وہ تو اس طرح کام کرتا ہے کہ اصل کھال پر جو کچھ بھی ہو اسے صاف کر دے۔ اب اصل کھال پر میک اپ کی ایک تہہ ہو یا دو یا دس تہیں ہوں۔ ظاہر ہے سب ایک ہی بار صاف ہو جائیں گی"۔ کرنل موہن نے کہا تو مادام ریکھا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں اب آپ سے کیا کہوں کرنل موہن۔ میک اپ کا فن اب بے حد ترقی کر چکا ہے۔ اب ایسے عناصر دریافت کر لئے گئے ہیں جو ایک بار واشنگ سے صاف نہیں ہوتے۔ انہیں ڈبل واش کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ پہلے ایسے عناصر کا میک اپ کرتے ہیں جسے ایک بار واش کرنے کے بعد وقفہ دے کر دوبارہ واش کرنا پڑتا ہے پھر واش ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر یہ عام میک اپ کر دیتے ہیں جو ایک ہی بار واش ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب آپ میک اپ واشر استعمال کرتے ہیں تو عام میک اپ صاف ہو جاتا ہے اور ڈبل واش ہونے والا میک اپ رہ جاتا ہے اور اگر دوبارہ اسے واش کیا جاتے تب وہ واش ہوتا ہے"۔ ریکھا نے اس طرح کرنل موہن کو سمجھایا جیسے استاد کسی بچے کو سمجھاتا ہے۔

"لیکن اگر ایسی بات ہو تو پھر دو بار کیوں۔ دس بار کیوں نہیں۔ مطلب ہے کہ دو کی بجائے دس تہوں والا میک اپ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ ہم ایک بار واش کریں تو ایک میک اپ واش ہو۔ دوسری بار

اش کریں تو دوسرا میک اپ واش ہو۔ لیکن نیچے تیسرا میک اپ ھی موجود ہو اور اس کے نیچے چوتھا اور اس کے نیچے پانچواں"۔ کرنل وہن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا بے اختیار کھل کھلا کر س پڑی۔

"کرنل موہن۔ معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ آپ کو میک اپ ے بارے میں ابتدائی معلومات بھی حاصل نہیں ہیں۔ اگر آپ کو تدائی معلومات بھی ہوتیں تب بھی آپ یہ بات نہ کرتے۔ دو تہوں ے میک اپ کے بعد تیسری تہہ جمائی ہی نہیں جا سکتی۔ دو تہوں کے عد چہرے کی ساری ساخت ہی بدل جاتی ہے۔ اس پر تاثرات ابھر ہی ہیں سکتے اور دور سے ہی پتہ لگ جاتا ہے کہ چہرے پر کوئی ٹھوس تہہ وجود ہے۔ ڈبل میک اپ بھی اس فن کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ ام میک اپ کرنے والا بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ ورنہ میک اپ فوراً اہر ہو جاتا ہے۔ جبکہ اناڑی یا معمولی سا ماہر تو عام میک اپ بھی ے تو دیکھنے والے اس کے مصنوعی پن کو فوراً سمجھ جاتے ہیں ونکہ تاثرات کسی صورت بھی چہرے کی جلد پر ظاہر نہیں ہوتے"۔ وام ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا تو کرنل موہن کے چہرے پر گہری مندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آئی۔ ایم سوری۔ واقعی اس بارے ں میری معلومات کچھ زیادہ نہیں ہیں لیکن اب میں بہرحال اس ے میں مزید معلومات حاصل کروں گا"....... کرنل موہن نے

قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر وہ پیچھے کھڑے ہوئے ارجن سے مخاطب ہوا۔

"ارجن۔ میک اپ واشر لے آؤ اور ان سب کو ایک بار پھر چیک کرو"...... کرنل موہن نے کہا۔

"ٹھہرو میرے ہیلی کاپٹر میں میک اپ واشر موجود ہے۔ وہ لے آ میں اسی لئے سب سے جدید اور طاقتور میک اپ واشر ساتھ لے آ تھا"۔ شاگل نے کہا اور ارجن سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آپ نے کس بنا پر بغیر میک اپ چیک کرائے یہ حتمی فیصل دے دیا تھا کہ یہ عمران نہیں ہے۔ کیا عمران کوئی مافوق الفطرت چ ہے جسے ہلاک نہیں کیا جا سکتا یا اس نے آب حیات پی رکھا ہے"۔ کرنل موہن نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں اب بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ عمران کی لاش نہیں ہے"۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے جسمانی لحاظ سے یہ لگتا تو عمران ہی ہے"...... ریکھا نے کہا۔

"یہ عمران ہے۔ اصل عمران"...... کرنل موہن نے ہون بھینچے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پ مزید کوئی بات ہوتی۔ ارجن جدید میک اپ واشر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"اس عمران کو ہی پہلے چیک کرو"...... کرنل موہن نے کہا ا ارجن میک اپ واشر اٹھائے عمران کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لاش کے سر اور چہرے پر کنٹوپ چڑھایا اور پھر واشر کا بٹن آن کر دیا یہ بیٹری سے چلنے والا گیس واشر تھا۔ اس میں واشنگ کے لئے ایسی گیس استعمال کی جاتی تھی جو ہر قسم کے میک اپ کو لازماً صاف کر دیتی تھی۔ واشر کا بٹن آن ہوتے ہی شفاف کنٹوپ میں دودھیا رنگ کی گیس بھرتی چلی گئی اور عمران کی لاش کا مسخ شدہ اور بگڑا ہوا چہرہ اس گیس میں چھپ گیا۔ واشر کچھ دیر تک آن رہا پھر کلک کی آواز کے ساتھ ہی خود بخود بند ہو گیا اور پھر کنٹوپ دوبارہ شفاف ہوتا چلا گیا۔ جب ارجن نے کنٹوپ ہٹایا تو کرنل موہن کا چہرہ فرط مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ کیونکہ عمران کا چہرہ ویسے ہی نظر آ رہا تھا جیسے پہلے تھا جبکہ شاگل کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"یہ واقعی عمران ہے۔ مبارک ہو کرنل موہن۔ آپ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... مادام ریکھا نے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ اب آپ فرمائیں شاگل صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اب آپ کہیں گے کہ خنجر سے اس کی کھال اتاری جائے"۔ کرنل موہن نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں"...... شاگل نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار کا پتلا سا خنجر نکالا اور واقعی عمران کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔

"شاگل صاحب۔ یہ واقعی عمران ہے"...... ریکھا نے کہا۔

"چیک کر لینے دیں"...... کرنل موہن نے کہا اور شاگل نے عمران کی لاش کے قریب اکڑوں بیٹھ کر چند لمحوں تک اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے خنجر کی دھار سے لاش کی پیشانی کو چھیلنا شروع کر دیا۔ جب پہلے ہی وار سے کھال چھلنا شروع ہو گئی تو شاگل ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب بتایئے مسٹر شاگل۔ کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ یہ عمران نہیں ہے"...... کرنل نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ عمران نہیں ہے۔ یہ کوئی اور ہے"...... شاگل نے چند لمحے خاموش رہ کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب آپ کا دماغ...... اب میں کیا کہوں"۔ کرنل موہن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آخر آپ اس بات پر کیوں بضد ہیں کہ یہ عمران نہیں ہے جبکہ آپ نے اپنے لائے ہوئے گیس میک اپ واشر سے چیکنگ کر لی ہے اور خنجر سے کھال بھی چھیل کر دیکھ لی ہے"...... ریکھا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ریکھا۔ کرنل موہن اس عمران کو نہیں جانتے۔ جبکہ تم سے بھی اس کا صرف چند بار ٹکراؤ ہوا ہے لیکن میرے ساتھ اس کا ٹکراؤ طویل عرصے سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ میں اس شخص کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ درست ہے کہ میک اپ واشر نے بھی اسے

اصل قرار دے دیا ہے اور میں نے خنجر سے اس کے چہرے کی کھال چھیل کر بھی دیکھ لی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ اصل عمران ہو۔ یہ شخص جادوگر ہے۔ یہ ایسے ایسے حربے استعمال کرتا ہے کہ بڑے بڑے سائنسدان بھی احمق بن جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کر لیا ہو کہ جسے گیس میک اپ واشر بھی صاف نہ کر سکتا ہو اور جو کھال میں اس طرح جذب ہو جاتا ہو کہ کھال چھیل بھی لی جائے لیکن میک اپ صاف نہ ہو"...... شاگل نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ آپ ذہنی طور پر اس شخص سے بے حد مرعوب ہیں اور بس"...... کرنل موہن نے کہا۔

"میں اس سے مرعوب نہیں ہوں۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ جتنا میں اس کے بارے میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ایک وقت آئے گا کہ تمہیں میری بات کا یقین آجائے گا لیکن ایک بات میں اور بھی بتا سکتا ہوں جس کی وجہ سے میں نے آتے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ عمران نہیں ہو سکتا"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کونسی بات"...... کرنل موہن اور مادام ریکھا دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس لاش کی آنکھوں میں مرتے وقت جس شدید خوف کا تاثر منجمد ہے ایسا خوف عمران کی آنکھوں میں نہیں ہو سکتا۔ کبھی نہیں ہو سکتا

وہ موت سے ڈرنے والا آدمی ہے ہی نہیں "........ شاگل نے کہا تو ریکھا بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں ۔ یہ بات واقعی غور طلب ہے ۔ گڈ پوائنٹ "........ ریکھا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

" موت ہے ہی ایسی چیز کہ اسے سامنے دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں "........ کرنل موہن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ ایک آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

" باس ۔ وزیراعظم صاحب کی کال ہے "........ اس آدمی نے فون پیس کرنل موہن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ کرنل موہن بول رہا ہوں "........ کرنل موہن نے فون پیس اس آدمی سے لے کر اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

" کیا شاگل اور مادام ریکھا تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں ۔ کیا انہوں نے لاشیں چیک کر لی ہیں "........ دوسری طرف سے وزیراعظم نے پوچھا۔

" یس سر ۔ شاگل صاحب اپنے ساتھ خصوصی میک اپ واشر لے آئے تھے ۔ انہوں نے اس سے چیک کیا ہے ۔ لیکن کوئی میک اپ ثابت نہیں ہو سکا ۔ اس کے بعد شاگل صاحب نے باقاعدہ خنجر کی مدد سے اس کی کھال چھیل کر دیکھی ہے لیکن اس کے باوجود انہیں یقین نہیں آرہا کہ عمران مر بھی سکتا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ لاش کی آنکھوں میں

وف کا تاثر موجود ہے اس لئے یہ عمران نہیں ہو سکتا "........ کرنل وہن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" میری شاگل سے بات کراؤ "........ وزیراعظم نے کہا تو کرنل وہن نے فون پیس شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

" یس سر ۔ میں شاگل بول رہا ہوں "........ شاگل نے سنجیدہ لہجے ں کہا۔

"آپ کو کیوں یقین نہیں آرہا ۔ کوئی ٹھوس وجہ "........ وزیراعظم نے کہا۔

" جناب ٹھوس وجہ تو نہیں ہے ۔ بس میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ ران کی لاش نہیں ہو سکتی ۔ اس لاش کی آنکھوں میں مرتے وقت وف کا جو تاثر منجمد ہوا ہے عمران اس طرح موت سے خوفزدہ نہیں ہو کتا "........ شاگل نے کہا۔

"اور کچھ اور کوئی وجہ "........ وزیراعظم کا لہجہ قدرے تلخ ہو گیا تھا۔

" نو سر ۔ فی الحال اور تو کوئی وجہ نہیں ہے "........ شاگل نے جواب یا۔

" تو سنو ۔ کرنل موہن کو مبارکباد دو ۔ حکومت اسے کافرستان کا ب سے بڑا بہادری کا اعزاز "ویر چکر" دینے کا فیصلہ کر چکی ہے "........ یراعظم کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

"یس سر "........ شاگل نے جواب دیا۔

" مادام ریکھا سے بات کراؤ "........ وزیراعظم نے کہا اور شاگل نے

فون پیس ریکھا کی طرف بڑھا دیا۔

"کرنل موہن میری طرف سے اس عظیم کارنامے پر مبارک قبول فرمائیں"...... شاگل نے اونچی آواز میں کہا تاکہ وزیراعظم کانوں تک اس کی آواز پہنچ جائے۔ لیکن اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے مبارک دینے کی بجائے کرنل موہن کو موت کی خبر سنا رہا ہو۔

"شکریہ"...... کرنل موہن نے بھی طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"ریکھا بول رہی ہوں جناب"...... ریکھا نے فون پیس ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی کیا رائے ہے مادام ریکھا۔ کیا یہ لاشیں واقعی عمران اس کے ساتھیوں کی ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"یس سر۔ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں اب اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہا"...... ریکھا نے پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل موہن نے واقعی کارنامہ سرانجا دیا ہے۔ فون کرنل موہن کو دیں"...... وزیراعظم نے اس مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ریکھا نے فون پیس کرنل موہن طرف بڑھا دیا۔

"کرنل موہن۔ میری اور جناب صدر کی طرف سے مبارکباد قب کیجئے۔ اب چونکہ عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں اس لئے خیال ہے کہ اب بھوا جا پہاڑیوں پر اس قدر انتظامات کی ضرورت

رہی۔ اس لئے میرا آرڈر نوٹ کر لیں کہ آپ، مادام ریکھا اور شاگل اور تینوں ایجنسیاں مشکبار میں اپنے ہیڈ کوارٹر ختم کر کے فوری طور پر کافرستان واپس آ جائیں۔ اب صرف ملٹری انٹیلی جنس وہیں رہے گی۔ مادام ریکھا اور شاگل کو بھی میرے حکم کی اطلاع دے دیں۔ گڈ بائی"۔ وزیراعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے فون آف کیا اور پھر شاگل اور مادام ریکھا کو وزیراعظم کے نئے حکم کی اطلاع دے دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب واقعی ہماری یہاں ضرورت نہیں رہی"۔ مادام ریکھا نے سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کیا کہتے ہیں شاگل صاحب"...... کرنل موہن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میری سروس براہ راست صدر صاحب کے کنٹرول میں ہے اس لئے قانون کے مطابق وزیراعظم صاحب کا حکم مجھے صدر صاحب تک پہنچانا پڑے گا۔ ویسے تو ظاہر ہے وہ اسے کنفرم ہی کریں گے اس لئے مجھے بھی واپس جانا ہو گا لیکن میں ایک بات بہرحال صدر صاحب کے گوش گزار ضرور کروں گا کہ ہم سب عمران اور اس کے ساتھیوں کی کسی گہری سازش کا شکار ہو رہے ہیں"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"حد ہوتی ہے ذہنی مرعوبیت کی"...... کرنل موہن نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل موہن۔ تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو اور میں نے اب تک تمہاری ان گھٹیا باتوں کو نجانے کس طرح برداشت کیا ہے۔ تم اس فیلڈ میں ایک بچے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ تم کرنل فریدی جیسے مدبر آدمی کے جانشین بننے کے بھی لائق نہیں ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی تمہارے یہ فاتحانہ قہقہے ہذیانی چیخوں میں بدل جائیں گے۔ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ رکھا ہے اور مجھ پر بار بار مرعوبیت کا الزام لگا رہے ہو۔ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر اب تم نے میرے متعلق کوئی بکواس کی تو زبان گدی سے باہر کھینچ لوں گا"...... شاگل نے دروازے پر مڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ کرنل موہن کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"غصے کی ضرورت نہیں ہے کرنل موہن۔ یہ شخص ہے ہی ایسا۔ یہ ناقابل علاج ہے۔ جب آپ کو ور چکر ملے گا تو اسے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کی آپ کے سامنے کیا حیثیت ہے"...... ریکھا نے کرنل موہن کو دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مادام ریکھا۔ بہرحال اس شخص کو اس بکواس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے"...... کرنل موہن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ کرنل موہن کی بات سے سو فیصد متفق ہو۔

ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں زمین پر لیٹا ہوا سامنے موجود پہاڑی اور اس پر پھیلے ہوئے جنگل کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اس کی آنکھوں سے ایک طاقتور دوربین لگی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر لگے ہوئے سٹار کے مطابق وہ کیپٹن تھا۔ اس کی نگاہیں ایک خالی جگہ پر لگی ہوئی تھیں جہاں لکڑیاں چن کر باقاعدہ ایک ہٹ بنایا گیا تھا اور اس ہٹ کے سامنے دو مسلح فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ اس ہٹ سے لے کر پہاڑی کے دامن تک جگہ جگہ فوجیوں کی نقل و حرکت مسلسل نظر آ رہی تھیں۔ یہ ہٹ پہاڑی کی چوٹی کے قریب تھا اور اس ہٹ کو کراس کئے بغیر وہ پہاڑی کی دوسری طرف وادی ترنام تک نہ پہنچ سکتے تھے جہاں وہ خفیہ سٹور بنایا گیا تھا جس کا خاتمہ ان کا مشن تھا۔ علی احمد نے اسے بتایا تھا کہ ترنام

وادی کے گرد باقاعدہ ایئر چیک پوسٹس بھی قائم ہیں۔ یہ ایئر چیک پوسٹس یہاں سے نظر نہ آ رہی تھیں۔ لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ اگر کسی طرح وہ اس ہٹ سے بچ کر نکل جائیں تو پھر شاید ایئر چیک پوسٹ والے انہیں چیک نہ کریں۔ لیکن اس ہٹ میں کمپیوٹر مشینری اور میک اپ واشر موجود تھے اور اگر وہاں کوئی ہنگامہ ہوتا ہے تو لازماً ارد گرد پھیلے ہوئے فوجی چونک پڑیں گے اور نتیجہ یہ کہ وہ واقعی چاروں طرف سے اس طرح گھیر لئے جائیں گے کہ ان کے لئے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ علی احمد ایک خفیہ راستے سے انہیں یہاں تک تو لے آیا تھا لیکن یہاں سے آگے جانے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور اس کے نقطہ نظر سے اگر وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے تو اسے اس کی اتنی زیادہ پرواہ نہ تھی لیکن جوزف اور جوانا کی ہلاکت وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے ان کا مشن بھی کامیاب رہے اور وہ بھی بچ جائیں۔ باقی ساتھی ابھی تک اس خفیہ راستے کے اندر موجود تھے۔ ٹائیگر انہیں وہاں چھوڑ کر حالات کا جائزہ لینے جھاڑیوں میں چھپتا ہوا یہاں تک اکیلا پہنچا تھا۔ لیکن یہاں سے جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ اس کے نقطہ نظر سے انتہائی بدترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں مایوسی کا کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔ وہ عمران کا شاگرد تھا اور عمران نے اسے سب سے پہلا سبق بھی یہی دیا تھا کہ کسی قسم کے بھی حالات ہوں۔ مایوس ہونا موت کے مترادف ہے۔ عمران کے مطابق جب تمام راستے بظاہر بند نظر آئیں

تب بھی کوئی نہ کوئی ایک راستہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ جو کامیابی کی طرف جاتا ہے اور اگر انسان مایوس ہو جائے تو پھر یہ راستہ کبھی دریافت نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود ٹائیگر مسلسل کوئی راستہ سوچ رہا تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں سمیت بحفاظت وادی ترنام تک پہنچ سکے لیکن بظاہر اسے کوئی ایسا حل نظر نہ آ رہا تھا۔ کچھ دیر تک ذہن پر زور دینے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح جھاڑیوں میں رینگتا ہوا واپس اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔

"کیا ہوا ٹائیگر۔ کیا حالات ہیں"...... جوانا نے پوچھا۔

"حالات بظاہر تو مایوس کن ہیں۔ وہاں تو چپے چپے پر فوجی پھیلے ہوئے ہیں لیکن میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اگر ہم آگے بڑھیں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہمیں پہلے وہ اس چیکنگ سپاٹ پر لے جائیں گے اس سے پہلے تو کچھ نہیں کریں گے۔ وہاں پہنچ کر اگر ہم اس چیکنگ سپاٹ پر قبضہ کر لیں تو پھر ہم آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں وہاں موجود آدمیوں کے میک اپ میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن جناب۔ ہمارے پاس وہ کمپیوٹر کارڈ تو ہیں ہی نہیں اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس یہ کارڈ نہ ہوں انہیں تو وہ دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ایک ایک آدمی کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں پھر ان کے میک اپ کر لیں اور ان کے کارڈ اپنے

پاس رکھ لیں ۔ اس طرح ہم اس چیکنگ سپاٹ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے"...... علی احمد نے کہا۔

"نہیں ۔ یہاں کوئی اکیلا نہیں ہے ۔ چار چار پانچ پانچ کے گروہ اکٹھے نقل و حرکت کر رہے ہیں ۔ اس لئے ایک آدمی کے اغوا سے صورت حال بدل سکتی ہے ۔ تم سب چلو ۔ اپنے سائلنسر لگے ہتھیار تیار رکھنا ۔ میں صورت حال دیکھ کر کوئی نہ کوئی بہانہ کر لوں گا ۔ ہمیں بہرحال آگے بڑھنا ہے ۔ یہاں بیٹھے سوچتے رہنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے ۔ ایکشن خود بخود اپنا راستہ بنا لیا کرتا ہے" ۔ جوانا نے کہا اور جوزف نے بھی تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔ ان کے چہروں پر ایک عزم تھا ۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ بظاہر صحیحاً موت کے دہانے میں قدم رکھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے چہروں پر کسی قسم کی مایوسی کے آثار نہ تھے ۔ وہ پہلے کی طرح مطمئن اور پر سکون تھے البتہ علی احمد کے چہرے کے عضلات قدرے کھنچے ہوئے تھے جیسے وہ ذہنی طور پر کھنچاؤ کا شکار ہو رہا ہو لیکن بہرحال اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کا کوئی تاثر موجود نہ تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اس غار نما راستے کے دہانے سے باہر نکلے اور اس طرح اطمینان سے آگے بڑھنے لگے جیسے ان کا تعلق بھی یہاں بکھری ہوئی فوج سے ہی ہو لیکن تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک چٹان کی اوٹ سے نکلے ۔ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"ہالٹ ۔ جہاں ہو وہیں رک جاؤ"...... بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا اور ٹائیگر اور اس کے ساتھی ٹھٹھک کر رک گئے ۔ چند لمحوں بعد چھ مسلح فوجیوں کا ایک گروپ ادھر ادھر بکھری ہوئی چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آیا۔

"شناخت کراؤ ۔ کون ہو تم"...... ایک لمبے قد اور دبلے بدن کے فوجی نے جس کے کاندھے پر بھی کیپٹن کے سٹار موجود تھے ان کے قریب آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔ وہ بڑے غور سے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم اندھے ہو کیپٹن ۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ ہم کون ہیں" ۔ ٹائیگر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں ۔ تمہارے چہرے میرے لئے اجنبی ہیں ۔ اس لئے شناخت کراؤ ۔ ورنہ میں فائر کھول دینے کا حکم دے دوں گا"...... اس کیپٹن نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیسی شناخت چاہتے ہو تم"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہاں کس قسم کی شناخت طلب کی جاتی ہے"...... اس کیپٹن نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنو کیپٹن"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر آگے فقرہ روک دیا تھا تاکہ وہ اپنا نام بتا سکے۔

"کیپٹن ٹھاکر"...... اس کیپٹن نے ہونٹ بھینچے ہوئے اپنا نام

بتایا۔

"تو کیپٹن ٹھاکر کیا تمہیں سپیشل فورس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ جو تم ہم سے وہ کمپیوٹر کارڈ شناخت کے لئے طلب کر رہے ہو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سپیشل فورس کو سپیشل کوڈ شناخت کے لئے دیئے گئے ہیں اور وہی کوڈ ہیں جو میں نے دوہرائے ہیں"......... ٹائیگر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون سے کوڈ"....... کیپٹن ٹھاکر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ کیا شناخت چاہتے ہو"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی شناخت نہیں ہے۔ اوکے"....... کیپٹن ٹھاکر نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ میں موجود مشین گن کو ان کی طرف سیدھا کر لیا تھا۔

"احمق مت بنو کیپٹن ٹھاکر۔ اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو اپنے کرنل انچارج سے معلوم کر لو"......... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن تم کوئی غلط حرکت نہیں کرنا۔ ورنہ میرے ساتھی فوراً فائر کھول دیں گے"........ کیپٹن ٹھاکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جیب میں ہاتھ ڈالا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو معنی خیز نظروں سے

دیکھا اور دوسرے لمحے جس طرح روبوٹ حرکت میں آتے ہیں اس طرح ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیبوں سے باہر آئے اور پھر سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کیپٹن ٹھاکر اور اس کے ساتھی پہلے ہی تیز حملے میں زمین بوس ہو چکے تھے۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلیاں نہ ہٹائیں جب تک کہ وہ سب کے سب ختم نہ ہو گئے۔

"ان سب کو اٹھا کر واپس اس دھانے میں لے چلو۔ ہم نے اب وہاں ان کا میک اپ کرنا ہے۔ جلدی کرو"......... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ سب تیزی سے ان کی لاشوں کی طرف جھپٹ پڑے جوانا نے دو آدمیوں کو اٹھا کر کاندھے پر لادا جبکہ باقی سب نے ایک ایک کو اٹھایا اور پھر وہ سب ممکنہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے واپس اس طرف کو بڑھ گئے۔ گو ان کے جسم زخموں کی وجہ سے خون آلود تھے اور ان کی وجہ سے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کی یونیفارم بھی خون آلود ہو گئی تھیں لیکن ٹائیگر کو اس کی فکر نہ تھی کیونکہ یونیفارم اس رنگ کی تھی کہ خون کے دھبے سوکھنے کے بعد تقریباً اسی رنگ کے ہو جاتے تھے۔ اسی لئے اسے اس بارے میں کوئی فکر نہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس غار نما راستے کے بند حصے میں پہنچ گئے۔

"صرف میں کیپٹن ٹھاکر کا میک اپ کروں گا تم صرف ان سپاہیوں کی جیبوں سے کارڈ نکال لو۔ تمہیں میک اپ کی ضرورت

نہیں ہے کیونکہ یہاں تمہارے سائز کا ایک بھی آدمی موجود نہ ہوگا ...... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں مسکرا دیئے۔

"میں میک اپ کر لوں"...... علی احمد نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی"...... ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے اپنی یونیفارم کے اندر بیلٹ سے بندھے ہوئے ایک تھیلے سے ایک چپٹا سا میک اپ باکس نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹائیگر کیپٹن ٹھاکر بن چکا تھا ٹائیگر نے کیپٹن ٹھاکر کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے اسے ایک فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس کے علاوہ صرف اس کا شناختی کارڈ تھا اور کچھ نہ تھا۔ ٹائیگر نے دونوں چیزیں اپنی جیب میں ڈال لیں۔

"پتھروں سے ان سب کے چہروں کو اس حد تک مسخ کر دو کہ پہچانے نہ جا سکیں"...... ٹائیگر نے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں حرکت میں آ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اس جگہ سے نکلے اور دوبارہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

"ہیلو کیپٹن ٹھاکر۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ یہ تو اجنبی لوگ ہیں"...... اچانک ایک درخت کی آڑ سے ایک اور کیپٹن نے باہر آتے ہوئے سب سے آگے چلنے والے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ اس لئے میں فائنل چیکنگ کے لئے لے جا رہا ہوں انہیں"...... ٹائیگر نے ٹھاکر کا لہجہ بناتے

ہوئے کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ تمہاری آواز کو کیا ہوا۔ کچھ بھاری سی لگ رہی ہے"۔ اس کیپٹن نے چونک کر کہا۔

"نزلہ ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ڈیوٹی از ڈیوٹی"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ کیپٹن چند لمحے کھڑا رہا۔ پھر کاندھے اچکاتا ہوا واپس اسی درخت کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب سے وہ اچانک برآمد ہوا تھا۔ وہ مسلسل اوپر چڑھتے چلے گئے۔ راستے میں انہیں اور کہیں کچھ نہ کہا گیا اور تھوڑی دیر بعد صحیح سلامت اس ہٹ تک پہنچ گئے جہاں چیکنگ مشین نصب تھیں۔ جیسے ہی وہ اس ہٹ کے سامنے پہنچے۔ ہٹ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کیپٹن باہر آ گیا۔

"اوہ کیپٹن ٹھاکر تم۔ یہ کون لوگ ہیں"...... اس کیپٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سپیشل فورس۔ سپیشل چیکنگ کرنے لایا ہوں انہیں"۔ ٹائیگر نے اس بار لہجے کو حتی الوسع ٹھاکر کے لہجے کی طرح بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اندر چلے جاؤ۔ حوالدار ذیل سنگھ موجود ہے اندر۔ وہ سپیشل چیکنگ کرے گا"...... اس کیپٹن نے کہا اور آگے بڑھ گیا ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دوبارہ ہٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"جب تک میں اشارہ نہ کروں تم لوگوں نے حرکت میں نہیں آنا"۔ ٹائیگر نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہٹ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دونوں فوجیوں نے انہیں روکنے کی بجائے باقاعدہ فوجی انداز میں انہیں سیلوٹ کیا اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ کر ہٹ میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہٹ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ دو مشینیں نصب تھیں۔ ایک بڑا سا کمپیوٹر تھا جبکہ دوسرا جدید ترین میک اپ واشر۔ لیکن اس وقت اندر کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ ٹائیگر کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔

"یہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ حوالدار کہاں گیا"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک کھلے دروازے سے کوئی کیپسول اندر پھینکا گیا اور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے کسی لٹو پر بٹھا دیا ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں بھی روشنی کی ایک کرن چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی جب اس کا شعور جاگا تو ایک لمحے کے لئے تو بے ہوش ہونے سے پہلے کا سین اس کی نظروں کے سامنے کسی فلم کے منظر کی طرح ابھرا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ادھر ادھر چونک کر دیکھا اور

دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ مضبوط زنجیروں کی مدد سے ایک پتھریلی دیوار کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ یہ ایک کمرہ تھا اور اس کی ساخت بتا رہی تھی کہ اسے باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

"یہ کیا ہو گیا ہے"...... اسی لمحے جوانا کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم پھیل گیا۔

"وہی جو ایسی سچوئیشن میں ہوا کرتا ہے"...... ٹائیگر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جوانا اس کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑا کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اسے اب خیال آیا تھا کہ جوانا اپنی اصل شکل میں تھا۔ پہلے اس نے خیال نہ کیا تھا اور نہ صرف جوانا بلکہ جوزف کا میک اپ بھی صاف ہو چکا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی اصل شکل میں ہوں"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا فولادی بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا فوجی جس کے کاندھے پر کرنل کے سٹار تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک فوجی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"تو تمہیں ہوش آ گیا پاکیشیائیو۔ اب تم بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"........... کرنل نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"کون پاکیشیائی ہے"...... ٹائیگر نے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ میرا نام کرنل پردیپ ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں۔ تمہارے میک اپ صاف کر دیئے گئے ہیں۔ یہ دونوں ایکریمین نیگرو کے بارے میں تو ہمیں ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل ہو چکی ہیں کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے اس علی عمران سے ہے جو بلیک فورس کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے۔ لیکن تم باقی دونوں کے بارے میں ہمارے پاس معلومات موجود نہیں ہیں کہ تم کون ہو۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم دونوں اپنے متعلق سچ سچ بتا دو۔ اس طرح تم ٹوٹ پھوٹ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اس کے بعد تمہیں کافرستان شفٹ کر دیا جائے گا"...... کرنل پردیپ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں۔ کیا وادی ترنام میں ہیں"...... ٹائیگر نے عمران کی ہلاکت کا سننے کے باوجود مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تمہیں وادی ترنام کے بارے میں بھی علم ہے۔ اوہ پھر تو تم خطرناک آدمی ہو"...... کرنل پردیپ نے چونک کر کہا۔

"کرنل پردیپ۔ وادی ترنام کے بارے میں تو مشکبار کا ہر رہنے والا جانتا ہے۔ یہ کونسی ایسی بات ہے جس پر تم اس طرح حیرت کا اظہار کر رہے ہو"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا اس کے بارے میں جاننے کا مطلب دوسرا ہے۔

بہرحال تم وادی ترنام میں نہیں ہو۔ ہمارے ایک اور خفیہ اڈے میں ہو"...... کرنل پردیپ نے کہا۔

"تم نے ابھی کیا بکواس کی ہے کرنل کہ تم نے ماسٹر عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب اگر تم نے دوبارہ یہ الفاظ کہے تو تمہاری روح بھی صدیوں تک ویرانوں میں بھٹکتی پھرے گی"...... اچانک جوانا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ ابھی گولی سے اڑا دوں گا"...... کرنل پردیپ نے اچھل کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم چوہے۔ دلدلی کیڑے۔ تم ہمیں دھمکیاں دے رہے ہو ہمیں"۔ یکلخت جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔

"گولی مار دو۔ انہیں گولی مار دو"...... کرنل پردیپ نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے پیچھے کھڑے مسلح فوجی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ساتھ ساتھ کھڑے جوزف اور جوانا کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ"...... یکلخت ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ایک جھٹکے سے حرکت دی تو اس کے پیر کے سامنے پڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر کھا کر سامنے کھڑے ہوئے کرنل پردیپ سے کسی گولی کی طرح ٹکرایا اور کرنل پردیپ چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔ اس کے اس طرح چیخ مارنے کی وجہ سے فوجی بوکھلا کر اس کی طرف مڑا اور اس کے ہاتھوں سے مشین

گن نیچے گر گئی تھی۔

"کیا ہوا۔ کرنل کیا ہوا۔ اس فوجی نے جلدی سے آگے کی طرف دوڑتے ہوئے کرنل کو سنبھالتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ایک زور دار کڑاکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرنل پردیپ اور اس کے ساتھی فوجی کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اسی لمحے جوانا اچھل کر آگے بڑھا اور دوسرے لمحے فرش پر پڑا تڑپتا ہوا کرنل اور اس کا ساتھی ہوا میں اٹھتے چلے گئے۔ جوانا نے ان دونوں کی گردنیں علیحدہ علیحدہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آوازیں نکلیں اور ان دونوں کے جسم یکلخت ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ جوانا نے واقعی حیرت انگیز طاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ انہیں زنجیروں سے اس طرح جکڑا گیا تھا کہ زمین کے ساتھ دیوار میں نصب مضبوط آہنی کنڈے سے موٹی زنجیر نکل کر ان کے جسموں کے گرد لپیٹ کر ان کے سروں کے اوپر دیوار میں نصب کنڈے میں جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ اس طرح ان کے بازو بھی ان کے جسموں کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے تھے اور ایسی حالت میں وہ صرف پیروں کو تھوڑی سی حرکت دے سکتے تھے۔ لیکن جوانا نے اپنی بے پناہ طاقت کے بل بوتے پر اپنے جسم کو جب آگے کی طرف پوری قوت سے جھٹکا دیا تو اس کے جسم کے گرد جکڑی ہوئی زنجیر خود بخود کھل کر اس کے قدموں میں جا گری تھی۔ یہ عین وہی وقت تھا جب ٹائیگر نے پیر کی مدد سے پتھر اڑا

کر کرنل پردیپ کی پنڈلی پر مارا تھا۔ جیسے ہی زنجیر نیچے گری۔ جوانا نے انتہائی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ایک حصہ پکڑا اور زنجیر کو گھما کر ان دونوں پر پوری قوت سے کسی کوڑے کی طرح مار دیا اور یہ اس زنجیر کی زور دار اور خوفناک ضرب تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے تھے اور اس دوران جوانا نے اپنی پنڈلیوں کے گرد ابھی تک لپٹی ہوئی زنجیر کو کھول کر اپنے آپ کو آزاد کرایا اور پھر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر فضا میں اٹھا لیا تھا۔

"ہونہہ...... حقیر کیڑے۔ ماسٹر کی موت کی بات کر رہے تھے۔ نانسنس"...... جوانا نے غصیلے لہجے میں ان دونوں کے ساکت جسموں کو نیچے فرش پر پھینکتے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر اس نے پہلے ٹائیگر کے سر کے اوپر موجود کڑے پر موجود بٹن دبا کر کھولا تو کرڑ کرڑ کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد بندھی ہوئی زنجیر نیچے اس کے قدموں میں جا گری اور جوانا اب جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سب آزاد ہو چکے تھے۔

"جوانا صاحب۔ آپ کے جسم میں آخر کتنی طاقت ہے کہ آپ نے اس طرح کنڈا اس پتھریلی دیوار سے نکال لیا ہے"...... علی احمد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس احمق نے ماسٹر کی موت کی بات کر کے مجھے غصہ دلا دیا تھا اور جب مجھے غصہ آ جائے تو یہ کنڈا تو کیا پوری دیوار ہی نیچے آ سکتی تھی"۔

جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بے ہوش ہیں یا مر چکے ہیں" .... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس فوجی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھاتے ہوئے جوانا سے پوچھا۔

"فی الحال تو بے ہوش ہیں" ۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ اب باہر کی صورت حال دیکھ لیں" .... ٹائیگر نے کہا اور مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے باہر ایک بند گیلری تھی جس کے ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا۔ وہ بھی لوہے کا تھا۔ جب ٹائیگر اس دروازے کے قریب پہنچا تو اسے باتوں کی آواز سنائی دی۔

"چیخوں کی آوازیں تو آئی ہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی ہے" .... ایک آدمی نے کہا۔

"کرنل صاحب پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے" .... دوسرے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر کے ساتھی بھی اس کے پیچھے موجود تھے۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور اچھل کر سامنے موجود کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں دو فوجی فرش پر بچھے ہوئے کپڑے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ٹائیگر کو دیکھ کر بوکھلا کر اٹھے ہی تھے کہ ٹائیگر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ہی بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپ کر ختم ہو گئے۔ اس کمرے کی ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے بعد ایک کھلی سرنگ نما

راہداری اوپر کو جا رہی تھی۔ ٹائیگر اس کھلے دروازے سے نکل کر اس سرنگ سے گزرتا ہوا جب اوپر پہنچا تو اس سرنگ کا اختتام ایک قدرتی چوڑی غار میں ہوا جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ دروازہ بھی چٹان سے بنایا گیا تھا جو کسی دروازے کی طرح بند اور کھل سکتا تھا۔ ٹائیگر نے غار کے دھانے پر جا کر باہر جھانکا تو باہر پہاڑی ڈھلوان تھی اور ہر طرف جنگل سا پھیلا ہوا تھا۔ ٹائیگر واپس مڑ آیا۔

"یہ ان کا کوئی خاص خفیہ اڈہ ہے۔ اب یہ کرنل بتائے گا کہ یہ کونسی جگہ ہے" .... ٹائیگر نے مڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جوزف۔ تم یہیں رکو تاکہ کرنل کا کوئی ساتھی اچانک نہ آ جائے یہ مشین گن تم رکھ لو۔ ہم اس کرنل سے پوچھ گچھ کر کے ابھی واپس آتے ہیں" .... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور مشین گن جوزف کی طرف بڑھا دی۔

"آپ لوگ پوچھ گچھ کریں۔ میں باہر جا کر علاقے کو چیک کرتا ہوں" .... علی احمد نے کہا۔

"خیال رکھنا۔ یہ اڈہ ہمارے لئے چوہے دان بھی ثابت ہو سکتا ہے" ۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب" .... علی احمد نے کہا اور ٹائیگر، جوانا کو ساتھ لئے واپس اس سرنگ میں سے ہوتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ دو آدمی ہلاک ہوئے تھے۔

"یہاں ہمارا سامان بھی ہوگا۔ جوانا۔ تم اس کرنل سے جا کر پوچھ گچھ کرو۔ میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ بس خیال رکھنا کہ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ اس سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے اس کمرے میں پہنچ کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جس طرف وہ کرنل اور اس کا ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ لیکن جلد ہی ٹائیگر نے ایک اور خفیہ راستہ تلاش کر لیا اور پھر جب اس راستے سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایک بہت بڑا ہال تھا جو اسلحے کی پیٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے کرسی بھی موجود تھی اور ان کا تمام سامان اس میز پر پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو خاص طور پر اس تھیلے کی تلاش تھی جس میں جڑی بوٹیاں اور کاسموس گن کے پارٹس اور میگزین تھا اور یہ تھیلا اسی طرح بند کا بند پڑا تھا۔ شاید اسے ایسے ہی دبا کر دیکھا گیا تھا اور یہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس میں جڑی بوٹیاں ہیں ٹائیگر نے اس تھیلے کو اٹھایا اور پھر باقی سامان بھی اس نے وہاں موجود ایک تھیلے میں ڈالا اور وہاں سے نکل کر جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کمرے میں پہنچا تو اس نے کرنل کو دیوار کے ساتھ زنجیر سے جکڑے ہوئے کھڑا دیکھا۔ کرنل کی حالت کافی خستہ ہو رہی تھی۔ اس کے دونوں گال پھٹے ہوئے تھے۔ ناک اور منہ سے خون رس رہا تھا۔

"ابھی تو میں نے ہاتھ کافی ہلکا رکھا ہے تاکہ یہ مر نہ جائے لیکن اب تک اس نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق یہ اسلحے کا خفیہ سٹور ہے اور یہ کسی ڈاگرام پہاڑی پر واقع ہے۔ اس کے مطابق وادی ترنام یہاں سے بہت دور ہے"...... جوانا نے ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل پردیپ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اس چیکنگ سپاٹ پر ہمیں بے ہوش کرنے کے بعد کیوں لایا گیا تھا"...... ٹائیگر نے کرنل پردیپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ اڈہ اس کام کے لئے مخصوص ہے۔ ہر مشکوک آدمی کو یہاں لایا جاتا ہے۔ تم لوگ بھی مشکوک تھے۔ کیپٹن سروش نے چیکنگ سپاٹ پر اطلاع دی تھی کہ کیپٹن ٹھاکر تین اجنبی فوجیوں کے ساتھ آ رہا ہے اور کیپٹن ٹھاکر کی آواز بدلی ہوئی ہے۔ وہ مشکوک ہے۔ اس لئے کیپٹن ٹھاکر کو بھی ساتھ ہی چیک کیا جائے۔ میں وہیں موجود تھا۔ اس چیکنگ سپاٹ کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ میں وہاں تھا۔ ہمیں یہ حکم تھا کہ ہر مشکوک آدمی کو کوئی فوری خطرہ نہ ہونے کی صورت میں گرفتار کیا جائے پھر اس کی چیکنگ کی جائے اور پھر اسے گولی مار دی جائے۔ چنانچہ تم لوگوں کو وہاں ٹریپ کر کے بے ہوش کیا گیا اور پھر وہاں موجود میک اپ واشر سے جب تمہارے چہرے واش کئے گئے تو وہاں موجود ایک کیپٹن نے ان دونوں ایکریمین نیگروں کو پہچان لیا۔ اس نے بتایا کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا کے علی عمران سے ہے جبکہ باقی تم دونوں کو وہ نہ پہچانتا تھا۔ عمران کے متعلق ہمیں سرکاری طور

پر اطلاع مل چکی تھی کہ اسے بلیک فورس کے چیف کرنل موہن نے ایک زبردست ایکشن کے ذریعے اس کے چار ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشوں کی باقاعدہ سرکاری طور پر تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ چنانچہ جب کیپٹن سروش نے بتایا کہ تم میں سے دو کا تعلق عمران سے ہے اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ وہ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کے فیلڈ گروپ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسے ان کی موت کا یقین نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ تمہیں یہاں لا کر تم سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ کرنل موہن کی طرح عمران کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ مجھے مل سکے۔ اس لئے میں تمہیں وہاں سے خفیہ طور پر یہاں لے آیا تھا"...... کرنل پردیپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو کرنل۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس خفیہ سٹور تک یہاں سے کوئی ایسا راستہ بتا دو جو خفیہ ہو۔ یا پھر کوئی ایسا کوڈ بتاؤ کہ ہم سٹور تک پہنچ جائیں لیکن ہمیں راستے میں چیک نہ کیا جائے"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل کوئی جواب دیتا۔ علی احمد کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ اڈہ ڈاگرام پہاڑی کے عقب میں ہے۔ وادی ترنام تک جانے کے لئے ہمیں ایک بار پھر پہلے کی طرح اس پہاڑی کی چوٹی پر جانا ہوگا"۔ علی احمد نے کہا۔

"ہاں تو کرنل بولو کیا جواب ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے علی احمد

کی بات سن کر دوبارہ کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ سٹور کہاں ہے اور نہ ہی وادی ترنام میں کسی کو جانے کی اجازت ہے۔ وہاں کوئی خرگوش بھی حرکت کرے تو اسے دور سے فائر کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے درخت صاف کر دیئے گئے ہیں اب وہاں جنگل کی بجائے کھلا میدان ہے اور چاروں طرف پہاڑیوں پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کے مورچے موجود ہیں۔ اس لئے کوئی بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا کسی طرح بھی۔ اور نہ ہی کوئی خفیہ راستہ موجود ہے"...... کرنل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر تم چھٹی کرو"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... کرنل نے کہا۔

"جوانا۔ اب یہ ہمارے لئے بے کار ہے۔ اس لئے اس کو آف کر دو"۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اس کرنل کے سر اور گردن پر ہاتھ رکھے۔ کرنل ہذیانی انداز میں چیخنے لگا لیکن دوسرے لمحے کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا زنجیر میں جکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"اس دوسرے کا بھی خاتمہ کر دو"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ علی احمد خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا اور جب وہ دونوں اس کمرے میں پہنچے جہاں کرنل کے دو ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں تو جوانا بھی ان تک پہنچ گیا۔

"علی احمد۔ یہاں ایک خفیہ تہہ خانہ ہے جس میں انتہائی خوفناک اسلحے کی پیٹیاں بھری ہوئی ہیں اور تمہارے کہنے کے مطابق یہ ڈاگرام پہاڑی ہے۔ اب تم سوچ کر بتاؤ کہ اگر ہم اس اسلحے کو تباہ کر دیں تو کیا اس خوفناک دھماکے سے یہاں سے دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ بن جائے گا یا اوپر چوٹی پر موجود ایئر چیکنگ پوسٹ اور چیکنگ سپاٹ پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں"........ ٹائیگر نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ اڈہ چوٹی سے کافی نیچے ہے اور پہاڑی بہت بڑی ہے۔ اس لئے دونوں ہی کام نہیں ہوں گے"........ علی احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش تو کی جا سکتی ہے"........ ٹائیگر نے کہا۔

"مسٹر ٹائیگر آپ"........ جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہنا شروع کیا تو ٹائیگر نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

"جوانا۔ یہ ٹھیک ہے کہ باس نے مجھے اس ٹیم کا لیڈر مقرر کیا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ تم مجھے مسٹر اور آپ کہہ کر پکارو۔ جوزف، تمہاری اور میری ایک ہی حیثیت ہے بلکہ میرے نقطہ نظر سے میری حیثیت تم دونوں سے کم ہے اس لئے کہ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں جبکہ آپ ان کے ساتھی۔ اس لئے ایک تو تم مجھے مسٹر اور آپ کہنا بند کرو اور دوسری بات یہ کہ باس نے ہم تینوں پر اعتماد کیا ہے۔ اس نے خود کافرستانی خفیہ ایجنسیوں کو الجھانے کا مشن اس لئے لیا ہے تاکہ ہم اصل مشن مکمل کر سکیں۔ ورنہ وہ ان ایجنسیوں کو الجھانے کا کام ہماری ٹیم کے ذمے بھی لگا سکتے تھے اور خود اصل مشن پر کام کرتے۔ لیکن اس قدر اہم مشن ہمارے ذمہ لگانے کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے اور اب ہم نے ان کے اس اعتماد پر ہر صورت پر پورا اترنا ہے اس لئے ہمارے سامنے صرف مشن ہے اور بس۔ میں نے تم سب کے مشوروں سے آگے بڑھنا ہے"........ ٹائیگر نے بڑے جذباتی انداز میں کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی بات نہیں ہے مسٹر ٹائیگر۔ ماسٹر نے اگر آپ کو لیڈر بنایا ہے تو آپ واقعی اس کے حقدار بھی ہے۔ ماسٹر کا فیصلہ ہر لحاظ سے درست ہوتا ہے اور لیڈر کو تم کہنا میرے نقطہ نظر سے ماسٹر کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں آپ بھی کہوں گا اور مسٹر ٹائیگر بھی کہوں گا۔ میرے نقطہ نظر سے ماسٹر کے حکم کی تعمیل اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کیوں جوزف"........ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاگرد استاد کی جگہ سنبھالتا ہے اور ٹائیگر اگر باس کا شاگرد ہے تو پھر اس وقت باس کی جگہ ہے۔ اس لئے یہ باس ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ باس جو کچھ افریقہ کے بارے میں جانتا ہے وہ ٹائیگر نہیں جان سکتا"........ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب آپ کا پروگرام کیا ہے مسٹر ٹائیگر"........ جوانا نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلاننگ آئی ہے کہ یہاں موجود انتہائی طاقتور اسلحے کے سٹور کو اگر بلاسٹ کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف وادی ترنام جانے تک کا راستہ پیدا ہو جائے یا پھر اوپر چوٹی پر موجود چیکنگ ایئر پوسٹ تباہ ہو جائے لیکن علی احمد صاحب نے یہ دونوں خیال مسترد کر دیئے ہیں۔ کیونکہ پہاڑی کی چوڑائی بہت زیادہ ہے اس لئے راستہ نہیں بن سکتا اور یہ سٹور چونکہ چوٹی سے خاصا نشیب میں ہے اس لئے چوٹی پر موجود ایئر چیکنگ پوسٹ بھی تباہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب کچھ اور سوچنا پڑے گا"......... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ اس سٹور کو تباہ کر دیں۔ یقیناً اس تباہی سے اردگرد موجود افراد کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم آسانی سے وادی ترنام پہنچ جائیں گے"......... جوانا نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مخصوص اسلحہ دے دو اور خود یہیں میرا انتظار کرو۔ پھر دیکھو کہ میں کیسے جا کر اس سٹور کو تباہ کرتا ہوں"۔ جوزف نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"تم کیسے کرو گے۔ باہر تو قدم قدم پر فوجی موجود ہیں اور چیکنگ مشینیں کام کر رہی ہیں اور کرنل پردیپ کے مطابق نیچے وادی میں معمولی سے معمولی نقل و حرکت کو بھی چیک کیا جا رہا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ جنگل ہے ٹائیگر۔ یہاں مجھے کون روک سکتا ہے۔ انسان تو ایک طرف درندے بھی مجھے نہیں دیکھ سکتے"......... جوزف نے جواب دیا۔

"سوری جوزف۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ بحیثیت ٹیم لیڈر میں اپنے ساتھیوں کی جانوں کی حفاظت بھی کرتا رہوں"......... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سوچنا کس بات کا۔ یہاں سے نکلیں اور اوپر چلیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"......... جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک منٹ تم سب یہیں ٹھہرو۔ میں اس اسلحے کے سٹور کا چکر لگا کر آ رہا ہوں"......... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گیا جس طرف اسلحے کا وہ خفیہ سٹور موجود تھا۔

ختم شد

بچوں کی کہانیاں دستیاب ہیں
★ آصف [illegible] ★
قیصر آباد گلی نمبر 2 ملتان

عمران سیریز میں ایک خونریز اور جان لیوا ایڈونچر

بلائنڈ اٹیک (حصہ دوم)

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- کافرستان کی چار ایجنسیوں کے مقابلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی دیلات جدوجہد اپنے عروج پر پہنچ گئی ۔
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ خون میں ڈوب گیا تھا۔
- وہ لمحہ جب ٹائیگر، جوزف اور جوانا پر گولیوں کی بارش کر دی گئی اور نجانے کتنی گولیاں ان کے جسموں میں اتر گئیں ــــ کیا وہ تینوں ہلاک ہو گئے ۔
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشن کی تکمیل کیلئے مجبوراً بلائنڈ اٹیک کرنا پڑا۔ ایسا بلائنڈ اٹیک جس کا انجام یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا بلائنڈ اٹیک اپنا مقصد پورا بھی کر سکا ــ یا وہ سب موت کے گھاٹ اتر گئے ۔
- کیا کافرستان کا ہولناک مشن پورا ہو گیا اور لاکھوں مشکباری ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے

مسلسل اور بے پناہ ایکشن ۔ لمحہ بہ لمحہ اعصاب کو جھنجھا دینے والا سسپنس ۔

ایک یادگار اور بھرپور ناول ــــــ شائع ہو گیا ہے ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران پرمود سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

اوپن کلوز

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- علی عمران کے ملک پاکیشیا اور میجر پرمود کے ملک بلگارنیہ کی انتہائی قیمتی سائنسی اور معدنیاتی دولت انتہائی منظم طور پر چوری ہونے لگی تو دونوں حکومتیں پریشان ہو گئیں ۔
- میجر پرمود نے علی عمران سے زیادہ برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مشن مکمل کر لیا ــــ کیا واقعی ــــ ؟
- علی عمران ــ جس نے اس اہم ترین مشن کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ دی۔ کیوں؟
- میجر پرمود ــ جسے اس کے چیف کرنل ڈی نے علی عمران کا شاگرد بننے کا مشورہ دیا ــــ کیوں ــــ ؟ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن ۔
- وہ لمحہ ــ جب میجر پرمود عمران کے فلیٹ پر اس کا شاگرد بننے کیلئے آیا ــــ ایک دلچسپ سچوئیشن ۔
- راسکو اور بلیک گولڈ ــــ دو بین الاقوامی مجرم تنظیمیں ــــ جو معدنیات کی چوری میں ملوث تھیں لیکن جب عمران اور میجر پرمود ان کے خلاف میدان میں اترے تو انہیں فوری طور پر کلوز کر دیا گیا ــ کیوں ــــ ؟

- ایسی حیرت انگیز تنظیمیں ـــــ جو ایک اشارے پر اوپن ہو جایا کرتی تھیں اور دوسرے اشارے پر کلوز ہو جاتی تھیں اور عمران اور میجر پرمود دونوں اس اوپن کلوز کے چکر میں پھنس کر بری طرح پریشان ہو کر رہ گئے ۔

مائیکل ـــ ایک ایسا حیرت انگیز کردار ـــ جو روپ بدلنے کا ماہر تھا۔ جس کی بیک وقت پانچ شخصیتیں تھیں اور وہ ہر شخصیت میں اپنی جگہ مکمل ہوتا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک حیرت انگیز کردار ۔

- علی عمران اور پرمود ـــ دونوں علیحدہ علیحدہ ایک ہی مشن پر کام کرتے رہے ۔ دو عظیم ایجنٹوں کے درمیان کامیابی کے لئے انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ مقابلہ ۔
- علی عمران اور میجر پرمود کے مقابلے پر علیحدہ علیحدہ خوفناک قاتل تنظیمیں اتریں اور پھر ہر طرف خون ہی خون پھیلتا چلا گیا ـــ انتہائی تیز رفتار ایکشن سے بھرپور۔
- عمران اور میجر پرمود ـــ دونوں میں سے مشن میں کامیابی کسے حاصل ہوئی اور کیسے ـــ ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام ۔
- انتہائی برق رفتار ایکشن ۔ دلچسپ اور منفرد واقعات پر مشتمل، خونریز اور یادگار مقابلوں سے بھرپور۔ اعصاب شکن سسپنس اور انوکھے پلاٹ پر مبنی جاسوسی ادب میں ایک نئے تجربہ کا حامل ایک یادگار ناول ۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد کہانی

بلڈی گیم

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

بلڈی گیم ۔ جس کا آغاز پاکیشیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا ۔

بلڈی گیم ـــ جس کا انجام ایکریمیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی پے در پے موت پر جا کر ہوا ۔

بلڈی گیم ـــ ایک ایسے سائنسی آئیڈیئے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا ۔ وہ آئیڈیا کیا تھا ـــ ؟

بلڈی گیم ـــ جس میں عمران، ٹائیگر اور جوانا نے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ کیوں ؟

بلڈی گیم ـــ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر کلیو کو انتہائی مہارت سے مسلسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے ۔

- بے پناہ سسپنس ۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات، تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہو گی ۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

بلیک ہلز

مُصنف
مظہر کلیم ایم۔اے

بلیک ہلز ــــ یہودی ملک میں واقع ایسی پہاڑیاں جہاں عمران اور جولیا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

بلیک ہلز ــــ ایک ایسا مشن جس میں عمران کو بے بس کر کے اس پر مشین پسٹل سے گولیوں کی بارش کر دی گئی۔

بلیک ہلز ــــ ایک ایسا مشن جس میں جولیا نے اپنی زندگی کی سب سے خونی جنگ لڑی ــــ ایک ایسی جنگ جس کا انجام یقینی موت تھا۔؟

مریم ــــ ایک ایسی یہودی عورت جو مسلمان ہو گئی تھی اور پھر اس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خاطر ایسی ہولناک جدوجہد کی کہ عمران سمیت پوری پاکیشیا ٹیم ششدر رہ گئی۔

فرانکو ــــ ایک ایسا یہودی ایجنٹ جس نے میزائل گن سے وہ عمارت ہی راکھ کا ڈھیر بنا دی جس میں عمران اور پوری سیکرٹ سروس یقینی طور پر موجود تھی کیا عمران اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے یا ــــ؟

کرنل کارسٹن ــــ ایک ایسا یہودی ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح گھیر لیا کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے چوہوں کی طرح بلوں میں چھپتے پھرے ــــ انتہائی حیرت انگیز کردار

انتہائی دلچسپ اور منفرد کرداروں پر مشتمل ایسی کہانی جو مدتوں یاد رہے گی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مران سیریز میں ایک ناقابلِ فراموش اور یادگار ناول

دہشت گرد

مصنف :۔ مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

دہشت گرد ایک ایسی خوف ناک تنظیم جو ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے میں مشہور تھی۔

سوپر فیاض اور سر رحمان دہشت گرد کے مقابلے میں علیحدہ ٹیم لے کر آ گئے۔

عمران اور سیکرٹ سروس بھی دہشت گرد کے خاتمے کیلئے میدان میں کود پڑی۔

دہشت گرد نے وہ ٹرین ہی اڑا دی جس میں سوپر فیاض اپنی ٹیم سمیت سفر کر رہا تھا۔

دہشت گرد کے خوفناک قاتلوں نے سر رحمان کو گولیوں سے چھلنی کر دیا پھر؟

عمران، بلیک زیرو، سیکرٹ سروس اور سوپر فیاض کا دہشت گرد سے خوف ناک مقابلہ۔؟

بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی جبکہ سوپر فیاض نے میدان مار لیا۔ کیا واقعی دہشت گرد کا خاتمہ سوپر فیاض کے ہاتھوں ہوا۔؟

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور سسنی خیز کہانی، قدم قدم پر ایکشن اور سسپنس سے بھرپور شاہکار۔

شران۔ یوسف برادرز پبلشرز بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

ریڈ رِنگ

مصنف —— مظہر کلیم ایم، اے ——

- ریڈ رنگ —— ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا میں جعلی ادویات سپلائی کرتی تھی۔ ایسی ادویات جس سے لاکھوں مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے تھے۔
- مادام ولاڈی — جو جڑی بوٹیوں کی بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر تھی۔ مگر یہی مادام ولاڈی ریڈ رنگ کی بھی سربراہ تھی۔ ایک حیرت انگیز، دلچسپ اور منفرد کردار۔
- مادام ولاڈی —— جس نے جڑی بوٹیوں کی ریسرچ سے منشیات کی ایک نئی قسم دریافت کرلی جسے ریڈ پلز کا نام دیا گیا۔
- ریڈ پلز —— ایسی تباہ کن منشیات جسے دفاعی ہتھیار کے طور پر دنیا میں پہلی بار استعمال کرنے کی پلاننگ کی گئی اور اس کے لئے پاکیشیا کو تجربہ گاہ بنایا گیا —— کیسے ——؟
- پاکیشیا کی سلامتی کے تحفظ کیلئے عمران پوری سیکرٹ سروس سمیت ریڈ رنگ کے خلاف میدان میں کود پڑا اور پھر ایک ہولناک، خونریز اور انتہائی تیز رفتار مقابلے کا آغاز ہو گیا۔
- پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف دو گروپس کی صورت میں علیحدہ علیحدہ میدان عمل میں اتری۔ ان دونوں گروپس کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ کیوں ۔؟
- ڈان جان — سابقہ ایکریمین سیکرٹ ایجنٹ جو اب ریڈ رنگ کا عملی طور پر سربراہ تھا۔ ایک ایسا آدمی جو عمران کی ٹکر کا ایجنٹ تھا۔
- صدیقی — جس نے اپنی زندگی کی سب سے ہولناک جنگ اکیلے لڑی جبکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی اس جنگ سے لاتعلق رہے — کیوں۔ کیا صدیقی اس جنگ میں کامیاب بھی ہو سکا —— یا —— ؟
- تنویر — جس نے اپنی مخصوص فطرت کے مطابق انتہائی تیز رفتار ایکشن سے کام لیتے ہوئے ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکا۔
- وہ لمحہ — جب ڈان جان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپس کو یقینی موت کے حوالے کر دیا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ڈان جان کے مقابلے میں بے بس ہو گئے تھے —— یا —— ؟
- وہ لمحہ — جب عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب ساتھیوں کے روکنے کے باوجود ڈان جان اور مادام ولاڈی کو معاف کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں۔ کیا عمران کو پاکیشیا کی سلامتی مقصود نہ تھی —— یا —— ؟
- کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔
- انتہائی تیز رفتار اور خونریز ایکشن — لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے واقعات بھرپور اور اعصاب شکن سسپنس —— ایک دلچسپ اور منفرد انداز

—— کا ایڈونچر ناول ——

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

اسرائیل میں مکمل ہونے والا ایک تہلکہ خیز ایڈونچر

سنیک سرکل

خاص نمبر

مصنف :- مظہر کلیم ایم . اے

سنیک سرکل ـــــ اسرائیل کا وہ خوفناک منصوبہ ۔ جس کے تحت وہ پوری دنیا کو یہودی سلطنت کا روپ دینا چاہتا تھا ۔

سنیک سرکل ـــــ ایک ایسا منصوبہ ۔ جس پر اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں نے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے تھے ۔

سپیشل سیل ـــــ اسرائیل میں قائم کردہ ایک ایسا شعبہ جس کے تحت پاکیشیا میں دہشت گردی کا نہ ختم ہونے والے سلسلے کا آغاز کیا جارہا تھا ۔

سپیشل سیل ـــــ جس کے بارے میں اطلاع ملتے ہی عمران اور پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس دیوانہ وار اسرائیل کی طرف دوڑ پڑی ۔

سپیشل سیل ـــــ جس کے خاتمے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جب اسرائیل میں داخل ہونا چاہا تو ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جال بچھا دیئے گئے اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل میں داخلے کے لئے ایک ایسے راستے کا انتخاب کرلیا جس کا تصور ہی لرزا دینے والا تھا ۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہوسکے ۔ یا ۔ ؟

جم مارکر ـــــ اسرائیلی سیکرٹ سروس کا چیف جو اپنی پوری قوت سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آگیا ۔

جم مارکر ـــــ جس نے ایک ایسی حرکت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قہر اس پر نازل ہوا اور جم مارکر چیخ چیخ کر موت کو پکارنے لگا ۔ مگر موت نے اس کے قریب آنے سے بھی انکار کر دیا ـــــ جم مارکر ـــــ کا انتہائی عبرت ناک انجام ۔ ؟

کرنل ڈیوڈ ـــــ جی . پی . فائیو کا سربراہ ـــــ جس نے اس بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا حتمی فیصلہ کر رکھا تھا . کیا وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوسکا یا نہیں ۔ ؟

سپیشل سیل ـــــ حکومت اسرائیل کا انتہائی خفیہ پروجیکٹ ـــــ جس کے خاتمے کا اعلان خود حکومت کو کرنے پر مجبور ہونا پڑا ـــــ کیوں ۔ ؟ کیا وہ پاکیشیا دشمنی سے باز آگئے تھے یا ۔ ؟

سنیک سرکل ـــــ اسرائیل کا وہ منصوبہ ، جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانے کیلئے اسرائیل نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ۔

• ۔ انتہائی خوفناک اور تیز ترین جان لیوا ایکشن ۔ سانس روک دینے والا بے پناہ سسپنس ۔ انتہائی تیز رفتار ٹیمپو ۔ مسلسل اور جان لیوا جدوجہد ۔ یقینی موت کے تیزی سے پھیلتے ہوئے بھیانک سائے ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

مثالی دُنیا

مُصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

مثالی دنیا ——— کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے۔

مثالی دنیا ——— جہاں کرہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پُراسرار، دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا ——— جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کر لیا ——— ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس ——— جس نے یہ طریقہ چوری کر لیا اور پھر اس نے علی الاعلان مثالی دنیا میں آمدورفت شروع کر دی۔

فاسٹ کلرز ——— پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا ——— مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

ڈاکٹر رونالڈ ——— جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا ——— یہ خاتون کون تھی ——— ؟ کس طرح کی تھی ——— ؟ اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا ——— انتہائی پُراسرار اور حیرت انگیز سچویشن۔

پروفیسر ارسٹائن ——— ایک یہودی ماہر روحانیات ——— جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا ——— کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا ——— یا ——— ؟

نوفریتیت ——— مثالی دنیا سے آنے والی ایک دوشیزہ ——— جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی ——— وہ کون تھی ——— ؟

عمران ——— جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اُسے لمحہ بہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

- وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹو کی اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی خطرہ پیش آ گیا ——— کیا واقعی ایکسٹو کی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہو گئی؟

مثالی دنیا ——— میں پہنچنے کا پروفیسر یونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا ——— ؟ کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟

انتہائی تحیر خیز۔ قطعی انوکھی اور منفرد کہانی ——— ایک ایسی کہانی جو روحانی اسرار و رموز اور جاسوسی ایکشن و سسپنس کا حسین امتزاج ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان